Regd. No. P/G.D.P-3 Registered with the registrar of news Papers for India at No. R.N. 61/57 Phone No. 35

سیدنا حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب ایم۔اے (آکسن)
خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

Printed & Published By Malik Salahuddin M.A. at Fazliumar Printing Press Qadian Propriter Sadr Anjuman Ahmadiya Qadian

ہفت روزہ بدر قادیان

جلسہ سالانہ نمبر

بابت

۱۹ و ۲۶ صفر ۱۴۰۲ ھج

بمطابق

۱۷ و ۲۴ فتح ۱۳۶۰ ہش / دسمبر ۱۹۸۱ء

جلد ۳۰ | شمارہ ۵۱-۵۲

شرح چندہ

سالانہ ——— ۲۰ روپے

ششماہی ——— ۱۰ روپے

ممالکِ غیر بذریعہ بحری ڈاک ——— ۵۲ روپے

فی پرچہ ——— ۴۰ پیسے

قیمت جلسہ سالانہ نمبر ——— ۲ روپے

اِس شمارہ میں

اِدَارِیَہ

"اِک قطرہ اُس کے فضل نے دریا بنا دیا"

مشیّتِ ایزدی نے کائناتِ عالم کے رُوحانی اور مادّی نظاموں میں جہاں ایک گونا مطابقت کے سامان رکھے ہیں وہاں بعض اُمور میں ان کے درمیان بڑا واضح اور نمایاں فرق بھی دکھائی پڑتا ہے۔ مثلاً پانی کی بے مایہ ننھی ننھی سی بُوندیں جب اتحاد و اجتماعیت کی صورت اختیار کر لیتی ہیں تو ان کا یہی اِتصال "قطرہ قطرہ دریا مے شود" کا حیرت انگیز عملی مظاہرہ پیش کرنے لگ جاتا ہے۔ مگر آج تک کسی نے پانی کے صرف ایک قطرے کو اپنی حدُود سے تجاوز کر کے بحرِ مواج کی صورت اختیار کرتے نہیں دیکھا ہوگا۔

اس کے برعکس مذاہبِ عالم کی صدیوں پر محیط تاریخ میں چشمِ فلک نے اللہ تعالیٰ کی اِس معجزانہ قدرت نمائی کے کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار ایسے کرشمے مشاہدہ کئے ہیں کہ وقت کا ہر رُوحانی مصلح انتہائی کس مپرسی اور بے سروسامانی کے عالم میں مہتم بالشّان روحانی اغراض و مقاصد کی تکمیل کے لئے دُنیا میں تنِ تنہا کھڑا ہوا۔ ابتداءً اس کی حیثیت پانی کے ایک بے مایہ ننھے سے قطرہ کی مانند تھی۔ مگر کچھ ہی عرصہ بعد اللہ تعالیٰ کی معجزانہ قُدرت نمائی سے اس وحدت میں کثرت کے آثار رُونما ہوئے۔ اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس کے گرد سعید رُوحوں کا ایک ناپیدا کنار بحرِ ذخار ٹھاٹھیں مارنے لگ گیا۔

چشمِ بینا کے لئے اللہ تعالیٰ کا اپنے برگزیدہ مامورین کے ساتھ یہ خارقِ عادت اور معجزانہ سلوک جہاں رُوحانی اور مادّی نظام ہائے عمل کے باہمی فرق کو نمایاں کرتا ہے وہاں ان مامورین کی صداقت وحقانیت کا ایک قوی اور روشن تر ثبوت بھی فراہم کرتا ہے۔ خدائے قادر و توانا کی یہی معجزانہ قُدرت نمائی اپنی پُوری آب و تاب کے ساتھ ہمیں سیدنا حضرت اقدس بانئ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجودِ مسعود میں جلوہ گر دِکھائی دیتی ہے۔ خود آپؑ نے اپنے دعوئ ماموریت سے قبل اور اس کے معًا بعد کی گمنامی اور خلوت و گوشہ نشینی والی زندگی کا نقشہ اِن پُر اثر الفاظ میں کھینچا ہے:-

"مجھے تو اللہ تعالیٰ نے ایسی محویت دی تھی کہ تمام دُنیا سے الگ ہو گیا تھا۔ عام چیزیں سوائے اُس کے مجھے ہرگز بھاتی نہ تھیں۔ میں ہرگز ہرگز حجرہ سے باہر قدم رکھنا نہیں چاہتا تھا۔ میں نے ایک لمحہ کے لئے بھی شہرت کو پسند نہیں کیا۔ میں بالکل تنہائی میں تھا۔ اور تنہائی ہی مجھ کو بھاتی تھی۔ شہرت اور جماعت کو جس نفرت سے میں دیکھتا تھا اس کو خدا ہی جانتا ہے۔ میں تو طبعاً گمنامی کو چاہتا تھا۔ اور یہی میری آرزو تھی ...... میں نے بار بار دُعائیں کیں کہ مجھے گوشہ نشینی میں رہنے دیا جائے۔ مجھے میری خلوت کے حجرے میں ہی چھوڑا جائے۔ لیکن بار بار حکم ہوا کہ اس سے نکلو اور دین کا کام جو اُس وقت سخت مُصیبت کی حالت میں تھا اس کو سنوارو۔"

(ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۴۳-۴۴)

گمنامی و تنہائی اور خلوت و گوشہ نشینی کے اِس عالم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے اس محبوب بندے کو جہاں "رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ" کی الہامی دُعا سکھلائی۔ وہاں اس دُعا کے بار بار پورا ہوتے چلے جانے کی قبل از وقت اِن پُرشوکت الفاظ میں بشارت بھی دی کہ:-

"یاتون من کُلّ فجٍّ عمیق۔ یاتیك من کلّ فجٍّ عمیق ووسّع مکانك ولا تصعّر لخلق اللہ و لا تسئم من النّاس۔"

(براہین احمدیہ جلد سوم)

یعنی لوگ دُور دُور سے تیرے پاس آئیں گے اور اس قدر کثرت سے آئیں گے کہ جن راستوں کو وہ اختیار کریں گے وہ لوگوں کی کثرتِ آمد کی وجہ سے گہرے ہو جائیں گے۔ لیکن تُو ان کی کثرت کو دیکھ کر تنگ نہ پڑنا اور نہ ہی ان سے مُنہ موڑنا۔ اور نہ ہی ترش روئی سے کام لینا۔ ان کی رہائش کے بندوبست کے لئے اپنے مکانوں کو وسعت دے۔ تاکہ وہ اُن میں آکر ٹھہریں۔ اور آرام پائیں۔

جنابِ الٰہی سے ملنے والی اِس پُرشوکت آسمانی بشارت کے نتیجہ میں حالات نے کروٹ لی۔ اور چشمِ بینا کے لئے ایک مرتبہ پھر وحدت میں کثرت کے رُوح پرور آثار نمایاں ہونے شروع ہو گئے۔ ۱۸۸۴ء میں سیدنا حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی معرکۃ الآرا تصنیف براہین احمدیہ کا چوتھا حصہ طبع ہو کر منظرِ عام پر آیا۔ جس کے ساتھ ہی آپ کا نام قادیان کی گمنام بستی سے نکل کر ہندوستان کے بلند پایہ علمی حلقوں میں جا پہنچا۔ اور رفتہ رفتہ آپؑ کا بابرکت وجُود مرجعِ خلائق بننے لگا۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ملنے والی ان آسمانی بشارات کے پُورا ہونے پر آپ کو چونکہ پختہ اور کامل یقین تھا۔ اس لئے اہلِ بصیرت کے لئے تائید و نصرتِ الٰہی کے حامل ان مہتم بالشان آسمانی نشانوں اور موسلادھار بارش کی مانند نازل ہونے والے بے شمار افضال و انعاماتِ سماوی کا عینی ثبوت فراہم کرنے کی غرض سے آپ نے ۱۸۹۱ء میں جماعتِ احمدیہ کے مقدّس و بابرکت جلسہ سالانہ کا مستقل بُنیادوں پر اجراء فرمایا۔ اور اس کے انعقاد کی ایک بنیادی غرض یہ بیان فرمائی کہ:-

"تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے کی غرض یہ ہے کہ تا دُنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولا کریم اور رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دِل پر غالب آجائے ...... اِس غرض کے حصُول کے لئے صُحبت میں رہنا اور ایک حصّہ اپنی عمر کا اِس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے ...... اور چونکہ ہر ایک کے لئے بباعثِ ضعفِ فطرت یا کمی مقدرت یا بعدِ مسافت یہ میسّر نہیں آسکتا کہ وہ صُحبت میں آکر رہے یا چند دفعہ سال میں تکلیف اُٹھا کر ملاقات کے لئے آوے ...... لہٰذا قرینِ مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جاویں جس میں تمام مخلصین اگر خُدا چاہے بشرطِ صحت و فرصت وعدم موانع قویّہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں۔"

(آسمانی فیصلہ صفحہ ۱۴)

مامورِ وقت کی اِس آواز کو اللہ تعالیٰ نے ایسی غیر معمولی برکت اور قبولیت عطا فرمائی کہ نہ صرف مخلصینِ جماعت کی تعداد میں روز افزوں ترقی ہونے لگی بلکہ ہر سال اس مقدس روحانی اجتماع میں جوق در جوق شمولیت اختیار کرنے والوں میں بھی بتدریج اضافہ دکھائی دینے لگا۔ ۱۸۹۱ء میں منعقد ہونے والے سب سے پہلے جلسہ سالانہ میں حاضرین کی کُل تعداد ۷۵ نفوس پر مشتمل تھی۔ دوسرے سال یعنی ۱۸۹۲ء میں یہ تعداد چار گُنا سے بڑھ کر ۳۲۷ ہو گئی۔ اور جب حضور علیہ السلام نے اپنی مبارک زندگی کے آخری جلسہ میں

(باقی دیکھئے صفحہ ۳۳ پر)

زندہ مذہب وہ ہے جس کے ذریعہ سے زندہ خدا ملے!

زندہ خُدا وہ ہے جو ہمیں بلا واسطہ مُلہم کر سکے!

سو مَیں تمام دُنیا کو خوشخبری دیتا ہوں کہ یہ زندہ خدا اسلام کا خُدا ہے!

ہمارا خُدا اپنے الہام اور کلام اور آسمانی نشانوں سے ہمیں مدد دیتا ہے

ملفوظات سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"علامت سچے مذہب کی یہ ہے کہ وہ مُردہ مذہب نہ ہو۔ بلکہ جن برکتوں اور عظمتوں کی ابتدا میں اس میں تخم ریزی کی گئی تھی وہ تمام برکتیں اور عظمتیں نوعِ انسان کی بھلائی کے لئے اس میں آخر دُنیا تک موجود رہیں۔ تا موجودہ نشان گزشتہ نشانوں کے لئے مُصدّق ہو کر اُس سچائی کے نُور کو قصّہ کے رنگ میں نہ ہونے دیں۔ سو مَیں ایک مُدّت دراز سے لکھ رہا ہُوں کہ جس نبوّت کا ہمارے سیّد و مولیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم نے دعویٰ کیا تھا اور جو دلائل آسمانی نشانوں کے آنجناب نے پیش کئے تھے وہ اب تک موجود ہیں۔ اور پیروی کرنے والوں کو ملتے ہیں۔ تا وہ معرفت کے مقام تک پہنچ جائیں اور زندہ خدا کو براہِ راست دیکھ لیں ...... ظاہر ہے کہ ایک سچائی کا بیان صرف قصّوں تک کفایت نہیں کر سکتا۔ کونسی قوم دُنیا میں ہے جن کے پاس کرامتوں اور مُعجزوں کے قِصّے نہیں۔ پس یہ اسلام کا خاصّہ ہے کہ وہ صرف قصّوں کی ناقص اور ناتمام تسلّی پیش نہیں کرتا بلکہ وہ ڈھونڈنے والوں کو زندہ نشانوں سے اطمینان بخشتا ہے .... زندہ مذہب وہ ہے جس کے ذریعہ سے زندہ خُدا ملے۔ زندہ خُدا وہ ہے جو ہمیں بلا واسطہ مُلہم کر سکے۔ اور کم سے کم یہ کہ ہم بلا واسطہ مُلہم کو دیکھ سکیں۔ سو مَیں تمام دُنیا کو خوشخبری دیتا ہُوں کہ یہ زندہ خُدا اسلام کا خدا ہے .... اس اشتہار کے دینے سے اصل غرض یہی ہے کہ جس مذہب میں سچائی ہے وہ کبھی اپنا رنگ نہیں بدل سکتا۔ جیسے اوّل ہے ویسے ہی آخر ہے۔ سچّا مذہب کبھی خشک قصّہ نہیں بن سکتا۔ سو اسلام سچّا ہے .... کیا کوئی ہے جو زندہ خدا کا طالب ہے۔ ہم مُردوں کی پرستش نہیں کرتے ہمارا زندہ خُدا ہے۔ وہ ہماری مدد کرتا ہے۔ وہ اپنے الہام اور کلام اور آسمانی نشانوں سے ہمیں مدد دیتا ہے"

(تبلیغ رسالت جلد ششم صفحہ ۱۳ تا ۱۵)

"دُنیا کے مذاہب پر اگر نظر کی جائے تو معلوم ہو گا کہ بجز اسلام کے ہر ایک مذہب اپنے اندر کوئی نہ کوئی غلطی رکھتا ہے۔ اور یہ اس لئے نہیں کہ درحقیقت وہ تمام مذاہب ابتداء سے جھوٹے ہیں، بلکہ اس لئے کہ اسلام کے ظہور کے بعد خُدا نے ان مذاہب کی تائید چھوڑ دی۔ اور وہ ایسے باغ کی طرح ہو گئے جس کا کوئی باغبان نہیں۔ اور جس کی آبپاشی اور صفائی کے لئے کوئی انتظام نہیں۔ اس لئے رفتہ رفتہ ان میں خرابیاں پیدا ہو گئیں۔ تمام پھلدار درخت خشک ہو گئے اور ان کی جگہ کانٹے اور خراب بُوٹیاں پھیل گئیں۔ اور رُوحانیت جو مذہب کی جڑ ہوتی ہے وہ بالکل جاتی رہی۔ اور صرف خشک الفاظ ہاتھ میں رہ گئے۔ مگر خدا نے اسلام کے ساتھ ایسا نہ کیا۔ اور چونکہ وہ چاہتا تھا کہ یہ باغ ہمیشہ سرسبز رہے اِس لئے اس نے ہر ایک صَدی پر اس باغ کی نئے سِرے سے آبپاشی کی اور اس کو خشک ہونے سے بچایا .... خُدا نے اپنی اس سُنّت کو نہ چھوڑا، یہاں تک کہ اس آخری زمانہ میں جو ہدایت اور ضلالت کا آخری جنگ ہے خُدا نے چودھویں صَدی اور اَلفِ آخر کے سر پر مُسلمانوں کو غفلت میں پا کر پھر اپنے عہد کو یاد کیا۔ اور دینِ اسلام کی تجدید فرمائی۔ مگر دُوسرے دِینوں کو ہمارے نبی صلّے اللہ علیہ وسلّم کے بعد یہ تجدید کبھی نصیب نہیں ہوئی۔ اس لئے وہ سب مر گئے"

(لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۱)

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۱۵ فتح (دسمبر)۔ حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے بارے میں الفضل مجریہ ۸ فتح (دسمبر) کے ذریعہ موصول شدہ اطلاع مظہر ہے کہ

"ضُعف کے سبب طبیعت ناساز ہے"

احباب کرام پوری توجہ اور التزام سے دُعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا کرے اور ہر گام پر اپنے فرشتوں کی حفاظت میں رکھے۔ آمین۔

قادیان ۱۵ فتح (دسمبر)۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی مع محترمہ سیدہ بیگم صاحبہ و بچگان اور جملہ درویشانِ قادیان بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ

● دارالہجرت ربوہ سے محترم پیر محمد معین الدین صاحب ایم ایس سی اپنی بیگم محترمہ صاحبزادی امۃ النصیر صاحبہ دختر حضرت اقدس المصلح الموعودؓ نیز تین بچیوں اور داماد عزیز مکرم مرزا مجید بیگ صاحب کے ہمراہ زیارت مقاماتِ مقدسہ کی غرض سے مورخہ ۱۰ فتح (دسمبر) کو قادیان تشریف لائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جملہ نیک مقاصد میں کامیابی عطا فرمائے۔ آمین ؛

خطبہ جمعہ

دین کی بنیادی حقیقتیں نئی نسلوں کے سامنے بار بار آنی چاہئیں تاکہ وہ دنیا کے نئے مسائل حل کرنے کی ذمہ داری اُٹھا سکیں

اللہ تعالیٰ کے متعلق ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ وہ واحد و یگانہ ہے اُس کی مثل نہ کبھی ہوئی ہے نہ کبھی ہو گی

ہماری ہر نسل نے خدا تعالیٰ کا پیار حاصل کرنا ہے۔ ہماری یہ ذمہ داری ہے کہ ہم ہر بچے کے کان میں ڈالیں کہ اللہ کسے کہتے ہیں!

از سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ - فرمودہ ۲۸ ظہور ۱۳۶۰ ہش مطابق ۲۸ اگست ۱۹۸۱ء بمقام مسجد احمدیہ مارٹن روڈ کراچی

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:-

اگر ایک چھوٹی سی زمین میں زیادہ درخت لگے ہوں تو پنپتے نہیں۔ اگر ضرورت کے مطابق مسجد وسیع نہ ہو تو تربیت کے بہت سے کاموں میں روک پیدا ہو جاتی ہے۔ کراچی کی جماعت ہمت کرنے والی جماعت ہے۔ اور میرے اندازہ کے مطابق اس وقت جماعتِ کراچی کو کم از کم چار ایکڑ زمین کی ضرورت ہے، جمعہ اور عید کی نماز کے لئے۔ اس کی طرف فوری توجہ کرنی چاہیئے۔

دین کی ذمہ داریاں اس طرح بدلتی نہیں جس طرح دنیا کی ذمہ داریاں بدلتی رہتی ہیں۔ دنیوی لحاظ سے ایک نئی نسل، بدلے ہوئے حالات کے مطابق ایک بدلی ہوئی نئی نسل ہوتی ہے۔ اگر وہ پرانی ڈگر پر چلنے والی ہو تو ترقی نہیں کر سکتی۔ اگر یورپ کی نسلیں آج اسی ڈگر پر چلنے والی ہوتیں جس پر وہ دو سَو سال پہلے چل رہی تھیں جب وہاں سائنس نے ترقی نہیں کی تھی، تو سائنس بھی ترقی نہ کرتی اور دنیوی لحاظ سے اس مقام تک وہ نہ پہنچتے۔ تو نئی ایجادات اور ڈِسکوریز (DISCOVERIES) جو ہیں اُن کے ساتھ

نئی نسلوں کے قدم

نئی راہوں پر اور تیزی کے ساتھ آگے بڑھ رہے ہیں۔ لیکن اس قسم کی تبدیلی جو ہے کہ جہت بدل جائے وہ دین میں نہیں۔ دین کی بنیاد مستحکم ہے۔ دین کا راستہ جسے ہم صراطِ مستقیم کہتے ہیں۔ بڑا فراخ ہے قرآن کریم کی ہدایت کے آنے کے بعد بڑا وسیع بھی ہے، روشن بھی ہے اور اپنے اندر وہ تمام صلاحیتیں رکھتا ہے کہ نئے تقاضوں کو نئی نسلیں اخلاقی اور روحانی طور پر پُورا کر سکیں۔ اس مسئلے کو نہ سمجھنے کی وجہ سے دنیا میں بسنے والے بہت سے ایسے مسلمان بھی ہیں جو بعض دفعہ مجھے یہ کہتے ہیں کہ چودہ سَو سال گذر گئے قرآن کریم کو نازل ہوئے، دنیا بدل گئی، دنیا کے حالات بدل گئے، دنیا کا معاشرہ بدل گیا۔ دنیا کی ضروریات بدل گئیں، دنیا کا علم کہیں سے کہیں پہنچ گیا۔ چودہ سَو سال پُرانی کتاب ہماری ضرورتوں کو آج پُورا کر سکتی ہے؟ میرا جواب ہر ایسے شخص کو اور میری نصیحت ہر احمدی کو، بڑا ہو یا چھوٹا، یہ ہے کہ ہاں پورا کر سکتی ہے۔ اس لئے کہ قرآنِ کریم جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمتِ کاملہ سے

ایک کامل کتاب کی شکل میں

محمد صلے اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر نازل کیا۔ اس کے اندر یہ تمام خوبیاں اور طاقتیں اور وسعتیں اور لچک پائی جاتی ہے کہ بنیادی حقائق کو بدلے بغیر، بنیادی حقائق پر مضبوطی سے قائم رہتے ہوئے، نئے تقاضے جو ہیں زمانہ کے، انہیں پُورا کیا جا سکتا ہے۔ ایک جرمن غیر مسلم محقق نے ایک کتاب لکھی ہے "بائبل، قرآن اور سائنس" (دورِ حاضر کی جو سائنس ہے) اور اس نے یہ نتیجہ نکالا ہے قرآن کریم کے متعلق، جس کی میں بات کر رہا ہوں کہ میں (جرمن محقق - ناقل) نے قرآن کریم کی بہت سے احکام کا موازنہ کیا، دَورِ حاضر کی سائنس سے، تو ایک حکم بھی مجھے ایسا نہیں ملا جو اس کے خلاف ہو۔ اور متضاد ہو۔

تو جو چیز ایک صاحبِ فراست غیر مسلم کو نظر آجاتی ہے، اگر وہ ایک مسلمان کے گھر میں پیدا ہونے والے بچے کی نظر سے اوجھل رہے تو بڑی بدقسمتی ہوگی۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ جو بڑی عمر کے ہیں اُن کے متعلق، قرآن کریم کی ہدایت کے مطابق فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ (الذٰریٰت۔ آیت: ۵۶) یاد دہانی کا، آپس میں باتیں کرنے کا، جو نئے مسائل ہمارے سامنے پیش ہوتے ہیں ان کا ذکر ہوتا رہے تاکہ ہمارے حافظے کی کمزوری ہمارے ایمان پر اثر انداز نہ ہو جائے۔ اور جو

ہماری اُبھرنے والی نسلیں

ہیں۔ وہ حقیقتیں جن سے انکار نہیں کیا جا سکتا، اُن کے سامنے آنی چاہئیں۔ تاکہ آنے والی نسل، نئی اُبھرنے والی نسل دنیا کے نئے مسائل کو حل کرنے کی ذمہ داری اُٹھانے والی نسل ہو۔ اور دینِ اسلام کی عظمتوں اور اس کی خوبیوں اور اس کے حُسن اور اس کے نُور اور اس کی ہدایت کی جو مختلف شاخیں ہیں ان کا اس کو علم ہو۔

یہ جو چینج (CHANGE) اور تبدیلی ہے نوجوان نسلوں میں یہ ہمیشہ بہتری کی طرف حرکت نہیں کر رہی ہوتی۔ بلکہ بسا اوقات تنزّل کی طرف کر رہی ہوتی ہے۔ مثلاً اسلام نے توحید پر، خدا تعالےٰ کے واحد و یگانہ ہونے پر اور خدا تعالیٰ کی ذات و صفات پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ لیکن اگر نئی نسلوں کو صحیح طور پر سنبھالا نہ جائے تو وہ توحید سے پَرے ہٹ جاتی ہیں۔ توحید سے پَرے ہٹنا تو اتنی بے وقوفی ہے کہ اس سے زیادہ میرے نزدیک کوئی حماقت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ جتنا سوچا میں نے اور جتنا سوچا ساری دنیا کے سائنسدانوں نے، وہ اسی نتیجہ پر پہنچے (اور جو نہیں پہنچے تھے وہ اب پہنچ رہے ہیں) کہ "خدائے واحد و یگانہ اور اس کی عظمتوں سے انکار نہیں کیا جا سکتا"۔ ایک اندھیرے کا زمانہ آیا تھا درمیان میں، لیکن اب آہستہ آہستہ روشنی پیدا ہو رہی ہے۔ اس لئے ضروری ہوا کہ ہم کہتے رہیں گے دوستوں کے سامنے جو بنیادی تعلیم ہے اسلام کی، اُس کا ذکر کرتے رہیں۔ اور یہی مضمون اِس خطبہ کے لئے مَیں نے چُنا ہے اور

تین باتیں

مَیں اس وقت بیان کروں گا۔ (۱) اللہ کے متعلق۔ (۲) قرآنِ عظیم کے متعلق۔ (۳) اور محمد صلے اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے متعلق۔

اللہ تعالیٰ کے متعلق ہمارا عقیدہ (مَیں ہمارا جب کہتا ہوں تو اس سے مُراد ہماری جماعت ہے کیونکہ جماعت اور جماعت کے امام میں کوئی فرق نہیں۔) یہ ہے کہ اللہ واحد و یگانہ ہے۔ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ (الشوریٰ آیت: ۱۲) اس کی مثل اِس کائنات میں نہ کوئی تھی، نہ ہے، نہ ہو سکتی ہے۔ لیکن بعض لوگ شبہ میں پڑ جاتے ہیں، کیونکہ انسان کو اللہ کا عبد بننے کے لئے پیدا کیا گیا اور اس سے یہ اُمید رکھی گئی ہے کہ وہ اللہ کی صفات کے جلوے اپنے اندر پیدا کرے گا۔ اور خدا تعالیٰ کے اخلاق اُس کی زندگی میں ظاہر ہوں گے۔ اس لحاظ سے وہ کچھ مشابہت رکھتا ہے۔ لیکن مثل نہیں۔

لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ خدا تعالیٰ کی مثل نہ کبھی ہوئی، نہ ہے، نہ کبھی ہوگی۔
وہ صَمَد ہے۔ وہ غنی ہے ان معنی میں کہ اسے کسی غیر کی احتیاج نہیں۔ اس لئے کہ اس کی عظمتوں کی یہ شان ہے کہ جب وہ کچھ کرنا چاہتا ہے تو اس سے زیادہ اسے کچھ کرنے کی ضرورت نہیں کہ (کُنْ) حکم دے کہ ایسا ہو جائے تو وہ ہو جاتا ہے۔ جو اس قسم کی طاقت رکھنے والا ہمارا ربِ کریم ہے اسے

کسی کی احتیاج کی ضرورت

کیسے ہو سکتی ہے۔ لیکن اس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ ہر غیر کو اس کی احتیاج ہے۔ اور جب میں "ہر غیر کو اس کی احتیاج ہے" کا فقرہ بولتا ہوں تو میں سچ سچ یہ ایمان رکھتا ہوں کہ ہر غیر کو اس کی احتیاج ہے۔ اور اس کے لئے ضروری تھا کہ ہر غیر کے ساتھ اس کا ذاتی تعلق ہو۔ ورنہ ضرورت پوری نہ ہو۔ اور احتیاج کا پتہ ہی نہ لگے۔ پس ہر غیر کو اس کی احتیاج ہے۔
وہ زندہ ہے اپنی ذات میں۔ اور اس وقت تک ہر غیر زندہ ہے جب تک اس کے ساتھ تعلق رہے۔
اور وہ قائم ہے اپنی ذات میں اور غیر کو حاجت ہے اس بات کی کہ اس کا تعلق خدائے واحد و یگانہ، حیّ و قیوم۔ قادرِ مطلق کے ساتھ قائم ہو۔
اس کی حکومت، اس کا امر اس کائنات میں چل رہا ہے۔ پتہ اس کے حکم کے بغیر نہیں گرتا، قرآن کریم کا یہ بیان ہے درختوں کے متعلق۔ پت جھڑ کا ایک موسم آتا ہے۔ مختلف موسموں میں مختلف قسم کے درختوں کے پتے مختلف طریقے سے جھڑتے ہیں۔ بعض درخت ہیں کہ سارا سال پت جھڑ ہوتی رہتی ہے۔ اور سارا سال نئے پتے نکلتے رہتے ہیں۔ بعض درخت ہیں کہ موسمِ خزاں میں پت جھڑ ہوتی ہے اور پھر ساری سردیاں کوئی پتہ نہیں نکلتا اور ایک مُردہ کی حیثیت میں وہ سردیاں گزارتے ہیں۔ اور پھر موسم بہار میں نئے پتے نکل آتے ہیں۔ اور بعض ایسے درخت ہیں جو موسم بہار میں پت جھڑ کرتے ہیں۔ پتے جھڑتے ہیں اور اسی وقت نئے پتے نکل آتے ہیں۔ ہمارے

کالج کی لاج میں

جہاں میری رہائش تھی ایک ایسا درخت لگا ہوا تھا جو موسم بہار میں پت جھڑ کرتا تھا، ساتھ ہی نئے پتے نکلتے تھے اس میں۔ ایک دن مجھے خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ نے جو یہ کہا کہ میرے حکم کے بغیر کوئی پتہ نہیں گرتا تو میں اس کا مشاہدہ کروں۔ میں نے ایک ٹہنی کو چُنا۔ اس ٹہنی پر بہت سے سبز پتے تھے اور جہاں وہ چھوٹی ٹہنی بڑی ٹہنی کے ساتھ خلال کی طرح ملاپ کرتی ہے وہ بھی سبز، طاقت ور، صحت مند تھی۔ نیز بہت سے ایسے پتے بھی تھے کہ پتہ زرد اور اس کے ملاپ والی ٹہنی بھی زرد۔ بس موت آئی کہ آئی، یہ کیفیت تھی ان کی۔ شام کو میں نے یہ دیکھا۔ صبح میں نے دیکھا کہ سبز پتہ نیچے گرا ہوا تھا۔ اور زرد پتہ اپنی جگہ پہ کھڑا تھا۔ اس سے ہمیں پتہ لگا کہ یہ عام قانونِ قدرت نہیں ہے کہ جو زرد ہو وہ مرجائے اور زمین پر گر پڑے، بلکہ حکم نازل ہوتا ہے ہر پتہ پر۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں وضاحت سے بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم نازل ہوتا ہے تب پتہ گرتا ہے۔
خدا تعالیٰ واحد ہے اور سب سے بڑا گناہ شرک ہے۔

ایک احمدی کی زندگی میں

کسی قسم کا بھی کوئی شرک نہیں ہے، نہ ہونا چاہیئے۔ نوجوان نسل اچھی طرح یاد رکھے ہم مشرک نہیں، ان معنی میں بھی مشرک نہیں کہ ہم بتوں کی پرستش نہیں کرتے۔ وہ بُت جو انسان نے اپنے ہاتھ سے بنایا، اس کی پرستش کرنی شروع کر دی۔ قرآن کریم نے انہیں ان الفاظ میں توجہ دلائی کہ اپنے ہاتھ سے (بُت) بناتے ہو اور پھر ان کی پرستش کرنی شروع کر دیتے ہو۔ کچھ عقل بھی ہے تمہارے اندر؟ یہ بالکل ناعقلی کی بات ہے نا۔ ایسے بُت بھی ہیں یعنی انسان، جنہیں خدا نے ان کی پاکبازی کی وجہ سے عظمت دی تھی۔ پھر ان کے مریدوں نے ان کی قبر کی پرستش شروع کر دی۔ بڑا ظلم ہے ایک بزرگ کی قبر پر جا کر سجدہ کرنا یا نماز اس کی طرف منہ کر کے پڑھ لینا۔ بہرحال میں اپنا ذکر کر رہا ہوں، جماعتِ احمدیہ قبر پرستی نہیں کرتی۔ یہ ہمارا عقیدہ نہیں ہے، یہ ہمارا عمل نہیں ہے۔ ہم یہ جانتے ہیں کہ جو شخص اللہ کے سوا

کسی اور کے سامنے جھکتا ہے وہ اپنی ہلاکت کے سامان پیدا کرتا ہے۔
اور ہم مشرک نہیں ان معنی میں بھی کہ جو اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت سے رفعت اور بزرگی اور پاکبازی حقیقتاً حاصل کرتے ہیں، ہم ان کی بھی پرستش نہیں کرتے۔ ان کی عزت کرتے ہیں، ان کا احترام کرتے ہیں، دُعائیں ان کے لئے کرتے ہیں۔ اور اگر خدا تعالیٰ نے ان کے ذریعے سے کسی کو ہدایت دینا چاہے تو ہم دُعا کرتے ہیں کہ جو برکت انہوں نے خدا سے لی ہے اسے وہ زیادہ حاصل کریں، لیکن ہم اس کی پرستش نہیں کرتے۔ پرستش ہم اُس عظیم انسان کی بھی نہیں کرتے۔

محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم

جسے خدا نے ساری کائنات کے لئے رحمت بنا کے بھیجا تھا۔ اور ہمیں اس کی پرستش سے روکنے کے لئے کہا تھا "عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ" محمدؐ پہلے میرے عبد ہیں اور پھر میرے حکم سے میرے رسول ہیں۔ اور کہا تھا کہ دُنیا میں یہ پکار کے کہہ دو: قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (الکہف: آیت ۱۱۱) بشر ہونے کے لحاظ سے محمدؐ میں اور تم میں کوئی فرق نہیں۔
شرک ہم دولت کا بھی نہیں کرتے۔ دولتمندوں کے آگے لوگ جھک جاتے ہیں۔ یہ بھی دیکھتے ہوں گے آپ۔ مگر سر جھکانے کے لئے تو ایک ہی دَر ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا دَر ہے۔
شرک ہم طاقت و اقتدار کا بھی نہیں کرتے۔ ٹھیک ہے اَللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ (آل عمران۔ آیت: ۲۷) خدا تعالیٰ کے فضل ہیں جس کو چاہے دیدے۔ لیکن ہمارا معبود نہیں بن جاتا وہ (اقتدار) کہ ہم ان کے سامنے جھکیں۔ اور اس کی عبادت کرنی شروع کر دیں۔
چونکہ اس قسم کی کمزوریاں انسانوں میں پیدا ہو سکتی تھیں اس لئے فرمایا: فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِيْ (البقرۃ۔ آیت: ۱۵۱) ایسے لوگوں کا کوئی خوف تمہارے دلوں میں پیدا نہ ہو۔ صرف میری ذات ہے جس کی خشیت تمہارے دل میں پیدا ہونی چاہیئے۔ ان معنی میں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارے

کسی فعل کے نتیجہ میں

ہمارا ربّ ہم سے ناراض ہو جائے۔ اور ہماری ہلاکت کے سامان پیدا ہوں۔
شرک ہم اپنی ذات کا بھی نہیں کرتے۔ شرک ہم اپنی طرف سے جو قربانیاں اپنے ربّ کے حضور پیش کر رہے ہیں ان کا بھی نہیں کرتے کہ ہم نے بہت کچھ دیدیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے سب کچھ کر کے سمجھو کہ تم نے کچھ بھی نہیں کیا۔ خدا تعالیٰ کو نہ ہمارے رکوع و سجود کی ضرورت ہے۔ خدا تعالیٰ کو نہ ہماری اوقات کی قربانی کی ضرورت ہے۔ اور خدا تعالیٰ کو نہ ہمارے مال کی ضرورت ہے۔ جنہوں نے اس کو نہیں سمجھا انہوں نے کہہ دیا، اللہ فقیر ہے، ہم غنی ہیں۔ بے وقوف انسان! جو مالکِ کُل ہے وہ فقیر کیسے بن گیا؟ اور جس کے پاس چھوٹی سی اسی کی پیدا کردہ دولت آگئی وہ غنی کیسے بن گیا؟ میں مثال دے کے آپ کو سمجھاؤں۔ جس کے پاس دولت ہے ایک فائدہ اس کو یہ ہے کہ خوب اچھا کھانا کھائے۔ یہ ہے نا فائدہ؟ لیکن میں نے دولتمند دیکھے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے اُن کو پیسہ دیا اور معدے بیمار کر دئیے۔ وہ مجبور ہو گئے غریب تر انسان کا کھانا کھانے پر۔ کسی کام نہیں آئی دولت۔ ایسے بیمار دیکھے ہیں کہ دُنیا کا بہترین لباس پہن سکتے ہیں۔ لیکن اس قسم کی اریٹیشن (IRRITATION) خراش ان کے خون کے اندر پیدا کی کہ وہ ململ کا بوجھ بھی نہیں برداشت کر سکتے۔ تو دولتمند ہونا کس کام آیا؟ خدا تعالیٰ جو خالقِ کُل، مالکِ کُل ہے اس کو تو ضرورت نہیں ہے آپ کی دولت کی۔

اپنے نفس کی پوجا بھی نہیں کرنی

قرآن کریم نے کہا ہے کہ بعض لوگ اھواء نفس کی پرستش کرتے ہیں۔ (قرآن کریم کی باتیں میں کر رہا ہوں اس وقت) شرک کے متعلق یہ بتایا ہے (اَهْوَآءَهُمْ) نفسانی خواہشات کی پوجا کرنے لگ جاتے ہیں بہت سارے لوگ۔ حالانکہ پرستش تو صرف خدا تعالیٰ کی ذات کی ہونی چاہیئے۔ اور اچھے خاندان کا ہے کوئی، اچھے ماحول میں پرورش پائی ہے۔ اچھا ذہن خدا تعالیٰ نے دیا ہے۔ ذہن خدا تعالیٰ نے دیا ہے۔ آپ نے فراست

اور ذہانت جو ہے اس کی بھی پرستش نہیں کرنی۔ جو ذہن دیتا ہے، وہ ذہن لے بھی لیا کرتا ہے۔ ایک طالب علم ہمارے ساتھ کالج میں داخل ہوا۔ بہت ہی چوٹی کے لڑکوں میں سے تھا۔ اور خیال تھا کہ وہ آئی۔سی۔ایس (.I.C.S) میں چلا جائے گا۔ وہ اسی کی تیاری کر رہا تھا اپنی سمجھ کے مطابق۔ جب ہم گورنمنٹ کالج میں جاتے تو ہمارا انتظار کر رہا ہوتا گالیاں دینے کے لئے جماعت احمدیہ کو۔ بڑا متعصب تھا۔ ہمیں تو کہا گیا ہے گالیاں سُن کر دُعا دو۔ ہم اُسے دُعا دیدیتے تھے۔ وہ ہمیں گالیاں دیدیتا۔ لیکن خدا تعالےٰ سے نہ کوئی چیز چھپی ہے، نہ کوئی اس کی طاقت سے باہر ہے۔ جس نے آئی۔سی۔ایس (.I.C.S) کا امتحان دینا تھا وہ انٹرمیڈیٹ کے امتحان کے وقت پاگل خانے میں تھا جو ہستی ذہن دے سکتی ہے وہ ذہن واپس بھی لے سکتی ہے۔ کس بات پر فخر کرے گا انسان۔ کیوں اپنے ذہن کی پرستش شروع کر دی۔ اپنے نفس کی پرستش بھی نہیں کرنی۔ یہ جو "فنا" ہے نا اس سے

وحدانیت پر ایمان کا منبع

پھوٹتا ہے۔ فنا کے مقام کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ اور ہر چیز کو خدا تعالےٰ پر چھوڑ دو۔ پھر یہ دیکھو کہ جتنا جتنا وہ پسند کرتا چلا جائے گا، اتنا اتنا پیار کرتا چلا جائے گا۔
اور باقی دو باتیں جو رہ گئیں یعنی قرآن عظیم اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم، یہ پھر اگلے جمعہ۔ انشاء اللہ۔

ایک اور بات جب

"DELIVERANCE OF THE CHRIST FROM THE CROSS" کانفرنس ہوئی اس میں جو میں نے پیپر (PAPER) پڑھا اس کا پہلا فقرہ یہ تھا:-

THE UNITY AND ONENESS OF GOD IS THE BASIC TRUTH OF THIS UNIVERSE.

یہیں سے ساری یونیورس (UNIVERSE) عالمین کا وجود ابھرا۔ پس "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" کا تعلق کسی ایک خطۂ ارض یا کسی ایک PLANET یا کسی ایک گیلیکسی (GALAXY) یا بہت سی گیلیکسیز (GALAXIES) کا جو مجموعہ ہے اس کے ساتھ نہیں۔ بلکہ ساری کائنات جو ہے ہر آن جس میں وسعت پیدا ہو رہی ہے، (قرآن کریم میں آیا ہے کہ وہ مُوسِع ہے، وسعت پیدا کرتا ہے اور یہ حقیقت سائنس نے آج مانی ہے) پس جو ہر آن وسیع سے وسیع تر ہونے والی کائنات ہے، یونیورس (UNIVERSE) ہے، عالمین ہے، اس کی بنیاد ہے

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

کسی ایک چھوٹے سے حصے میں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کو قید یا محدود نہیں کیا جا سکتا۔ یہ ساری گیلیکسیز (GALAXIES) کسی غیر معیّن، نامعلوم جہت کی طرف حرکت کر رہی ہیں۔ اور اُن کی حرکت PARALLEL نہیں۔ یہ نہیں کہ آپس کا فاصلہ ہمیشہ قائم رہے بلکہ اس حرکت کے نتیجے میں گیلیکسیز (GALAXIES) کے درمیان فاصلہ بڑھ رہا ہے اور جب دو گیلیکسیز کے درمیان فاصلہ بڑھتے بڑھتے اتنا بڑھ جائے کہ ایک اور گیلیکسی بے شمار سورج اپنے اندر سمیٹے وہاں سما سکے تو خدا تعالیٰ کُنْ کہتا ہے۔ اور وہ وہاں پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ ہے ہمارا رب۔ تو ساری کائنات جو ہے (اور کائنات میں وسعت پیدا ہو رہی ہے اور یہ تو میں نے وسعت آپ کو بتائی ہے جو مکان کے لحاظ سے پیدا ہوتی) اس کائنات کے ساتھ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا تعلق ہے۔ ایک اور وسعت ہے جو ہر فرد کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ ایک عاجز انسان نہ مکانی وسعتوں کی، نہ اندرونی وسعتوں کی حدوں کو چھو سکتا ہے۔ لیکن دعویٰ کرتا ہے کہ ہم اپنے ربّ کی صفات کو بعض دائروں کے اندر محدود کرنے کی اہلیت اور طاقت رکھتے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ نہیں رکھتے ہم یہ طاقت۔ اور ایسے شرک سے احمدیوں کو بچنا چاہیئے۔

خدا تعالےٰ ربّ العٰلمین ہے

رب العٰلمین ہر دو پہلوؤں سے وسعت پذیر ہے۔ اور اس عالمین کا بحیثیت مجموعی اور بحیثیت افراد کے خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق قائم رہنا ضروری ہے۔

جس چیز پر میں زور دینا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ جو دینِ اسلام کے حقائق اور صداقتیں ہیں انہیں اپنے ذہن میں حاضر رکھنا اخلاقی اور روحانی ترقیات کے لئے ضروری ہے۔ اور خدا تعالےٰ کے پیار کو ہم یا ہماری آنے والی نسلیں قرآن کریم کی ہدایت اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے نمونہ سے پرے ہٹ کے نہیں حاصل کر سکتیں۔ خدا تعالیٰ کا پیار حاصل کرنا ہے ہم نے، ہماری ہر نسل نے۔ اس کے لئے ہماری ذمہ داری ہے کہ ہر بچے کے کان میں ڈالیں کہ اللہ کسے کہتے ہیں میں نے بعض گھروں میں دیکھا ہے بڑے پیار کے ساتھ، بڑے پیارے طریقے سے چار پانچ سال کے بچے کے کان میں وہ

اللہ تعالیٰ کی عظمت

ڈال رہے ہوتے ہیں۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ آپ ہی اللہ تعالیٰ انہیں سکھا دے گا۔ ان کا جواب تو خدا نے یہ دیا ہے کہ اگر اللہ چاہتا تو سب کو ہدایت دیدیتا۔ تو جو ذمہ داری اُس نے انسان پہ ڈالی، انسان کو پوری کرنی ہے۔ اس لئے ذمہ داری ڈالی کہ انسان اس کے پیار کو حاصل کرے۔ اگر پیار حاصل کرنا ہے، اپنی ذمہ داریوں کو نباہیں۔ اِدھر اُدھر مت دیکھیں۔ اس وقت غلبۂ اسلام کا زمانہ آ گیا۔ دُشمنی سے نہ گھبرائیں۔ اُن کا دِل جیتنے کے لئے، اُن کے لئے دُعائیں کرنے کا زمانہ آ گیا۔ اُن پر شفقت کرنے کا زمانہ آ گیا۔
اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا کرے۔ آمین ؛

(الفضل ۲۶ر اکتوبر ۱۹۸۱ء)

بلا تبصرہ

"آج کا عرب" — ایک حاجی کے تاثرات

"یہ جدہ ہے۔ بحر احمر کی ملکہ۔ اس کی موجیں اس کے ساحل سے آج بھی ٹکراتی ضرور ہیں لیکن افسوس کے ساتھ پلٹ کر چلی جاتی ہیں۔ کیونکہ آج عربوں میں وہ طارق نہیں ہے جو ان موجوں میں اُتر جائے۔ سفینوں کو جلا دینے کی آواز دے۔ وہ عرب جو طوفان سے کھیلتے تھے اور خود بھی طوفان تھے اب نہ رہے۔ جن کو ہم عرب کہہ رہے ہیں وہ تو ساحل کے تماشائی ہیں۔ جو کنارہ پر کھڑے ہو کر صرف نظارہ کرتے ہیں۔ ایسے عرب جو خود اب کنارہ ہو گئے ہیں۔ ماضی سے اُن کا کوئی رشتہ نہیں رہا۔ ان کا ماضی اُن سے محروم ہو چکا ہے۔ وہ ایسا چراغ ہے جو مزار پر جلتا ہے۔ اور بھولی بسری یاد دلاتا ہے۔ جدہ میں اب صرف دو چیزیں "عرب" ہیں۔ ایک زبان۔ دوسرے اذان۔ باقی ہر چیز یورپی ہے۔ عربوں کا خاص لباس بھی بدل گیا ہے۔ یعنی قطع ہے تو وضع نہیں۔ وضع ہے تو قطع نہیں۔ یوں کہیئے کہ "ارضِ قرآن" کے عرب اب "آب و گل" کے نئے سانچے میں ڈھل چکے ہیں۔ اب وہ کہانیاں ختم ہو چکی ہیں جو تاریخ اسلام کا حصہ تھیں۔ اب محل ہیں لیکن خالی۔ قیس ہیں لیکن لیلیٰ بدا گئی ہے۔ لیلیٰ اب جنگل میں نہیں ہوٹل میں ہے۔ جدہ کے ہوٹل یورپ کے ہوٹلوں سے کچھ کم نہیں ہیں۔ چھوٹے اور بڑے ہوٹلوں کا مزاج یکساں ہے تہذیب بھی۔ ہوٹلوں میں جا کر صاف پتہ چل جاتا ہے کہ عرب کی مہمان نوازی ایک حقیقت نہیں ایک بھولی بسری کہاوت ہے۔ کیونکہ سارے کے سارے ہوٹل مہمان نواز ہیں۔ چھوٹے ہوٹلوں میں "ہر چیز" مانگنے پر ملتی ہے۔ بڑے ہوٹلوں میں "موجود" ہے۔ جدہ جو کبھی تھا اب نہیں رہا۔ جو ہے وہ پیرس کا ہم زلف ہے یہاں یورپ کی تہذیب، اپنی مصنوعات سمیت یہاں ملتی ہے۔ اور عرب اسے نہال کر رہے ہیں۔ یورپ کی عیش پسندی نے جتنی بھی چیزوں کو ایجاد کیا ہے وہ سب یہاں ملتی ہیں۔ عربوں کے پاس سوال روپیہ پیسہ کا نہیں خرچ کرنے کا ہے۔ یہ دولت بھی اتنی سخت جان ہے کہ کتنا ہی خرچ کرو ختم نہیں ہوتی۔ اُمرائے حجاز اور شیوخ عرب کی دولت خریداروں کو ڈھونڈ رہی ہے۔ اس لئے جدہ کی ہر رات "الف لیلہ" کی رات ہوتی ہے۔ پُرانے زمانے کے عرب صحراؤں میں "جوت" جگاتے تھے۔ ماڈرن عرب ہوٹلوں میں محفلیں سجاتے ہیں۔ ان محفلوں میں کیا ہوتا ہے یہ سُنانے کی نہ مجھ میں ہمت ہے اور نہ سُننے کی آپ میں طاقت۔ جدہ کی عمارتیں آسمان کو چھو رہی ہیں۔ ان عمارتوں کو دیکھ کر یاد آیا کہ پہلے عرب قد آور تھے۔ اب عمارتیں قد آور ہیں۔ پہلے عرب بڑے تھے اب عمارتیں بڑی ہیں۔ جدہ میں سب کچھ ہے مگر وہ حسن نہیں جو ایک ہندوستانی یہاں تلاش کرتا ہے۔ آج جدہ ہی نہیں پورے عرب میں اونٹ عنقا ہو گیا ہے۔ اب طیارے ہیں اور سیارے ہیں جو اس طرح اُڑتے پھرتے ہیں جس طرح افواہیں بے قابو ہو کر پھیل جاتی ہیں۔ جدہ اب ارضِ قرآن کا جدہ نہیں رہا۔"

(ہفت روزہ نشیمن بنگلور۔ ۲۵ر اکتوبر ۱۹۸۱ء صفحہ ۶)

حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ کی قابلِ رشک زندگی اور خوبیوں کا تذکرہ!

حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ الودود کے خطبہ جمعہ کا ملخص

ربوہ ۲۸ فتح (دسمبر) حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے آج یہاں نماز جمعہ مسجد اقصیٰ میں پڑھائی اور خطبہ ارشاد فرمایا۔

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے اپنے اس انتہائی ایمان افروز اور روح پرور خطبہ کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا

رَضِیْنَا بِاللّٰہِ رَبًّا وَّ بِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا (صلی اللہ علیہ وسلم)

حضور نے فرمایا اللہ نے جو بہت سے خزانے عطا کئے ہیں ان میں سے ایک بہت ہی عظیم خزانہ یہ ہے کہ جب وقت اللہ تعالیٰ کی ایسی قضا نازل ہو جو دنیوی حالات میں تکلیف دِہ ہو تو ایک ہی نعرہ زبان پر لانا چاہئیے اور وہ یہ ہے کہ

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

حضور نے فرمایا کہ دوست جانتے ہیں کل شام قریباً ساڑھے آٹھ بجے منصورہ بیگم اپنے مولائے حقیقی سے جا ملیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

حضور نے فرمایا میرا ان کا ساتھ بڑا لمبا تھا قریباً ۴۷ سال ہم میاں بیوی کی حیثیت سے اکٹھے رہے اور اس عرصے میں جہاں انہیں مجھے دیکھنے اور سمجھنے اور پرکھنے کا موقعہ ملا اسی طرح مجھے بھی انہیں دیکھنے سمجھنے اور پرکھنے کا موقعہ ملا۔

حضور نے حضرت سیدہ بیگم صاحبہ کے ساتھ گزرے ہوئے ایام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہمارا رخصتانہ ۵ ؍اگست ۱۹۳۴ء کو ہوا تھا اور ۶ ؍اگست کو میں انہیں بیاہ کر قادیان پہنچا تھا اور ٹھیک ایک ماہ بعد یعنی ۶ ؍ستمبر ۱۹۳۴ء کو میں اپنی تعلیم کے لئے انگلستان روانہ ہو گیا تھا حضور نے فرمایا کہ یہ پہلی چیز تھی جس نے مجھے موقعہ دیا کہ میں ان کی طبیعت سمجھوں ایک ذرہ بھر بھی انقباض ان کے چہرے پر یا ان کی طبیعت میں پیدا نہیں ہوا کہ میں اپنی وہ تعلیم مکمل نہ کروں جس تعلیم نے آئندہ چل کر بہت سی خدمات لینی تھیں۔

حضور نے فرمایا ہماری شادی الٰہی بشارتوں کے نتیجے میں ہوئی تھی جو حضرت اماں جان سیدہ نصرت جہاں بیگم نور اللہ مرقدہا کو ہوئی تھیں اور یہ رشتہ حضرت اماں جانؓ نے خود کروایا تھا جس کا مطلب یہ تھا کہ یہ انتخاب اللہ تعالیٰ نے بعض اغراض کے ماتحت خود کیا تھا اور میرے لئے ایک ایسی ساتھی عطا کی جو میری زندگی کے مختلف ادوار میں میرے بوجھ بانٹنے کی اہلیت بھی رکھتی ہے اور عزم اور ارادہ بھی رکھتی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی اس عطا پر میں جتنا بھی شکر کروں کم ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اس موقعہ پر میں مختصراً بعض باتیں بیان کر کے اُمید کرتا ہوں کہ ہم اس جانے والی روح کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کریں کہ وہ خطاؤں کو معاف کرے اور اپنی رحمتوں سے نوازے۔

حضور نے حضرت سیدہ بیگم صاحبہ کا ذکرِ خیر جاری رکھتے ہوئے اوپر بیان کردہ حصولِ تعلیم کی غرض سے انگلستان جانے کے واقعے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ شادی کے ایک ماہ بعد ہنستے ہوئے چہرے سے رخصت کر دینا اور پھر قریباً ساڑھے تین سال کی جدائی کا عرصہ گزارنا ان کے ذاتی اوصاف پر دلالت کرتا ہے۔ اُس جدائی نے ان کی طبیعت پر کوئی اثر نہیں ڈالا اور جس مقصد کے لئے حضرت مصلح موعودؓ نے میرے آکسفورڈ میں تعلیم حاصل کرنے کو پسند کیا اس مقصد کے حصول کے دوران انگلستان میں اپنے قیام کے دوران مجھے ایک دن بھی یہ فکر نہیں ہوا کہ وہ اس جدائی سے گھبرائیں گی کیونکہ مجھے پتہ تھا کہ وہ گھبرانے والی روح نہیں۔ حضور نے بعد کے واقعات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جب میں تعلیم مکمل کر کے ۱۹۳۸ء میں واپس آیا تو ہجرت ۱۹۴۷ء تک قریباً ۹ سال کا عرصہ ان کے ساتھ قادیان میں رہا۔ میں واقفِ زندگی تھا اور کوشش کرتا تھا کہ اسماً بھی اور عملاً بھی واقفِ زندگی بنوں اور انہوں نے بھی میرے ساتھ عملاً خدمتِ دین کے لئے زندگی وقف کئے رکھی۔

حضور نے فرمایا کہ وہ میری زندگی میں اس قدر ساتھ دینے والی تھیں کہ جبکہ میں قادیان میں مجلس خدام الاحمدیہ کا صدر تھا ایک دن عصر کے بعد کسی دور کے محلے میں خدام الاحمدیہ کا کوئی پروگرام بنایا گیا مجھے گھر سے باہر جانا تھا اور گھر میں میری بچی امۃ الشکور بڑی سخت بیمار تھی ایسے اس شدت کے اسہال تھے کہ دیکھتے ہی دیکھتے اس کا وزن نصف رہ گیا۔ بدن کا سارا پانی نچڑ گیا میری طبیعت نے گوارا نہیں کیا کہ میں اپنا پروگرام کینسل کر دوں اور بچی کے پاس ٹھہروں میں نے ہومیوپیتھی کی ایک دوائی بچی کے منہ میں ڈالی اور منصورہ بیگم سے کہا کہ شفا اور زندگی تو اللہ کے ہاتھ میں ہے میرے پاس رہنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا کوئی گھبراہٹ ان کے چہرے پر نہیں آئی اور انہوں نے مسکراتے ہوئے مجھے رخصت کر دیا حضور نے فرمایا اس وقت بھی میرے سامنے وہ مسکراتا ہوا چہرہ ہے۔ اور اللہ کی شان یہ ہے کہ جب میں واپس آیا تو بچی صحت مند تھی۔

حضور نے فرمایا اس کے بعد جماعتی کاموں کے سلسلہ میں بہت مصروفیات اور تکلیف کے وقت بھی آئے ہجرت ۱۹۴۷ء کا وقت آیا جو کہ شدید روحانی ذہنی اور جسمانی اذیت کا وقت تھا۔ ان انتہائی خطرناک دنوں میں جب میں جیپ میں بیٹھ کر ارد گرد کے دیہاتوں کے دورہ کے لئے نکلتا تھا تو ۵۰ فیصد یقین یہ ہوتا تھا کہ واپس نہیں آؤں گا لیکن منصورہ بیگم نے ایک دفعہ بھی اس کا اظہار نہیں کیا اور کبھی بھی مجھے نہیں روکا وہ کوٹھی کا انتظام بھی سنبھالتی تھیں بچوں کو بھی سنبھالتی تھیں اور اس صورتِ حال کا مقابلہ بھی بشاشت سے کرتی تھیں۔

حضور نے فرمایا کہ پھر پارٹیشن کا وقت آیا قادیان سے ہجرت شروع ہوئی تو ۲۵ ؍اگست ۱۹۴۷ء کو حضرت مصلح موعودؓ نے حضرت اماں جانؓ اور خاندان کی دیگر مستورات اور بچوں کو بہت سی مصلحتوں کے ماتحت پاکستان بھجوا دیا اور فیصلہ ہوا کہ حضرت مصلح موعودؓ کے ساتھ صرف آپا صدیقہ (حضرت سیدہ اُم متین مریم صدیقہ مدظلہا) ٹھہریں گی۔ منصورہ بیگم نے اصرار کیا کہ میں نہیں جاؤں گی حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نہیں مانے آخر انہوں نے حضرت مصلح موعودؓ سے اصرار کر کے اجازت لی۔ حضور نے فرمایا شاید کوئی سوچے کہ وہ اپنے میاں کو ان حالات میں چھوڑ کر جانا نہیں چاہتی ہوں گی لیکن جب حالات نے حضرت مصلح موعودؓ کو مجبور کر دیا کہ وہ ہجرت کر جائیں تو منصورہ بیگم اپنے میاں کو چھوڑ کر حضرت مصلح موعودؓ کے ساتھ پاکستان آگئیں۔

حضور نے ۱۹۵۳ء کے پُر آشوب دور کا ذکر کیا اور فرمایا کہ میں ان دنوں لاہور میں تھا اور کالج کا پرنسپل تھا جب ایک روز حالات انتہائی مخدوش تھے اور مولانا عبدالرحیم درد صاحب نے مجھ پر زور لگایا کہ میں کالج نہ جاؤں تو میں نے کہا کہ آج ہی تو دن ہے کہ میں کالج جاؤں کیونکہ مجھ پر احمدی اور غیر احمدی بچوں کی حفاظت کی ذمہ داری ہے اور درد صاحب کے روکنے کے شدید ترین اصرار کے باوجود میں کالج گیا حضور نے فرمایا منصورہ بیگم کے چہرے پر ملال تھا ہی نہیں۔ ایسے مشکل حالات میں بڑے بشاشت کے ساتھ وقت گزارا۔

حضور نے فرمایا کہ وہ بڑی دلیر عورت تھیں ۱۹۷۶ء میں جب میں امریکہ گیا تو مجھے ایک خط ملا جس میں کہا گیا تھا کہ تین دفعہ آپ کی جان لینے کی کوشش کی جائے گی اور چوتھی بار اغوا کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ حضور نے فرمایا میں نے تو خط لے کر جیب میں ڈال لیا کیونکہ مجھے پتہ ہی نہیں ڈر کسے کہتے ہیں۔ پھر میں نے سوچا جماعت کہے گی ہمیں بتایا نہیں اس پر میں نے انہیں بتا دیا۔ جب کینیڈا میں ٹورانٹو پہنچا تو ہوائی اڈے پر سامان وغیرہ کی چیکنگ کے دوران ہمیں ایئر پورٹ سے باہر ایک علیحدہ عمارت میں لے جایا گیا جہاں احباب جماعت استقبال کے لئے جمع تھے وہاں احباب جماعت سے مصافحہ ہوا۔ منصورہ بیگم نے بھی خواتین سے مصافحہ کیا اور جلدی سے فارغ ہو کر خاموشی سے میرے پیچھے آکر میرے پہریدار کے طور پر کھڑی ہو گئیں انہوں نے محسوس کیا کہ ایک آدمی غیر محسوس طور پر میرے قریب ہونے کی کوشش کر رہا ہے منصورہ بیگم کی فراست بڑی تیز تھی وہ فوراً بھانپ گئیں کہ یہی وہ شخص ہے جس نے خط لکھا تھا۔

انہوں نے فوراً ڈیوٹی پر متعین خدام کو بتایا اس پر اس شخص کو پکڑ لیا گیا اس نے اعتراف کیا کہ یہ خط میں نے ہی لکھا تھا پھر اُسے پولیس کے حوالے کر دیا گیا

حضور نے حضرت سیدہ بیگم صاحبہ کی زندگی کے اہم واقعات سناتے ہوئے بتایا کہ جب وہ وقت آیا کہ مجھ پر خلافت کی ذمہ داریاں ڈالی گئیں تو میرے کاموں کا ہر ایک حق انہوں نے اپنے ذمہ لے لیا

کہ میرے اوقات کا حرج نہ ہو جتی کہ اگر میں ڈٹامن کی گولی بھی خود نکال کر کھاتا تو ناراض ہو جاتیں کہ یہ کام آپ نے کیوں کیا یہ دو منٹ آپ کسی اور اہم جماعتی کام میں صرف کر دیتے یہ کام میں کر دوں گی۔ اس طرح سے انہوں نے مجھے سارے فکروں سے آزاد کر دیا اس لئے ان کا یہ حق ہے کہ ہم ان کے لئے دعائیں کریں اللہ کے بے شمار فضل ان پر ہوں وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں کے نیچے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے جانشینوں اور اصحاب اور خدام اسلام کے ساتھ ہوں اور اللہ تعالیٰ جنت میں آپ کو وہ پیار دے جو وہ زیادہ سے زیادہ دے سکتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ میرا تاثر ہے کہ میری حفاظت کے لئے انہوں نے یہ طریق بنا لیا تھا کہ جب تک میں سو نہ جاؤں وہ نہ سوتی تھیں اور کوئی کتاب پڑھتی رہتی تھیں۔ اور جونہی میں سوتا تھا چند منٹ کے بعد میں سمجھتا کہ سو جاتی تھیں۔ حضور نے ۱۹۷۱ء کے واقعات کا بھی ذکر فرمایا اور بتایا کہ عورتوں کو تسلی دیتیں۔ اور ان کے غم میں شریک ہونے کا کام انہوں نے اپنے ذمہ لے لیا

حضور نے فرمایا کہ ان کی بے نفسی کا یہ عالم تھا کہ مجھے آج پتہ لگا کہ انہوں نے ۱/۳ حصہ کی وصیت کی ہوئی تھی اور اُن کو جو اپنی آمد آتی تھی وہ اسے بالکل چھپا کر خاموشی سے حصہ آمد ادا کر دیا کرتی تھیں اور کبھی مجھے پتہ بھی نہیں لگنے دیا اور انہوں نے اپنا وصیت کا بیشتر حصہ پہلے ہی ادا کر دیا تھا۔ ۲۱ ہزار روپے کی جو باقی رقم رہ گئی تھی وہ میں نے اب ادا کر دی ہے دفتر وصیت والوں نے کہا کہ بعد میں ادا ہو جائے گی مگر میں نے کہا کہ وصیت کی فائل میرے سامنے آنے سے پہلے ساری رقم ادا ہو جائے۔ حضور نے فرمایا کہ ان میں کوئی نمود و نمائش یا دکھاوا بالکل نہیں تھا۔ وہ سارے سفروں میں میرے ساتھ رہیں۔ سپین کی مسجد کا جب سنگ بنیاد رکھا جا رہا تھا تو گاؤں کی عورتیں ان سے بہت پیار کرنے لگ گئی تھیں اور منصورہ بیگم نے ان سے پیار اس لئے کیا کہ اللہ انہیں نہ بھولے۔ اب جب اس مسجد کا افتتاح ہوگا۔ تو عورتیں انہیں یاد کریں گی۔

حضور نے فرمایا کہ میرا اتنا خیال رکھتی تھیں کہ کبھی مجھے چائے کی پیالی نہیں بنانے دی۔ حضور نے فرمایا کہ میں بہت کم کھاتا ہوں لیکن کہ اگر آپ لوگ دیکھیں تو حیران رہ جائیں مگر یہ مختصر کھانا میری پسند کا ہونا چاہیئے۔ منصورہ بیگم ہمیشہ میری پسند کا خیال رکھتیں۔ وہ غیر ملکی دوروں میں جس سے ہمیں اس پر اپنا اثر چھوڑا۔ غانا میں ۱۹۷۰ء کے دورے کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ جب ہم گئے تو فیصلہ کیا کہ سب سے مصافحے کریں گے جتنے مرد تھے اتنی ہی عورتیں تھیں اور ایک ہی وقت میں ہم دونوں فارغ ہوئے میں نے مردوں سے مصافحہ کیا انہوں نے عورتوں سے کیا اور ایک ایک عورت سے پوری بشاشت سے اور مسکراتے ہوئے کیا

حضور نے فرمایا کہ یہ احسان خدا تعالیٰ نے مجھ پر آپ کے خلیفہ ہونے پر کیا ایک ایسی اچھی ساتھی عطا کی اس پر خدا کی حمد کرتے ہیں

لا الٰہ الا اللہ

کا ورد کریں۔ اللہ اکبر کے نعرے لگائیں اور ان کے لئے دعائیں کریں ان سارے غموں کو اڑانے کے لئے ایک ہی فقرہ کافی ہے

انا للہ وانا الیہ راجعون

یہ موقعہ غم کے نہیں بلکہ اللہ کی رحمتوں کے حصول کے ہیں۔ اور انہیں اپنی غفلتوں سے ضائع نہیں کرنا چاہیئے اگر ہم اللہ کے وفادار بنے رہیں تو وہ ہم پر اپنی رحمتوں کی بارش اسی طرح کرتا ہے کہ جس طرح پہلے کرتا چلا آرہا ہے۔

(منقول از الفضل ربوہ ۷ دسمبر ۱۹۸۱ء)

حضرت سیّدہ نواب منصورہ بیگم صاحبہؓ کی مقبرہ بہشتی ربوہ میں تدفین

ربوہ ۴ فتح / دسمبر جماعت احمدیہ کی جلیل القدر بزرگ خاتون حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ حرم محترم حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے جسد اطہر کو آج شام مغرب کی اذان سے قبل بہشتی مقبرہ میں سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کے پہلو میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ تکفین اور جنازہ میں ملک کے چاروں صوبوں کے دور دراز مقامات سے آئے ہوئے۔ قریباً ۲۵ ہزار سے زائد افراد نے شرکت کی۔

حضرت سیدہ بیگم صاحبہ کا جسد خاکی آج صبح ۱۰ بجے کے قریب خواتین کے عام دیدار کی خاطر رکھ دیا گیا تھا۔ اس موقعہ پر بڑے رقت آمیز مناظر دیکھنے میں آئے۔ احمدی خواتین نے صبر و رضا کا شاندار مظاہرہ کیا۔ آخری دیدار کا یہ سلسلہ ایک بجے تک اور بعد نماز جمعہ ۲ بجے سے ۳ بجے کے بعد تک جاری رہا۔

احباب کی آمد:

حضرت سیدہ بیگم صاحبہ کی وفات کی خبر رات کو ہی بذریعہ ٹیلیفون ملک کے کونے کونے اور بیرون ممالک تک پہنچ گئی تھی۔ چنانچہ آج صبح سے ہی دور دراز سے احباب جماعت احمدیہ اپنے پیارے امام ایدہ اللہ کے غم میں (جو جماعتی لحاظ سے ان کا اپنا بھی غم تھا) شریک ہونے کے لئے ربوہ پہنچنا شروع ہو گئے۔ سب احباب کی مہمان نوازی کا انتظام دار الضیافت میں کیا گیا تھا احباب و خواتین کی آمد کا سلسلہ جنازہ کے وقت تک جاری رہا۔ نماز جمعہ کے وقت مسجد اقصیٰ نمازیوں سے بھری ہوئی تھی مجلس خدام الاحمدیہ مقامی ربوہ اور باہر سے آئے ہوئے خدام نے مستعدی سے اپنی ڈیوٹیاں سنبھالی تھیں اور مجمع کو کنٹرول کرنے کے لئے مناسب اور احسن انتظامات کئے گئے تھے۔

سفر آخرت:

حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ کے سفر آخرت کے انتظامات کے سلسلہ میں یہ طے کیا گیا تھا کہ تمام حضرات سیدھے بہشتی مقبرہ پہنچیں اور حضور انور ایدہ اللہ کی رہائش گاہ کی طرف نہ جائیں خواتین سے کہا گیا تھا کہ وہ راستوں پر نہ کھڑی ہوں اور نہ ہی بہشتی مقبرہ جائیں۔ نماز عصر ادا کرنے کے بعد ربوہ کے تمام محلوں سے احباب ربوہ اور بیرون جات سے آتے ہوئے مہمان کرام بہشتی مقبرہ کی طرف روانہ ہونے شروع ہو گئے حضور انور مسجد مبارک میں نماز عصر پڑھانے کے بعد (جو آج معمول سے ذرا جلد ادا کی گئی تھی) ۳ بجکر ۴۰ منٹ پر اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے۔ حضرت سیدہ موصوفہ کا جسد اطہر تابوت میں رکھا گیا تھا حضور کی آمد کے بعد تابوت کو پیچ اور کیل لگا کر اچھی طرح بند کر دیا گیا۔ ٹھیک پونے چار بجے حضور انور کی رہائش گاہ کے لان سے حضرت سیدہ بیگم صاحبہ کا جنازہ اٹھایا گیا۔ حضور انور نے خود خاصی دور تک جنازہ کو کندھا دیا۔ حضور کی رہائش گاہ کے احاطے سے ... محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی رہائش گاہ تک جنازہ چارپائی پر رکھ کر کندھوں پر لے جایا گیا اس جگہ پہنچ کر تابوت کو زرد رنگ کی ایک ویگن میں منتقل کیا گیا۔ ویگن میں ایک چارپائی بچھی ہوئی تھی جس پر سفید چادر پڑی تھی۔ اس کے اوپر تابوت کو رکھ دیا گیا۔ حضور انور نے خود ویگن کے دروازے پر کھڑے ہو کر تابوت کو اندر رکھوایا۔ اس کے بعد یہ ویگن دو درجن سے زائد کاروں کے ایک جلوس کے ہمراہ آہستہ آہستہ رینگتی ہوئی بہشتی مقبرہ کی طرف روانہ ہوئی۔ خاندان مبارکہ کے بیشتر افراد اور دیگر امراء اضلاع اور نمایاں احباب کاروں میں جنازہ کے ہمراہ تھے۔ باقی لوگ ساتھ پیدل چل رہے تھے حضور انور اپنی گاڑی میں جنازہ کی ویگن کے ساتھ تھے حضور کے ہمراہ گاڑی میں حضور کے تینوں صاحبزادے محترم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب، محترم صاحبزادہ مرزا فرید احمد صاحب اور محترم صاحبزادہ مرزا لقمان احمد صاحب تھے۔ جنازہ جب بہشتی مقبرہ پہنچا تو ہزاروں ہزار احباب پہلے ہی سے لائنوں میں بڑی تنظیم اور تربیت کے ساتھ احاطہ میں خاموشی سے کھڑے تھے چونکہ ابھی پیدل احباب آ رہے تھے اس لئے تابوت کو ویگن سے باہر نکال کر چارپائی پر رکھنے جانے کے بعد حضور نے چند منٹ توقف فرمایا اور جب سب احباب بہشتی مقبرہ پہنچ گئے تو حضور انور ایدہ اللہ نے چار بجکر ... منٹ پر نماز جنازہ پڑھائی۔ نماز جنازہ ختم ہونے کے بعد مائک پر اعلان کیا گیا کہ تمام احباب وقار اور تنظیم کے ساتھ اپنی اپنی جگہوں پر کھڑے رہیں اور جنازہ کو کندھا دینے کے لئے آگے نہ آئیں تاکہ گرد نہ اڑے اور ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ کو تکلیف نہ ہو چنانچہ جنازہ اٹھایا گیا۔ اور بہشتی مقبرہ کے وسط میں واقع اندرونی چار دیواری کی طرف لے جایا گیا حضور نے بھی کندھا دیا اور جنازہ کے پہلو میں چلتے رہے چار دیواری میں جگہ محدود ہونے کی وجہ سے یہ اعلان کیا گیا کہ معدودے چند احباب چار دیواری کے اندر تشریف لے جائیں۔

قبر کی تیاری:- حضرت سیدہ بیگم صاحبہ کی آخری آرامگاہ کے طور پر جو قبر تیار کی گئی وہ چار دیواری کی شرقی دیوار کے قریب حضرت مصلح موعودؓ کی قبر سے تھوڑا ہٹ کر بنائی گئی تھی۔ تابوت کو لحد میں اتارنے کے کام میں حضور انور نے بنفس نفیس حصہ لیا اور رسہ پکڑ کر تابوت کو لحد میں اتارا اور پھر جب ریت ڈالنے کا کام شروع ہوا تو پہلی تغاری حضور انور نے اپنے دست مبارک سے ڈالی ریت ڈالنے اور اینٹوں کی تنصیب کے بعد اینٹوں کے اوپر پلاسٹک کی چادر ڈالی گئی اس کے اوپر مٹی ڈالی گئی۔ سب سے پہلے حضور انور نے دونوں ہاتھوں سے بھر کر تین دفعہ مٹی ڈالی۔ اس دوران سارا وقت حضور انور قبر کے سرہانے کھڑے قبر کی تیاری کے سلسلے میں ہدایات دیتے رہے۔ جب مٹی ڈالنے کا مرحلہ آیا تو حضور قبر کے پاس سے ہٹ گئے تاکہ مجمع احباب باری باری قبر پر مٹی ڈال سکیں۔ حضور انور اس دوران چار دیواری کی دوسری قبروں کی طرف گئے اور دعا پڑھی۔ قبر کی تیاری کے بعد حضور نے پانچ بجکر ... منٹ پر اجتماعی دعا کرائی۔ اس کے بعد حضور بہشتی مقبرہ سے واپس تشریف لے گئے۔

تابوت:- جس تابوت میں حضرت سیدہ بیگم صاحبہ کو امانتاً دفن کیا گیا ہے اس کا رنگ سفید تھا یہ لکڑی کا بنا ہوا تھا لیکن اس کے اندر کی طرف ایسبسٹوس کی لائننگ لگی ہوئی تھی اور اس کے اندر روئی اور ململ کی ایک موٹی تہہ لگائی گئی تھی تابوت کی بیرونی سطح پر جستی چادر لگائی گئی تھی۔ اور اس پر سفید رنگ کا پینٹ کیا ہوا تھا۔ تدفین کے بعد بھی حضور انور سے تعزیت کا اظہار کرنے والے احباب کی آمد کا سلسلہ جاری ہے اور جو لوگ وقت پر پہنچ نہیں سکے وہ حضور انور کی رہائش گاہ پر جاکر تعزیت ...

مِلّتِ بَیضاء کا مُقدّس وِرثہ

از محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مؤرخ احمدیت۔ ربوہ

اسلام آزادیٔ ضمیر وعقیدہ کا علمبردار ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقصدِ بعثت بھی یہی تھا کہ تمام بنی نوعِ انسان کو کامل مذہبی آزادی اور مکمل حُریّتِ ضمیر کی ضمانت دی جائے۔ چنانچہ حضورؐ کی تاثیرِ قدسی کے نتیجہ میں دُنیا کے نقشہ پر پہلی بار ایسا حسین، دلکش اور مثالی معاشرہ قائم ہوا جس میں بلا امتیاز مسلک ومشرب پُوری انسانیت کو اعلےٰ شرف عطا کیا گیا اور ہر مکتبِ فکر کو تخیّل کی غیر محدُود اور لامتناہی وسعتیں اور رفعتیں نصیب ہوئیں۔ جس پر عہدِ نبویؐ کا اوّلین دستور "میثاقِ مملکتِ مدینہ" شاہدِ عادل ہے۔ اس اہم تاریخی دستاویز کا متن سیرت ابن اسحاق اور سیرت ابن ہشام میں اور اس کے اقتباسات سُنن ابی داوٗد، مسند احمد بن حنبل اور تاریخ طبری وطبقات ابن سعد میں موجود ہیں۔

خلفاء راشدین خصوصًا حضرت عمرؓ کا عہدِ مبارک بے تعصبی، رعایا پروری، فیاضی اور کرم گُستری میں کوئی نظیر نہیں رکھتا۔ اس زمانہ میں عراق، مصر اور شام کا نظامِ مالگزاری سُریانی اور قبطی زبانوں میں تھا۔ اور اس وجہ سے اس کے تمام عمّال مجوسی یا عیسائی تھے۔

سیّدنا حضرت عمر فاروق رضؓ نے علم الفرائض کی ترتیب اور درستی کے لئے ایک رومی عیسائی کو مدینہ منورہ میں طلب فرمایا۔ مؤرخِ اسلام علّامہ بلاذری نے اس واقعہ کو کتاب الاشراف میں پُوری وضاحت سے لکھا ہے۔ حضرت عمرؓ کے سرکاری فرمانِ مبارک کے الفاظ یہ تھے:-

"اِبْعَثْ اِلَیْنَا بِرُوْمِیٍّ یُقِیْمُ لَنَا حِسَابَ فَرَائِضِنَا"

یعنی ہمارے پاس ایک رُومی کو بھیج دو۔ جو فرائض کے حساب کو درست کر دے۔

تاریخِ اسلام سے یہ بھی ثابت ہے کہ عہدِ فاروقی میں غیر مذاہب والے بے روک ٹوک مرکزِ اسلام۔ مکہ معظمہ۔ میں جاتے اور جب تک چاہتے مقیم رہتے تھے۔ اس سلسلہ میں حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شہرہ آفاق شاگرد حضرت قاضی امام ابو یوسفؒ نے کتاب الخراج میں اس کے متعدد واقعات نقل کئے ہیں۔

(الفاروق صفحہ ۳۷۸-۳۷۹ مصنفہ مولانا شبلی مرحوم)

اِس ایک واقعہ سے ہی یہ حقیقت بالکل نمایاں ہو جاتی ہے کہ حضرت عمرؓ کا عہدِ خلافت بلاشبہ آفتابِ عالمتاب کی مانند تھا۔ جو خشک صحراؤں، سرسبز میدانوں، بادشاہوں کے پُرشکوہ وسربفلک محلّات اور غریب کِسانوں کی جھونپڑیوں پر یکساں طور پر نُور افشاں رہتا ہے۔

ایک نسطوری پادری اسمعانی نے حضرت عمرؓ کے آخری زمانے یا حضرت عثمانؓ کے ابتدائی زمانے کے جو تاثرات سپردِ قرطاس کئے وہ مشہور محقق محمد حمید اللہ کی تحقیق کے مطابق یہ ہیں:-

"یہ طائی (یعنی عرب) جن کو خدا نے آجکل حکومت عطا کی ہے وہ ہمارے بھی مالک بن گئے ہیں۔ لیکن وہ عیسائی مذہب سے مطلق برسرِ پیکار نہیں بلکہ اس کے برخلاف وہ ہمارے دین کی حفاظت کرتے ہیں۔ ہمارے پادریوں اور مقدس لوگوں کا احترام کرتے ہیں۔ اور ہمارے گرجاؤں اور کلیساؤں کو جاگیریں عطا کرتے ہیں۔"

(ASSEMANI, BIBL-ORIENT., III, 2 Page 146 بحوالہ عہد نبویؐ میں نظامِ حکمرانی" صفحہ ۱۴۶-۱۴۷)

ایک مشہور مستشرق پروفیسر اسکاٹ کا بیان ہے:-

"مُسلمانوں نے اندلس میں یہودیوں کو اس قدر سہولتیں دی تھیں جو کبھی کسی دَور میں اُنہیں میسّر نہ آئی تھیں۔ وہ خود کو مُسلمانوں کا ہم پلّہ سمجھتے، ان کے محل عالی شان ہوتے، جواہرات کے ڈھیروں کے ڈھیر اُن کے گھروں میں لگ گئے۔ اور انہوں نے مُسلمانوں کے سبب علوم وفنون میں بے حد ترقی کر لی۔

حضرت امیر معاویہ کے طبیب عیسائی تھے۔ ان کا ایک گورنر عیسائی تھا۔ اور وہ اُس پر بہت مہربان تھے۔

اندلس کے طبیبوں میں پندرہ سے زیادہ ایسے طبیب تھے جو عیسائی اور یہودی تھے اور مسلمان بادشاہ ان کا بہت احترام کرتے۔ ہارون کا محبوب طبیب جبرائیل تو اتنا بڑا آدمی تھا کہ ہارون اور برمکی اُسے کئی لاکھ رُوپے سالانہ تنخواہ کے علاوہ کروڑوں روپے انعام میں دے چکے تھے۔"

(تاریخ اندلس از اسکاٹ۔ تاریخ العرب از حتی۔ عیون الدینار از ابن ابی اصیبعہ۔ بحوالہ "اورنگ زیب" مصنفہ مولانا رشید اختر ندوی صفحہ ۳۹۹)

وسطِ ایشیا کے مُغلوں میں اسلام کی وسیع اشاعت سُلطان ازبک خاں کی پُرجوش تبلیغی کوششوں کی رہینِ منّت ہے۔

یہ پُرجوش مُسلم فرمانروا ۱۳۱۳ء سے ۱۳۴۰ء تک حکمران رہا۔ سُلطان نے مذہبی آزادی سے متعلق جو فرمان اپنے ماتحت افسروں اور حکام کے نام عیسائیوں کے مطران بطرس (میٹروپولیٹن پیٹر) کی نسبت جاری کیا اس کا مضمون یہ تھا:-

"خدائے بزرگ کے حکم اور قدرت سے ہے۔ اس کی رحمت وعظمت کے ساتھ ازبک کا فرمان ہمارے سرداروں کے نام خواہ وہ اعلیٰ ہوں یا ادنیٰ ۔۔۔ کسی شخص کو نہیں چاہیئے کہ کلیسا کے مطران کی کسی نہج سے توہین کرے جس کا افسر بطرس ہے۔ نہ اُس کے نوکروں اور قسیسوں کو بُرا کہے۔ کسی آدمی کو نہیں چاہیئے کہ اُن کے مال واسباب پر قبضہ کرے۔ جو شخص ایسا کریگا اور ہمارے فرمان کو توڑے گا وہ خدا کے سامنے قصوروار ثابت ہو کر عذاب کا مستحق ہوگا۔ اور ہماری طرف سے اُسے موت کی سزا ملے گی۔ مطران کو امن اور حفاظت کے ساتھ رہنے دینا چاہیئے۔ تاکہ انصاف اور اطمینانِ قلب کے ساتھ وہ اور اس کا نائب اپنے مذہبی معاملات کے انصرام میں مصروف رہے۔ ہم اقرار کرتے ہیں کہ نہ ہم خود اور نہ ہماری اولاد۔ نہ ہماری قلمرو کے بادشاہ اور نہ ہمارے ملکوں کے صوبے عیسوی کلیسا یا مطران کے معاملات میں دست اندازی کریں گے اور نہ اُن کے شہروں میں۔ نہ اُن کی شکارگاہوں میں اور نہ اُن کی مچھلی پکڑنے کی جگہوں میں اُن کے مزاحم ہوں گے۔ اور نہ اُن کے شہد کے چھتوں اور اُن کی زمینوں سے اور نہ اُن کے میدانوں اور جنگلوں اور قصبات اور دیگر مقامات سے۔ جو اُن کے عاملوں کے انتظام میں ہوں گے اور نہ اُن کے انگورستان سے۔ نہ اُن کی چکیوں سے اور جاڑے میں مویشیوں کے رہنے کی جگہ سے یا کلیسا کے مال واسباب سے ہم کو کسی قسم کا تعرّض ہوگا۔ مطران کے دل کو ہمیشہ پریشانی سے دُور رہنے دو اور اُس کو ہمارے لئے۔ ہماری اولاد کے لئے اور ہماری قوم کے لئے اطمینانِ قلب کے ساتھ خُدا سے دُعا کرنے دو۔ کوئی شخص جو کلیسا کی کسی مقدس شئے پر ہاتھ ڈالے گا وہ گنہگار ہوگا۔ اور خدا کا قہر اُس پر نازل ہوگا۔ اور اُسے موت کی سزا ملے گی۔ تاکہ اَور لوگ اس سے عبرت پکڑیں۔ جس وقت خراج لیا جاوے یا جس وقت ڈاک کے لئے گھوڑے کسی سے طلب کئے جائیں یا ہم فوج کے لئے رعایا میں سے آدمی بھرتی کریں تو بڑے کلیساؤں سے جو مطران بطرس کے تحت میں ہیں کچھ نہ لیا جائے۔ اور اُن کے قسیسوں سے کچھ وصول نہ کیا جائے۔ اگر کچھ قسیسوں سے لیا جائے گا تو وہ تگنا کر کے دینا پڑے گا...... اُن کے آئین اور قوانین کا۔ اُن کے گرجاؤں اور خانقاہوں کا ادب کرنا ہوگا۔ اور جو کوئی اُن کے مذہب کو متہم کرے گا یا اس کی توہین کرے گا وہ کسی عذر یا حیلے سے چھوڑا نہ جائے گا۔ بلکہ موت کی سزا اُس کو ملے گی۔ قسیسوں اور اسقفوں کے بھائی اور بیٹے جو ایک ہی دسترخوان پر کھاتے اور ایک چھت کے نیچے رہتے ہوں اُن کو حقوق حاصل ہوں گے۔"

(الدعوۃ الی الاسلام صفحہ ۲۹۱-۲۹۴ بحوالہ تاریخ اشاعتِ اسلام صفحہ ۴۵۰ از مولانا شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی مرحوم)

جہاں تک برِصغیر پاک وہند کا تعلق ہے مُسلمان بادشاہوں کی تاریخ اُن کی عدل گُستری، انصاف پروری اور رعایا سے حُسنِ سلوک کے رُوح پرور واقعات سے لبریز ہے۔ مثال کے طور پر حضرت اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ درج کرتا ہوں۔ مولانا رشید اختر ندوی لکھتے ہیں:-

"اورنگ زیب کے نزدیک سرکاری ملازمت کے لئے مسلمان ہونا شرط نہ تھا۔ دیانتداری اور صلاحیت کار بُنیادی امر تھا۔

اورنگ زیب نے اپنے اس خیال کا اظہار اُس وقت کیا جب سنہ جلوس میں محمد امین ایک ایرانی عالم ہندوستان آئے اور انہوں نے دو بد مذہب پارسیوں کو بخشی گیری کے اہم مناصب پر فائز دیکھا تو اُن کو رنج ہوا۔ اور انہوں نے بادشاہ کی خدمت میں یہ عرضی پیش کی۔

یہ عرضی، بادشاہ نے پڑھی اور جواب میں لکھا، جہاں تک آپ کی خدمات سے فائدہ اُٹھانے کا تعلق ہے ہم اس پر توجہ کریں گے لیکن

آنچہ بد مذہب ایرانیاں نوشتہ
امور دنیا را با مذہب چہ نسبت،
وکارہائے مذہب را بہ تعصّب
چہ دخل۔ لکم دینکم ولی
دین۔

(باقی دیکھیے صفحہ ۱۲ پر)

واقعۂ صلیب ۔ اناجیل کی روشنی میں

از مکرم سیّد عبد العزیز صاحب ۔ نیوجرسی ۔ امریکہ

انجیلوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے واقعہ صلیب کا ذکر اور صلیب کے بعد کے واقعات کا بیان اس قسم کا ہے کہ اس سے ہرگز وہ نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا جو عیسائی حضرات نکالتے ہیں۔

عیسیٰ علیہ السلام ناصرہ سے یوروشلم اُن ایام میں آئے جب یہودی ایک بہت بڑا جشن منانے کی تیاریاں کر رہے تھے۔ یہ جشن ہر سال یوروشلم میں اس خوشی میں منایا جاتا تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کامیابی سے اسرائیلیوں کو فرعون کے پنجہ سے نجات دلا کر مصر سے لے آئے تھے۔

اُس زمانہ میں یوروشلم رُومیوں کے قبضہ میں تھا۔ روم والے مشرک تھے۔ یہودی رُومیوں سے نفرت اور عداوت رکھتے تھے۔ یہودیوں میں " ذیلٹ " نامی ایک تشدد پسند گروہ تھا۔ جس کا مقصد رُومیوں کو اُس علاقہ سے [illegible] تھا۔ جب یہودی علماء حضرت عیسیٰ علیہ السلام [illegible] کی سازش کر رہے تھے اُس وقت بیرونی ممالک سے یہودی یوروشلم میں آئے ہوئے تھے۔ اور یوروشلم کے شہری ان ایام میں غیر معمولی طور پر مصروف تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہودی علماء کے ہیڈ کوارٹر یعنی یوروشلم میں آئے ہوئے تھے۔ ان علماء کے لئے اب سُنہری موقعہ تھا کہ وہ آپؑ کو سازش کر کے ختم کرا دیں۔ یہودی علماء قتل کی سازش کی تشہیر نہیں کرنا چاہتے تھے۔ کیونکہ ابھی یہودیوں کی اکثریت کو حضرت عیسیٰ اور ان کے دعویٰ مسیحیت کے متعلق کچھ علم نہ تھا۔ نیز یہ یہودی علماء ڈرتے تھے کہ اگر لوگوں کو علم ہو گیا کہ یہودی علماء نے ایک یہودی یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مشرکوں کی حکومت سے قتل یا پھانسی دلوا کر مروا ڈالا ہے۔ تو لوگ ایسے علماء کے خلاف ہو جائیں گے۔ خصوصاً ذیلٹ (ZEALOT) [illegible] اس بات کو برداشت نہ کریں گے۔ کیونکہ ذیلٹ رُومیوں کے سخت مخالف تھے۔

شاگرد بھاگ گئے:

جب یہودی علماء نے رومی حکمران سے یہ فیصلہ حاصل کر لیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب دی جائے تو اس وقت حضرت علیہ السلام کے سارے شاگرد بھاگ گئے۔ اور آپ تنہا رہ گئے۔ متی باب ۲۶ آیت ۵۶ اور مرقس باب ۱۴ آیت ۵۰ میں بھاگنے کے متعلق یہ لکھا ہے:۔

" سب شاگرد اُسے چھوڑ کر بھاگ گئے "۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے اگر سب شاگرد چھوڑ کر چلے گئے تھے تو پھر کس طرح سے اُن حالات اور واقعات کی ہمیں صحیح اطلاع مل سکتی ہے؟ جو صلیب کے موقعہ اور اس کے بعد عیسیٰؑ کو پیش آئے۔ مزید یہ کہ ان حالات اور واقعات کو اس وقت کے یہودی لٹریچر میں قلمبند نہیں کیا گیا۔ اگر ہم یہ کہیں کہ ان واقعات کی بُنیاد محض ظن اور گمان پر ہے تو بے جا نہ ہو گا۔ انجیلوں سے یہ ظاہر ہے کہ واقعات جو عیسیٰؑ کے متعلق بیان ہوئے ہیں۔ وہ کسی یقینی علم کا نتیجہ نہیں ہیں۔

موقعہ صلیب پر حاضرین کی تعداد یوحنا کی انجیل باب ۱۹ آیت ۲۵ میں مذکور ہے۔ تین عورتیں صلیب کے پاس تھیں۔ ایک والدہ مریم۔ ایک اس کی بہن جس کا نام بھی مریم تھا اور تیسری مریم مگدلینی۔ متی باب ۲۷ آیت ۵۵ اور ۵۶ میں لکھا ہے۔ بہت سی عورتیں جو گلیل سے آئی تھیں۔ وہاں موجود تھیں۔ اُن عورتوں میں مریم مگدلینی۔ یعقوب اور یوسلیس کی ماں مریم اور زبدی کے بیٹوں کی ماں تھی۔ مرقس کی انجیل باب ۱۵ آیت ۴۰ - ۴۱ میں لکھا ہے۔ وہاں بہت سی عورتیں تھیں۔ ان میں مریم مگدلینی، چھوٹے یعقوب اور یوسیس کی ماں مریم اور سلومی تھیں لوقا باب ۲۳ آیت ۴۹ میں لکھا ہے۔ جان پہچان والیں اور وہ عورتیں جو گلیل سے آئی تھیں وہ وہاں کھڑی تھیں۔

چاروں انجیلوں میں عورتوں کی تعداد اور نام مختلف بیان ہوئے ہیں۔ یوحنا کی انجیل میں صرف تین عورتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ لوقا کی انجیل میں لکھا ہے کہ گلیل سے جو عورتیں آئی تھیں، وہ صلیب کی جگہ پر موجود تھیں۔ اُن کے علاوہ جان پہچان والی عورتیں بھی موجود تھیں۔ شاگرد تو پہلے ہی بھاگ چکے تھے اس لئے موقعہ صلیب پر کوئی شاگرد موجود نہ تھا۔ جیسا کہ اناجیل ثلاثہ میں مذکور ہے۔ صحیح تعداد اور عورتوں کے صحیح نام کبھی بھی معلوم نہ ہو سکیں گے۔

عورتیں دُور کھڑی تھیں:۔

متی۔ مرقس اور لوقا کی انجیلوں میں لکھا ہے کہ عورتیں موقعہ صلیب سے بہت دُور کھڑی تھیں۔ ان حالات میں وہ کس طرح سب کچھ دیکھ یا سُن سکتی تھیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جو کچھ صلیب کے موقعہ پر پیش آیا۔ یا آپ نے جو کچھ کہا اُسے اناجیل کے مصنف لاعلمی کی وجہ سے بیان نہیں کر سکے۔ بلکہ ظن اور قیاس سے کام لیتے رہے۔

تکفین

مرقس کی انجیل بیان کرتی ہے کہ:۔

" ارمتیہ کا رہنے والا یوسف آیا جو عزت دار مشیر اور خود بھی خُدا کی بادشاہی کا منتظر تھا اور اُس نے جرأت سے پیلاطُس کے پاس جا کر یسوع کی لاش مانگی "۔ (مرقس باب ۱۵ آیت ۴۳)

لیکن یوحنا کی انجیل میں اس کے برعکس یوں لکھا ہے کہ:۔

" ان باتوں کے بعد ارمتیہ کے رہنے والے یوسف نے جو یسوع کا شاگرد تھا (لیکن یہودیوں کے ڈر سے خُفیہ طور پر) پیلاطُس سے اجازت چاہی کہ یسُوع کی لاش لے جائے "۔

(یوحنا باب ۱۹ - آیت ۳۸)

ہر دو انجیلی تحریرات میں واضح تضاد اور تخالف موجود ہے۔ جس کی وجہ سے کوئی یقینی نتیجہ اخذ کرنا محال ہے۔ متی کی انجیل میں لکھا ہے:۔

" اور یُوسف نے لاش کو لے کر صاف مہین چادر میں لپیٹا اور اپنی نئی قبر میں جو اُس نے چٹان میں کُھدوائی تھی رکھا۔ پھر وہ ایک بڑا پتھر قبر کے منہ پر لڑھکا کر چلا گیا "۔ (متی باب ۲۷ - آیت ۵۹ - ۶۰)

مرقس کی انجیل میں لکھا ہے کہ یُوسف نے لاش لینے کے بعد ایک چادر کفن کے لئے خریدی۔ پھر یسوع کو قبر کے اندر رکھا۔ چونکہ شام ہو چکی تھی اور سُورج غروب ہونے کے ساتھ سبت کا دن شروع ہو گیا تھا اور خرید و فروخت موسوی شریعت کے مطابق منع تھی۔ اگر کوئی اس قسم کی خرید کرے تو اس کی سزا سنگساری تھی۔ یوسف کونسل کا ممبر ہونے کی وجہ سے اس شریعت کے حکم سے خوب واقف تھا۔ اور شام کے وقت کفن نہیں خرید سکتا تھا۔ کیونکہ منع تھا۔ لہٰذا مرقس کا بیان کہ یوسف نے کفن خریدا بالکل غلط ہے۔ مرقس باب ۱۵ آیت ۴۶ کی عبارت یُوں ہے:۔

" اُس نے ایک مہین چادر مول لی اور لاش کو اُتار کر اُس چادر میں کفنایا اور ایک قبر کے اندر جو چٹان میں کھودی گئی تھی اُسے رکھا اور قبر کے منہ پر ایک پتھر [illegible] دیا "۔

قبر

قبر کے متعلق متی کی انجیل میں لکھا ہے کہ وہ یوسف کی اپنی نئی قبر تھی جس میں یسوع کو رکھا۔ لیکن مرقس کی انجیل میں لکھا ہے کہ باغ میں ایک نئی قبر تھی۔ جس میں کبھی کوئی نہ رکھا گیا تھا۔ یوحنا کی انجیل سے واضح ہو جاتا ہے کہ وہ یوسف آف آرمتیہ کی قبر نہ تھی۔ جو اُس نے اپنے لئے کھودی تھی۔ یوحنا باب ۱۹ آیت ۴۱ کی عبارت یوں ہے:۔

" اور جس جگہ وہ مصلوب ہُوا وہاں ایک باغ تھا اور اُس باغ میں ایک نئی قبر تھی جس میں کبھی کوئی نہ رکھا گیا تھا "۔

انجیلوں میں یسوع کی قبر کے متعلق بھی اختلاف ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان انجیلوں کے لکھنے والوں کو یسوع کے واقعہ صلیب کے متعلق صحیح علم نہیں۔

قبر کے مُنہ کو پتھر سے بند کرنا:۔

متی اور مرقس کی انجیلیں یہ بتاتی ہیں کہ قبر کا مُنہ پتھر سے بند کر دیا گیا تھا۔ لیکن اس کے برعکس لوقا کی انجیل سے یہ ظاہر ہے کہ قبر کو بند نہیں کیا گیا تھا۔ اس کا دروازہ کھُلا تھا۔

یسُوع کے جسم کو خوشبو لگانا:۔

متی۔ مرقس اور لوقا کی انجیلوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ یسوع کے جسم کو قبر میں رکھتے وقت خوشبو نہیں لگائی گئی تھی۔ لیکن یوحنا کی انجیل میں لکھا ہے کہ یسُوع کے جسم کو خوشبو لگائی گئی تھی۔ اور یوسف آف ارمتیہ کے ساتھ نکیدمس بھی شامل تھا۔ حالانکہ دوسری تین اناجیل نکیدمس کا ذکر نہیں کرتیں۔ انجیل یوحنا میں خوشبودار چیزوں کے متعلق لکھا ہے:۔

" یسوع کی لاش لے کر اُسے سُوتی کپڑے میں خوشبودار چیزوں کے ساتھ کفنایا "۔

(یوحنا باب ۱۹ - آیت ۴۰)

شاگرد بھاگ گئے تھے۔ عورتیں موقعۂ صلیب سے بہت دُور کھڑی تھیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر صلیب دیئے جانے کے وقت اور اس کے بعد کیا گزری، نہ شاگردوں کو علم تھا اور نہ عورتوں کو۔ یہی وجہ ہے کہ انجیلوں میں واقعہ صلیب کے متعلق سخت اختلاف موجود ہے۔ تین انجیلوں میں ذکر ہے کہ تکفین کا کام یوسف آف ارمتیہ نے کیا۔ یوحنا کی انجیل میں ہے کہ یوسف آف ارمتیہ کے ساتھ نکیدمس بھی تھا۔ خوشبو لگانے کے متعلق تین انجیلوں میں کوئی ذکر نہیں۔ لیکن یوحنا کی انجیل میں لکھا ہے کہ خوشبو لگائی گئی۔ قبر کے متعلق متی کی انجیل میں لکھا ہے کہ وہ قبر جس میں یسُوع کو رکھا گیا تھا وہ یوسف ارمتیہ نے اپنے لیے کھدوائی تھی۔ لیکن دوسری انجیلیں اس خصوصیت کو بیان نہیں کرتیں۔ متی کی انجیل میں لکھا ہے کہ یوسف آف ارمتیہ نے پتھر سے قبر کا مُنہ بند کر دیا تھا۔ لیکن لوقا کی انجیل سے ظاہر ہے کہ قبر کا مُنہ بند نہیں کیا گیا تھا۔

انجیلوں میں واقعہ صلیب کی ہر تفصیل کے متعلق اختلاف ہے۔ یہ اختلاف اس لئے ہے کہ [illegible]

اس واقعہ کا چشم دید علم نہیں۔ انجیلوں میں اس واقعہ کو بیان کرنے والے موقعہ پر موجود نہ تھے۔ لہذا ان کو کوئی علم نہ تھا۔ وما لہم بہ من علم۔

لوقا کی انجیل سے ظاہر ہے کہ جو عورتیں گلیل سے یسوع کے ساتھ آئی تھیں انہوں نے قبر کے اندر یسوع کو رکھا ہوا دیکھا۔ پھر ان عورتوں نے واپس جا کر خوشبودار چیزیں اور عطر تیار کیا۔ پھر وہ خوشبودار چیزیں اتوار کے دن یسوع کے جسم پر لگانے کے لئے لائیں۔

اگر قبر کا منہ بند ہوتا تو قبر کے اندر یسوع کو وہ نہ دیکھ سکتیں۔ اور اگر قبر کا دروازہ بند ہوتا تو وہ خوشبودار چیزیں جسم پر ملنے کے لئے نہ لاتیں۔ کیونکہ اس صورت میں وہ قبر کے اندر نہ جا سکتیں۔ لوقا باب ۲۳ آیت ۵۵ تا ۵۶ میں لکھا ہے:-

”اور ان عورتوں نے جو اس کے ساتھ گلیل سے آئی تھیں پیچھے پیچھے جا کر اس قبر کو دیکھا اور یہ بھی کہ اس کی لاش کس طرح رکھی گئی۔ اور لوٹ کے خوشبودار چیزیں اور عطر تیار کیا۔ سبت کے دن انہوں نے حکم کے مطابق آرام کیا۔“

لوقا باب ۲۴ آیت ۲ میں ہے:-

”ان خوشبودار چیزوں کو جو تیار کی تھیں لیکر قبر پر آئیں۔“

لوقا کی انجیل سے ظاہر ہے کہ یہ خوشبودار چیزیں سبت کے دن سے پہلے حاصل کر لی گئی تھیں۔ لیکن مرقس باب ۱۶ آیت ۱ کے مطابق یہ خوشبودار چیزیں سبت کے بعد خرید لی گئی تھیں۔ اب اہل کلیسا بتائیں کہ کونسی بات درست ہے۔ اور صلیب کا واقعہ جو اناجیل میں بیان ہے حقیقت سے اس کا کہاں تک تعلق ہے۔

خلافِ واقعہ اور خلافِ شریعت

یہودی سبت سے پہلے کے دن یعنی جمعہ کو تیاری کا دن کہتے تھے۔ جیسا کہ مرقس باب ۱۵ آیت ۴۲ میں لکھا ہے:-

”جب شام ہو گئی تو اس لئے کہ تیاری کا دن تھا جو سبت سے ایک دن پہلے ہوتا ہے۔“

سبت کے دن کام اور کاروبار کرنا منع تھا۔ اس کی خلاف ورزی کرنے والوں کے لئے سخت سزا مقرر تھی۔ سبت کی بے حرمتی کرنے والے کے لئے سنگساری کی سزا تھی۔ نیچے کی سطور سے یہ بات واضح ہو جائے گی کہ متی کی انجیل لکھنے والے کو یہودیوں کے اس متبرک دن کے قوانین اور حرمت کا علم نہ تھا۔ حالانکہ متی کے متعلق کلیسا والوں کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ یہودی تھا اور یسوع کا شاگرد تھا۔

متی کی انجیل باب ۲۷ آیت ۶۲ تا ۶۶ کا مطالعہ کیا جائے تو یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ متی کی انجیل کا لکھنے والا یہودی نہ تھا۔ نہ اُسے یہودی شریعت کا علم تھا۔ ورنہ وہ ایسے واقعات یہودی علماء کی طرف منسوب نہ کرتا جس کو وہ عملاً اور عقیدتاً جائز نہ سمجھتے تھے۔

متی نے یہودی علماء کے متعلق لکھا ہے کہ وہ سبت کے دن پیلاطُس کے پاس گئے جو کہ خلافِ شریعت عمل تھا۔ پھر یہودی علماء سبت کے دن متی کے بیان کے مطابق یسوع کی قبر پر گئے۔ اور قبر کو اچھی طرح سے بند کیا۔ کیونکہ متی کے قول کے مطابق یہودی علماء کو یہ بھی علم تھا کہ یسوع تین روز کے بعد زندہ جی اُٹھے گا۔

یہ بات خلافِ عقل اور موسوی شریعت میں ناجائز ہے کہ سبت کے روز کوئی کام وغیرہ کیا جائے۔ پھر وہ علماء ایسا کام کریں جو اس بات کے ذمہ دار تھے کہ وہ دوسروں کی نگرانی کریں کہ کوئی سبت کی بے حرمتی تو نہیں کرتا۔

یہودی علماء کس طرح سے اس بات پر یقین رکھ سکتے تھے کہ یسوع تین دن کے بعد زندہ ہو جائے گا۔ وہ تو یسوع کی ہر بات اور ہر دعویٰ کو جھوٹا سمجھتے تھے۔ یہی تو سارا جھگڑا تھا۔ پس متی کی انجیل لکھنے والا کوئی بہت بعد کے زمانہ کا شخص تھا جس نے متی کے نام کو استعمال کیا۔ نہ اُسے یہودیوں کی شریعت کا علم تھا اور نہ اُن کے عقائد کا۔ اور جو کچھ اُس نے متی کی انجیل میں لکھا وہ اس کا اپنا عقیدہ اور قیاس تھا۔ وہ حقیقتِ حال سے مطلقاً ناآشنا اور بے خبر تھا۔ ایسی کتاب جو خلافِ واقعات حالات بیان کرے نہ تو الہامی ہو سکتی ہے اور نہ ہی کسی مذہب کے عقیدہ کی صحیح بنیاد قرار دی جا سکتی ہے۔

اب متذکرہ انجیل کی وہ آیات درج کی جاتی ہیں جن میں لکھا ہے کہ یہودی علماء نے سبت کی خلاف ورزی کی اور یقین کر لیا کہ یسوع تین دن کے بعد جی اُٹھے گا:-

”دوسرے دن جو تیاری کے بعد کا دن تھا (یعنی سبت کا دن تھا۔ راقم) سردار کاہنوں اور فریسیوں نے پیلاطُس کے پاس جمع ہو کر کہا ٥ خداوند! ہمیں یاد ہے کہ اُس دھوکے باز نے جیتے جی کہا تھا میں تین دن کے بعد جی اُٹھوں گا ٥ پس حکم دے کہ تیسرے دن تک قبر کی نگہبانی کی جائے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اُس کے شاگرد آکر اُسے چُرا لے جائیں اور لوگوں سے کہہ دیں کہ وہ مُردوں میں سے جی اُٹھا۔ اور یہ پچھلا دھوکا پہلے سے بھی بُرا ہو ٥ پیلاطُس نے اُن سے کہا تمہارے پاس پہرے والے ہیں۔ جاؤ جہاں تک تم سے ہو سکے اُس کی نگہبانی کرو ٥ پس وہ پہرے والوں کو ساتھ لے کر گئے اور پتھر پر مُہر کر کے قبر کی نگہبانی کی ٥

چاروں انجیلوں میں اس امر پر بھی اختلاف ہے کہ جو عورتیں قبر پر گئیں اُن کی تعداد کیا تھی اور یہ کہ وہ کس وقت قبر پر پہنچیں۔ چاروں انجیلوں کا اِس پر بھی اتفاق نہیں کہ اِن عورتوں نے قبر پر کیا دیکھا۔ اتوار کے دن عورتیں قبر پر گئیں۔ قبر کو خالی پایا۔ اس واقعہ سے یہ غیر منطقی نتیجہ نکالا گیا کہ یسوع جی اُٹھا ہے۔ حالانکہ شاگردوں نے یا کسی دُوسرے انسان نے یسوع کو جی اُٹھتے نہیں دیکھا۔ اور نہ شاگردوں نے یسوع کو صلیب پر جان دیتے دیکھا۔ کیونکہ شاگرد ڈر سے بھاگ گئے تھے۔

یہ عجیب بات ہے کہ صرف عورتیں اتوار کے روز قبر پر گئیں اور بعض اِس ارادہ سے گئیں کہ وہ یسوع کے جسم پر خوشبو لگائیں۔ کسی کو یہ علم نہ تھا کہ یسوع نے تو تیسرے روز جی اُٹھنا ہے۔ حالانکہ دعویٰ یہ کیا جاتا ہے کہ یسوع نے اُن کو جی اُٹھنے کا بتایا ہوا تھا۔

عورتوں کا تیسرے روز جا کر خوشبو لگانا ایک بے معنیٰ اور بے فائدہ سی بات ہے۔ پھر قبر کا منہ ایک بڑے پتھر سے بند تھا۔ پہرے دار قبر پر مقرر کر دیئے گئے تھے تاکہ کوئی شخص اندر داخل نہ ہو سکے۔ اِن حالات میں عورتیں کس طرح قبر پر جانے کا خیال بھی کر سکتی تھیں۔ اور جبکہ عورتوں کے ساتھ آنے والے شاگرد بھاگ گئے تھے تو پھر عورتیں کس طرح قبر پر جانے کی جُرأت کر سکتی تھیں۔ یہ عجیب بات ہے انجیلوں میں اتوار کے دن عورتوں کے آنے کا ذکر ہے۔ لیکن انجیلوں میں یہ ذکر نہیں کہ یوسف آف ارمتیہ جس نے پیلاطُس سے لاش حاصل کی تھی اور بڑی دلیری سے گورنر کے پاس لاش لینے کے لئے گیا تھا وہ یسوع کو قبر میں رکھنے کے بعد کہاں چلا گیا۔

یسوع انجیلوں کے مطابق زیادہ سے زیادہ قبر کے اندر دو رات اور ایک دن رہا۔ اس کے برخلاف متی کی انجیل میں مذکور ہے کہ:-

”اس زمانہ کے بُرے اور زناکار لوگ نشان طلب کرتے ہیں۔ مگر یُوناہ نبی کے نشان کے سوا کوئی اور نشان اُن کو نہ دیا جائے گا۔ کیونکہ جیسے یُوناہ تین رات دِن مچھلی کے پیٹ میں رہا ویسے ہی ابنِ آدم تین رات دن زمین کے اندر رہے گا۔“

(متی باب ۱۲۔ آیت ۴۰)

یہ نشان جو انجیل نے بیان کیا ہے، پُورا نہ ہُوا۔

وقت اور تعداد میں اختلاف

جو عورتیں اتوار کے روز قبر پر گئی تھیں۔ چاروں انجیلیں اُن کی تعداد مختلف بتلاتی ہیں۔ یوحنا کی انجیل میں ایک عورت کا ذکر ہے۔ متی کی انجیل میں دو عورتوں کا ذکر ہے۔ مرقس کی انجیل میں لکھا ہے تین عورتیں تھیں۔ انجیل لوقا میں لکھا ہے وہ عورتیں جو گلیل سے آئی تھیں وہ اتوار کے روز قبر پر گئیں۔ نیچے اناجیل کی وہ آیات درج کی جاتی ہیں جن میں اتوار کے روز قبر پر جانے والی عورتوں کی تعداد میں اختلاف ہے:-

”ہفتہ کے پہلے دن مریم مگدلینی ایسے تڑکے کہ ابھی اندھیرا ہی تھا قبر پر آئی اور پتھر کو قبر سے ہٹا ہوا دیکھا۔“

(یوحنا باب ۲۰: ۱)

صرف ایک عورت مریم مگدلینی کا ذکر ہے جو اس وقت آئی جبکہ ابھی اندھیرا ہی تھا۔ یعنی ابھی سُورج نہ نکلا تھا۔

”مریم مگدلینی اور دُوسری مریم قبر کو دیکھنے آئیں۔“ (متی ۲۸: ۱)

انجیل متی کے مطابق دو عورتیں آئیں۔

”جب سبت کا دن گزر گیا تو مریم مگدلینی اور یعقوب کی ماں مریم اور سلومی نے خوشبودار چیزیں مول لیں تاکہ آکر اُس پر مَلیں وہ ہفتہ کے پہلے دن بہت سویرے جب سُورج نکلا ہی تھا قبر پر آئیں۔“ (مرقس ۱۶: ۱-۲)

مذکورہ بالا آیات میں تین عورتوں کا اتوار کے روز آنے کا ذکر ہے۔ اور اُن کے آنے کا وقت یہ بتلایا گیا ہے کہ اس وقت سُورج نکل چکا تھا۔ یعنی اندھیرا نہ تھا۔ اب یہ تو نہیں ہو سکتا کہ سُورج بھی نکلا ہو اور اندھیرا بھی ہو۔

پس انجیلوں میں اتوار کے روز قبر پر جانے والی عورتوں کی تعداد میں اختلاف ہے۔ اور وقت میں بھی۔ جس سے ظاہر ہے کہ انجیلوں کے مصنفین نے واقعۂ صلیب کا ذکر کرتے ہوئے ظن اور گمان سے کام لیا ہے۔ ان کو حقیقت کا علم نہ تھا۔ عیسائیت نے اپنے عقائد کی بُنیاد واقعۂ صلیب پر رکھی ہے اور انجیلوں سے یہ امر واضح ہے کہ جب بھی واقعۂ صلیب کے کسی پہلو کا ذکر ہُوا ہے اُس میں تضاد اور ابہام پایا جاتا ہے۔

شاگرد نہ تھے

یہ خلافِ واقعہ اور متضاد باتیں لکھنے کی وجہ یہ ہے کہ انجیلوں کے لکھنے والے یسوع کے شاگرد نہ تھے۔ بہت بعد کے زمانہ میں یہ انجیلیں لکھی گئیں۔ اور پھر اُن کو شاگردوں کی طرف منسوب کر دیا گیا۔ تاکہ انجیلوں کو مقبولیت حاصل ہو جائے۔ متی کی انجیل کی ایک آیت کا یہاں ذکر کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے جو واقعہ صلیب سے ہی متعلق ہے جس سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ کسی دُوسرے شخص نے انجیل لکھ کر متی کی طرف منسوب کر دیا۔

متی ۲۸/۱ کا انگلش متن درج ذیل ہے:-

"IN THE END OF THE SABBATH AS IT BEGAN TO DAWN TOWARD THE FIRST DAY OF THE WEEK CAME MARY MAGDALENE AND THE OTHER MARY TO SEE THE SEPULCHRE."

ترجمہ:- سبت کے اختتام پر (یعنی ہفتہ کے روز جب سورج غروب ہو چکا تھا) جونہی پو پھٹنی شروع ہوئی مریم مگدلینی اور دوسری مریم قبر کو دیکھنے آئیں۔

اوپر کی عبارت سے ظاہر ہے کہ متی کا لکھنے والا یہ خیال کرتا تھا کہ سبت پو پھٹنے تک رہتی ہے۔ حالانکہ سبت یا دوسرا کوئی دن یہودیوں کی شریعت کے مطابق سورج غروب ہونے کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے۔ اور نیا دن سورج کے غروب ہونے کے ساتھ شروع ہو جاتا ہے۔ ہر یہودی کو اس بات کا علم ہے اگر متی کا لکھنے والا یسوع کا شاگرد ہوتا تو اُسے علم ہوتا کہ سبت کا دن کب ختم ہوتا ہے۔ سبت کے متعلق متی کی لاعلمی ظاہر کرتی ہے کہ متی کا لکھنے والا شاگرد نہ تھا۔ ورنہ وہ اتنی بڑی غلطی نہ کرتا۔

تحریفِ معنوی

اس بڑی غلطی کو چھپانے کے لئے اُردو کی انجیلوں میں تحریفِ معنوی سے کام لیا گیا ہے۔ انجیل متی ۲۸/۱ کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔

"اور سبت کے بعد ہفتہ کے پہلے دن پو پھٹتے وقت مریم مگدلینی اور دوسری مریم قبر کو دیکھنے آئیں۔"

اُردو ترجمہ میں END کے معنی بعد کے کئے گئے ہیں۔ جو کہ غلط ہیں۔ اور ترجمہ کرنے والوں کو اس مشکل کا علم تھا۔ اور تحریفِ معنوی سے کام لے کر اس مشکل سے بچنا چاہا۔ END کے معنی اختتام کے ہوتے ہیں۔ مرقس کی انجیل میں بھی سبت کے متعلق اس قسم کی غلطی کی گئی ہے۔ لہٰذا اُس کا لکھنے والا بھی شاگردوں میں سے نہ تھا۔ جب انجیلوں کے لکھنے والے شاگرد نہ تھے۔ تو پھر وہ واقعہ صلیب کے متعلق آنکھوں دیکھا حال کیسے لکھ سکتے تھے۔

عورتوں نے قبر پر کیا دیکھا

متی ۲۸/۱-۵ عورتوں نے اتوار کے روز قبر پر ایک فرشتہ دیکھا۔

مرقس ۱۶/۲-۵ عورتوں نے قبر کے اندر ایک جوان آدمی دیکھا۔

لوقا ۲۴/۲-۴ عورتوں نے قبر پر دو آدمیوں کو دیکھا۔

یوحنا ۲۰/۱-۱۲ مریم مگدلینی نے دو فرشتوں کو قبر پر دیکھا۔

واقعۂ صلیب کے متعلق انجیلوں میں جو کچھ لکھا گیا ہے۔ وہ چشم دید حالات پر مبنی نہیں ہے۔ قیاس اور ظن پر اُس کی بُنیاد ہے۔

کیا یسُوع مُردوں میں سے جی اُٹھا؟

مرقس کی انجیل کے مطابق یسُوع جی اُٹھنے کے بعد تین دفعہ دیکھا گیا۔ متی کی انجیل کے مطابق دو دفعہ لوقا کی انجیل کے مطابق دو دفعہ اور یوحنا کی انجیل کے مطابق چار دفعہ۔ چاروں انجیلوں کے بیانات میں تضاد اور اختلاف ہے۔ اس وجہ سے انجیلوں سے یہ بات ہرگز ثابت نہیں۔ اور نہ ثابت ہو سکتی ہے کہ یسُوع مُردوں میں سے جی اُٹھا۔

مرقس میں جہاں لکھا گیا ہے کہ یسوع تین دفعہ دیکھا گیا۔ وہ آیات مرقس میں دوسری صدی عیسوی میں ناجائز تصرف سے شامل کر دی گئیں۔ یہ بات مستند ذرائع سے ثابت ہے۔ لہٰذا مرقس کی انجیل سے اس بارہ میں کوئی ثبوت پیش نہ کیا جائے گا۔

متی باب ۲۸ آیت ۱۶-۱۷ اور ۲۰ میں یہ لکھا ہے:-

"اور گیارہ شاگرد گلیل کے اُس پہاڑ پر گئے جو یسوع نے اُن کے لئے مقرر کیا تھا۔ اور اُنہوں نے اُسے دیکھ کر سجدہ کیا مگر بعض نے شک کیا ۔ ۔ ۔ ۔ اور دیکھو میں دُنیا کے آخر تک ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں۔"

اب لوقا باب ۲۴ آیت ۳۳ اور ۳۶ اور آیت ۵۰ تا ۵۱ ملاحظہ فرمائیں۔

"پس وہ اُس گھڑی اُٹھ کر یروشلیم کو لوٹ گئے۔ اور اُن گیارہ اور اُن کے ساتھیوں کو اکٹھا پایا۔ وہ یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ یسوع آپ اُن کے بیچ میں آکھڑا ہوا اور اُن سے کہا تمہاری سلامتی ہو۔ پھر وہ انہیں بیت عنیاہ کے سامنے تک باہر لے گیا۔ اور اپنے ہاتھ اُٹھا کر اُنہیں برکت دی۔ جب وہ اُنہیں برکت دے رہا تھا تو ایسا ہوا کہ اُن سے جُدا ہو گیا اور آسمان پر اُٹھایا گیا۔"

متی کی انجیل میں لکھا ہے گیارہ شاگرد گلیل کے پہاڑ پر گئے اور وہاں یسوع سے ملے۔ لیکن لوقا کی انجیل میں لکھا ہے گیارہ شاگرد یروشلیم کو گئے اور وہاں اُنہیں یسُوع ملا اور پھر بیت عنیاہ کے مقام سے یسوع آسمان پر اُٹھا لیا گیا۔ لوقا کی انجیل کے مطابق یسُوع اتوار کے روز قبر سے زندہ اُٹھا اور اُسی اتوار کو آسمان پر اُٹھایا گیا۔

اب غور فرمائیں اگر یسوع آسمان پر چلا گیا تھا تو پھر گیارہ شاگرد گلیل کے پہاڑ پر یسوع کو کیسے ملے اور انہیں گلیل میں جانے کی کیا ضرورت تھی۔ پس یسوع نے نہ شاگردوں کو دیکھا اور نہ شاگردوں نے یسُوع کو۔ اور نہ ہی یسوع آسمان پر گیا۔ کیونکہ متی کی انجیل کے مطابق یسُوع نے شاگردوں سے گلیل میں کہا تھا کہ وہ دُنیا کے آخر تک اُن کے ساتھ ہوگا۔

اب یوحنا کی انجیل کی آیات کا مطالعہ فرمائیں:-

"آٹھ روز کے بعد جب اُس کے شاگرد پھر اندر تھے اور توما اُن کے ساتھ تھا۔ اور دروازے بند تھے یسُوع نے آکر اور بیچ میں کھڑا ہو کر کہا تمہاری سلامتی ہو۔" (یوحنا ۲۰/۲۶)

"اِن باتوں کے بعد یسوع نے پھر اپنے آپ کو تبریاس کی جھیل کے کنارے شاگردوں پر ظاہر کیا۔ یسُوع مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے بعد یہ تیسری بار شاگردوں پر ظاہر ہؤا۔" (یوحنا ۲۱/۱-۱۴)

اَے کلیسا والو! ایک لمحہ کے لئے تو سوچو۔ اگر یسوع لوقا کی انجیل کے مطابق آسمان پر اُٹھا لیا گیا تھا تو پھر آٹھ روز یا اُس سے بھی زیادہ دنوں کے بعد یسُوع کیسے شاگردوں کو اس زمین پر ملا؟

انجیلوں میں جہاں کہیں بھی یسُوع کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کا ذکر ہے اور پھر یہ بتایا گیا کہ اُسے دیکھا گیا تھا یا وہ شاگردوں کو ملا تھا۔ وہاں انجیلوں میں بلا استثناء تضاد اور اختلاف موجود ہے۔ یہی نہیں بلکہ ایسے دیدار اور رُویت کو شاگردوں نے قصہ اور کہانی کا نام دے کر رد کر دیا۔!

لُوقا باب ۲۴ آیت ۱۱ کے الفاظ یہ ہیں:-

"مگر یہ باتیں اُنہیں کہانی سی معلوم ہوئیں۔ اور انہوں نے اُن کا یقین نہ کیا۔"

پس یہ اناجیل سے ہرگز ثابت نہیں کہ یسُوع مُردوں میں سے جی اُٹھا۔ ورنہ یہ ثابت ہے کہ وہ آسمان پر اُٹھایا گیا۔ نصرانیوں نے چونکہ اپنے زعم باطل میں یسوع کو "مُردوں میں سے" تصور کر لیا تو پھر ایک انہونی اور محال امر یعنی مُردوں سے جی اُٹھنے کو ثابت کرنے کے لئے کوئی کوشش نہ چھوڑی اور کوئی دلیل خواہ کس قدر بے معنی اور بودی تھی اس کے پیش کرنے سے نہ ہچکچائے۔ اس بات کو ثابت کرنے کے لئے انہوں نے متضاد اور متناقض شواہد کا انجیلوں میں ایک انبار لگا دیا۔ اور اس طرح سے متفکرین کے لئے خدا تعالیٰ کے قول وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللهِ لَوَجَدُوا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا۔ میں ہدایت کا سامان مہیا کیا۔

اگر نصرانی امرِ محال کو ثابت کرنے کی بجائے اس طرف توجہ دیتے کہ یسوع واقعۂ صلیب کے بعد کہاں چلا گیا اور اس کی کما حقہٗ تلاش کرتے تو حقیقت کے پانے میں کامیاب ہو جاتے ٭

مِلّتِ بیضاء کا مُقدّس وِرثہ

بقیہ صفحہ (۹)

اِس باب میں یہ آخری نقطہ ہے اور سمجھنے والے سمجھ لیں گے کہ اورنگ زیب کا مسلک کیا تھا۔"

("اورنگ زیب" صفحہ ۴۳۱)

الغرض حُرّیتِ ضمیر اور آزادیٔ مذہب کی شاندار اسلامی روایات مِلّتِ بیضا کا ہمیشہ ہی ایک مُقدّس وِرثہ رہا ہے۔

"دوستوں دشمنوں میں فرق دائبِ سُلوک یہ نہیں
"گوہرِ شب چراغ بن، دُنیا میں جگمگائے جا"

اِرشادِ نبوی ؐ

حضرت ابوذر رضؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-
"جب تُو سالن پکائے تو اس میں پانی زیادہ ڈال لیا کر تا تُو اپنے پڑوسی کو بھی اس میں سے کچھ دے سکے۔ اور اپنے پڑوسی کی خبر گیری کیا کر۔"

محتاجِ دُعا:- یکے از اراکین جماعتِ احمدیہ بمبئی (مہاراشٹرا)

موجودہ عالمی بے چینی ـــ اور ـــ اس کا حل اسلام میں

از محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل دہلوی ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

آج ساری دُنیا زبردست بے چینی میں مبتلا ہے ۔ دل سکون سے عاری ہیں ۔ انسانی دماغ افکار کی آماجگاہ بنے ہوئے ہیں ۔ افراد غیر مطمئن، قومیں بے تاب اور حکومتیں بے اطمینان ہیں ۔ دُنیا کے سب ممالک ہر گھڑی ہولناک خطرہ محسوس کر رہے ہیں ۔ یہ محسوس ہوتا ہے کہ انسانیت تباہی کے گڑھے کے کنارے ہے ۔ خوفناک تباہی کے بادل ملکوں کے سروں پر منڈلا رہے ہیں ۔ ہر ملک کے نیتا اور سیاستدان آنے والے خطرہ کے پیشِ نظر اپنی حفاظت کے خیال سے یا اپنے دُشمنوں کی بیخ کنی کے ارادے سے تباہ کن اسلحہ کی تیاری میں ایک دُوسرے سے سبقت لے جا رہے ہیں ۔

دُنیا دو بڑے بلاکوں میں تقسیم ہو چکی ہے امریکن بلاک اور روسی بلاک ۔ اور دونوں ملک یعنی امریکہ اور روس مہلک ہتھیار بنانے میں پیش پیش ہیں ۔ اگر امریکہ کوئی نیا مہلک ہتھیار ایجاد کرتا ہے تو روس جلد سے جلد اس کے توڑ کی کوشش کرتا ہے ۔ اسی طرح اگر روس کوئی نیا تباہ کن ہتھیار ایجاد کرتا ہے تو امریکہ اس کے توڑ کے لئے سر توڑ کوشش شروع کر دیتا ہے ۔ اور ان خطرناک ہتھیاروں کی وجہ سے دونوں ملک ایک دوسرے سے خائف بھی ہیں ۔ ابھی چند دن ہوئے امریکہ کے وزیر خارجہ الیگزنڈر ہیگ نے امریکی سینیٹ کی امور خارجہ کی کمیٹی کے سامنے بیان دیتے ہوئے کہا کہ امریکہ اور نیٹو ممالک میں شامل دُوسرے ممالک نے یورپ میں اس جنگ کے مؤثر سدِ باب کا انتظام کر رکھا ہے جس کا خطرہ روس کی طرف سے ہے ۔ اس بیان سے یورپ کے لوگوں کو یہ احساس ہو رہا ہے اور انہیں یقین ہوتا جا رہا ہے کہ اگر اسلحہ کی دوڑ ختم نہ ہوئی اور تخفیفِ اسلحہ کا کوئی سمجھوتہ ہو کر مشرق و مغرب میں مفاہمت کا کوئی رستہ نہ نکلا اور مسلح جھڑپوں کی نوبت آگئی تو یورپ ایٹمی جنگ کا میدان بن جائے گا ۔ اور اس صورت میں یورپ جو مغربی تہذیب و تمدن کا گہوارہ سمجھا جاتا ہے کھنڈرات میں تبدیل ہو جائے گا ۔

صدر ریگن نے امریکی صحافیوں سے آئندہ جنگ کے امکانات پر بحث کرتے ہوئے کہا ہے کہ اگر جنگ شروع ہو گی تو نیٹو تنظیم کی طرف سے ایٹمی اسلحہ کا استعمال کیا جا سکتا ہے ۔ اور ساتھ ہی یہ بھی وضاحت کی ہے کہ ایٹمی اسلحہ استعمال کرنے کی تجویز نیٹو کا ڈویژنل ہیڈ کوارٹر پیش کرے گا ۔ اور یہ تجویز نیٹو کے یورپ کے سُپریم کمانڈر کے پاس آئے گی ۔ یہ سُپریم کمانڈر امریکی جنرل ہوتا ہے ۔ اگر اُس نے ڈویژنل ہیڈ کوارٹر کی تجویز مان لی تو پھر ایٹمی حملہ شروع کرنے کا حتمی فیصلہ صدرِ امریکہ ۔ مغربی جرمنی کے چانسلر اور نیٹو کے سُپریم کمانڈر باہم اتفاق سے کریں گے ۔ اور یہ بھی وضاحت کی کہ یہ ایٹمی اسلحہ روس کے فوجی اڈوں کے لئے استعمال کیا جائے گا ۔ اور ظاہر ہے کہ روس بھی ان کوششوں سے خبردار اور آگاہ ہے ۔ وہ بھی ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر نہیں بیٹھے گا ۔ یقیناً وہ بھی مقابلہ میں ایٹمی اسلحہ استعمال کرے گا ۔ اور بڑے طاقتور ایٹمی میزائیل اپنے ڈیفنس میں استعمال کرے گا ۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ امریکہ کے حملہ سے پیشتر خود حملہ میں پہل کر دے ۔ سُپر طاقتیں اس صورت میں برسرِ پیکار ہو جائیں گی ۔ اور کروڑوں آدمی موت کی نیند نہایت سکون اور شانتی کے ساتھ سو جائیں گے ۔

علاوہ ازیں دُنیا کے ملکوں کی اندرونی آبادیوں پر تفصیلی نظر ڈالی جائے تو بھی یہ حقیقت نظر آتی ہے کہ ہر جگہ امن مفقود ہے ۔ بڑی سلطنتوں کے زیرِ نگیں چھوٹے ممالک کا خون چُوسا جا رہا ہے ۔ امپیریل ازم کے حامی Devide and rule کے اصول پر عمل کرتے ہوئے ملکی باشندوں کو باہم لڑوا کر کمزور کر رہے ہیں ۔ اور کمیونزم اور سوشلزم کے علمبردار سرمایہ دار اور مزدور کی خلیج کو نہ صرف وسیع کر رہے ہیں بلکہ اس آگ پر تیل ڈالنے کا کام کر رہے ہیں ۔ اور بدامنی و بے چینی ہر ملک میں بڑھتی جا رہی ہے ۔ اور جو ممالک کمیونسٹوں کے زیرِ اثر ہیں ان میں بدامنی اور بے چینی بہت زیادہ ہے ۔

پھر مادی ترقیات اور دنیا کے حصول کے لئے انسان دیوانہ بن چکا ہے ۔ ہر جائز و ناجائز ذرائعِ آمد سے حصولِ زر کے لئے کوششیں جاری ہیں ۔ اخلاقی اقدار ختم ہو چکے ہیں ۔ تہذیب بگڑ چکی ہے ۔ اور دورِ حاضر کے تہذیبی بگاڑ کی وجہ سے نیک اور شریف طبع انسانوں کی زندگی اجیرن ہو چکی ہے ۔ اور آج کے اس دَور میں جو انارکی اور انتشار کا دَور ہے کسی کی بھی عزّت محفوظ نہیں ۔ باہمی اخوت و ہمدردی عنقا ہو چکی ہے ۔ رُوحانی زندگی پُرانے بزرگوں کا ورثہ قرار پا چکا ہے ۔ مذکورہ حالات میں صاف نظر آتا ہے کہ افراد کے دِل سکون و طمانیت سے خالی ہو چکے ہیں ۔ اور بحیثیتِ مجموعی قومیں بھی امن کی نعمت سے محروم نظر آتی ہیں ۔ دُنیا امن کی تلاش میں ہے ۔

دُنیا میں امن کو برباد کرنے والے جس قدر جھگڑے اور نزاع پیدا ہوتے ہیں ان کے موجبات دو قسم کے ہوتے ہیں ۔

(۱) اعتقادی اور ذہنی ۔

(۲) مادی اور جسمانی ۔

یہ دونوں قسم کے موجبات امن کو تباہ و برباد کر دیتے ہیں ۔ قوموں اور مُلکوں میں نہ ختم ہونے والی جنگ کا آغاز کر دیتے ہیں ۔ اور انسانوں کے سکون کو چھین کر ان میں مسلسل بے چینی پیدا کر دیتے ہیں ۔

اِعتقادی اور ذہنی موجباتِ نزاع میں مذہبی اختلافات اور نظریاتی اختلافات شامل ہیں ۔ اور مادی و جسمانی موجباتِ نزاع میں مشہور و معروف مقولہ کے مطابق زر ۔ زمین اور زن کی وجہ سے پیدا ہونے والے نزاعات شامل ہیں ۔ کیونکہ مادی حرص و ہوس کی وجہ سے بھی انسان اندھے ہو جاتے ہیں ۔ حقائق ان کی نظروں سے اوجھل ہو جاتے ہیں ۔ ناجائز ذرائع اختیار کر کے وہ دُوسروں کی حق تلفی کرتے ہیں ۔ اور ظلم کے نتیجہ میں تباہی و بربادی کا باعث بن جاتے ہیں ـــ !

اگر غور کیا جائے تو بڑے ممالک کی موجودہ سرد جنگ نظریاتی جنگ ہے ۔ جس میں بالآخر تباہ کُن ہتھیار استعمال ہوں گے ۔ دُنیا کے بڑے بڑے مذاہب میں اعتقادی اختلاف بھی موجب پرخاش بن رہا ہے ۔ جس کی وجہ سے ماضی میں بھیانک جنگیں ہو چکی ہیں ۔ اور بعض ملکوں میں اس اختلاف کی وجہ سے امن برباد ہو رہا ہے ۔ اقتصادی غلبہ کا خیال اور جوع الارض کی شدّت بھی قوموں کے لئے بربادی کا باعث بن رہی ہے ۔ غرض دُنیا کی موجودہ بے چینی کے اسباب و موجبات انہی دو قسموں میں محدود ہیں ۔ یا وہ اعتقادی اور نظریاتی ہیں ۔ یا وہ مادی اور اقتصادی ہیں ۔ اور یہ بات بھی ظاہر ہے کہ ان موجبات اور اسباب کا ازالہ کئے بغیر دُنیا میں امن قائم نہیں ہو سکتا ـــ آیئے ہم دُنیا کی موجودہ بدامنی کی حالت اور اس کے موجبات کو سامنے رکھ کر مذہبِ اسلام کے اصولوں پر غور کریں ۔

کیونکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ زمانہ ماضی میں جب بھی اس قسم کے بدامنی کے حالات کسی ملک اور قوم میں پیدا ہوئے ہیں تو وہ بدامنی کی فضاء مذہبی اُصولوں پر ہی عمل کرنے سے امن میں تبدیل ہوئی ہے ۔ اور وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ ایسے مواقع پر اپنے مُصلحین اور مامُورین کو مبعُوث فرماتا رہا ہے ۔ جنہوں نے اپنی قوموں کے سامنے قیامِ امن کے لئے خدا کے بتائے ہوئے اُصول رکھے ۔ پہلے تو یہ مصلحین ایک ایک قوم اور جاتی کی طرف آتے رہے ۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ کے علم میں وہ وقت قریب آیا کہ بنی نوعِ انسان ایک قوم بننے والے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اپنی کمال رحمت سے سیّدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا ۔ اور آپؐ کے ذریعہ ایک ایسی ہدایت دی جو تمام انسانوں کے لئے اور تمام زمانوں کے لئے کامل اور اتم تھی ۔ اور رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کے لئے اُسوہ حسنہ قرار دیا ۔ اور آپؐ نے دُنیا میں ایک عظیم انقلاب پیدا کیا ۔ چنانچہ آج سے چودہ سو سال قبل کی تاریخ اُٹھا کر دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ اس وقت بھی پوری دُنیا انارکی اور انتشار کا شکار تھی ۔ ہر طرف قتل و غارت گری ۔ لوٹ کھسوٹ ۔ ڈاکہ زنی ۔ شراب نوشی ۔ عیاشی ۔ بدکاری برسرِ عام ہو چکی تھی ۔ بدامنی کا دور دَورہ تھا ۔ عرب کی حالت تو انتہائی دِگر گوں تھی ۔ ذرہ ذرہ سی بات پر تلواروں کا میان سے باہر نکل آنا اور پھر برسہا برس تک انسانوں کے خون سے ہولیاں کھیلنا ان کا مشغلہ تھا ۔

قبیلہ بکر اور تغلب کی لڑائی جس کو تاریخوں میں حربِ بسوس کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، چالیس سال تک جاری رہی ۔ جس کی بنیاد یہ تھی کہ ایک شخص کا اونٹ کسی کے کھیت میں چلا گیا ۔ کھیت کی مالک ایک عورت تھی ۔ اس عورت نے اونٹ کو مارا اور کھیت سے

باہر نکال دیا۔ اُونٹ والے نے غصہ میں آکر عورت کی چھاتی کاٹ ڈالی۔ صرف اس بات پر ۴۹۴ء سے لیکر ۵۳۵ء تک برابر دونوں قبائل میں لڑائی ہوتی رہی۔ اور اس لڑائی میں ستر ہزار آدمی مارے گئے۔

اسی طرح ایک مشہور لڑائی حرب داحس کے نام سے مشہور ہے یہ لڑائی قریباً ۶۴ سال ۵۶۸ء تا ۶۳۱ء جاری رہی۔ داحس ایک گھوڑا تھا جو گھوڑ دوڑ میں آگے بڑھ رہا تھا ایک شخص نے بڑھ کر اُسے بدکا دیا۔ اتنی سی بات پر ایسا رن پڑا کہ قبیلے کے قبیلے کٹ مرے۔ اس لڑائی کا خاتمہ اُس وقت ہوا جب حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی اور بعض قبیلے اسلام میں داخل ہوئے۔

تاریخ گواہ ہے کہ اس زمانے کی زبردست بدامنی اور بگاڑ کا علاج اسلام اور بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا۔ اور نہ صرف عرب کو بلکہ دُنیا کے فرزندوں کو امن کا پیغام دیا۔ اور ان کے دلوں میں سکینت اور اطمینان کی راہ پیدا کر دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نبوت کے آغاز سے ہی ایک صالح ترین انقلاب کی آپ نے تیاریاں شروع کر دی تھیں۔ اور بانیٔ اسلام نے ہر قسم کے موجباتِ نزاع اور بدامنی کے حل کے لئے اللہ کی راہنمائی کے مطابق اُصول وضع فرما دیئے۔ چنانچہ حضور نے اعتقادی اور نظریاتی لحاظ سے بھی راہنمائی کی۔ اور مادی و اقتصادی معاملات میں بھی پُر امن اور اعلیٰ تعلیمات پیش کیں۔

اگر موازنہ کیا جائے تو آج کی بدامنی اور بگڑی ہوئی حالت اور آج سے ۱۴۰۰ سال قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت جو بدامنی کی حالت تھی اس میں کوئی فرق نہیں رہا۔ اس لئے آیئے اسلام اور بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش کردہ ان اصولوں پر غور کریں جن کے ذریعہ سے آج سے ۱۴۰۰ سال قبل آپ نے بگڑی ہوئی قوم کو سنوارا اور نہ صرف عرب کو بلکہ ساری دُنیا کو گہوارۂ امن بنا دیا۔ ان اصولوں پر عمل کرنے سے آج بھی دُنیا گہوارۂ امن بن سکتی ہے۔ اور انسانی قلوب اطمینان سے لبریز ہو سکتے ہیں اور آج اللہ تعالیٰ نے اپنی سنت کے مطابق اصلاح خلق کے لئے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق ایک مامور حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کو امام مہدی کے روپ میں بھیج دیا ہے۔ اور انہوں نے پھر بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کردہ اُصولوں کو قیامِ امن کے لئے دُنیا کے سامنے رکھا ہے۔ ان میں سے چند اُصول ذیل میں بیان کئے جاتے ہیں۔

پہلا اصل۔ توحید خالق

اعتقادی اور نظریاتی لحاظ سے اسلام نے بُنیادی اصل یہ پیش فرمایا کہ اس ساری دُنیا سارے ملکوں اور ساری کائنات کا ایک خالق اور مالک ہے۔ تمام انسانوں کا وہی رب ہے۔ وہی خدا سب کا آقا۔ حاکم۔ منتظم۔ مدبّر اور قانون ساز ہے۔ چونکہ وہ تمام مخلوقات کا خالق ہے۔ اس لئے وہی سب کا معبود اور مسجود ہے اور ہر انسان اپنے اعمال۔ افعال اور اقوال کے لئے اس کے سامنے جوابدہ ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا:-

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ۔

(سورہ بقرہ ع ۳)

مولانا حالی نے اس مضمون کو یوں بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ؎

کہ ہے ذات واحد عبادت کے لائق
زباں اور دل کی شہادت کے لائق
اسی کے ہیں فرماں اطاعت کے لائق
اسی کی ہے سرکار خدمت کے لائق
لگاؤ تو لَو اپنی اس سے لگاؤ
جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ
اُسی پر بھروسہ ہمیشہ کرو تم!
اسی کے سدا عشق کا دم بھرو تم!
اسی کے غضب سے ڈرو گر ڈرو تم!
اسی کی طلب میں مرو جب مرو تم!
مبرّا ہے شرکت سے اس کی خدائی
نہیں اس کے آگے کسی کی بڑائی

اسلام کا یہ عقیدہ واقعاتی طور پر درست ہونے کے علاوہ دُنیا کے امن کے لئے بمنزلہ ایک بُنیادی چٹان کے ہے۔ اس عقیدے سے دل کی پاکیزگی کے علاوہ اخلاقی بلندی پیدا ہوتی ہے۔ اور انسانوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔ اور اسی عقیدے کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زبردست انقلاب پیدا کر کے وحشیوں کو انسان اور انسانوں کو با اخلاق اور با خدا انسان بنا کر بھائی بھائی بنا دیا۔ اور امن کا قیام کر دیا۔

دُوسرا اصل۔ انسانی مساوات

عقیدہ توحید یعنی اللہ تعالیٰ کو ایک ماننے کا عقیدہ دوسرے بنیادی اصل یعنی انسانوں کی باہمی مساوات کی اساس اور بنیاد بھی ہے۔ کیونکہ جب خدا تعالیٰ سب کا خالق ہے اور ربّ العالمین ہے۔ تو سب انسان برابر طور پر اس کے بندے ہیں۔ اسلام کے اس اُصول کے مطابق گورے اور کالے۔ مشرقی اور مغربی کا کوئی امتیاز نہیں۔ ہاں جو شخص نیکی کے لحاظ سے آگے بڑھا ہوا ہو وہی قابلِ احترام اور قابلِ عزت ہے۔ جیسا کہ فرمایا:-

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّ اُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ۔

یعنی اے لوگو! ہم نے تم کو ماں اور باپ سے پیدا کیا ہے۔ اور گروہ قبیلوں میں تقسیم کئے ہیں۔ لیکن یہ گروہ اور قبیلے صرف باہمی تعارف کا ذریعہ ہیں۔ انسانوں میں سے اللہ کے ہاں زیادہ با عزت وہی ہے جو زیادہ پرہیزگار اور تقویٰ شعار ہے۔

اسلام کے ظہور کے وقت قوموں میں عداوتیں موجود تھیں۔ اچھوت اور برہمن کی تمیز کار فرما تھی۔ غلام اور آقا کی تفریق نے انسانوں کے تقسیم کے بخیے کئے ہوئے تھے۔ قرآن مجید نے اعلان کیا:-

لَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤی اَلَّا تَعْدِلُوْا ۔ اِعْدِلُوْا ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی ۔

کہ دیکھو کسی قوم کی بُرائی دُشمنی تمہیں آج اللہ تعالیٰ کے اس اصل کو ماننے سے نہ روکے کہ سب قومیں برابر ہیں۔ تمہیں بہرحال اسی نظریہ کو اپنانا چاہیئے کیونکہ اسی سے امن قائم ہوگا۔ اور اسی سے انصاف کی بنیاد قائم ہوگی۔ اسی اصل کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے ان سب لوگوں کو جن میں سے بعض اپنے آپ کو بڑا اونچا سمجھتے تھے اور دوسروں کو اپنے مقابل پر اچھوت اور رذیل سمجھتے تھے بھائی بھائی بنا دیا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

وہ دیں جس نے اعدا کو اخواں بنایا
وحوش اور بہائم کو انساں بنایا
درندوں کو غم خوارِ دوراں بنایا
گڈریوں کو عالم کا سلطاں بنایا

تیسرا اصل۔ اقتصادی اور اخلاقی لائحہ عمل

اسلام ایک جامع مذہب ہے جس کے اُصول بھی بڑے جامع ہیں۔ زر۔ زمین اور زن کے باعث جو تنازعات پیدا ہوتے ہیں اُن کے حل کے لئے بھی بڑے جامع اُصول مقرر فرمائے۔ قرآن مجید نے خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا (زمین میں جو کچھ ہے تمہارے فائدے کے لئے پیدا کیا) کہہ کر کائنات کی ساری نعمتوں کو سب انسانوں کے لئے عام قرار دیا۔ اور سب لوگوں کو زمین کی نعمتوں سے فائدہ اُٹھانے کا حق دیا ہے۔

اسلام نے سرمایہ داری کی سخت مذمت کی ہے۔ جیسا کہ فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ وَلَا یُنْفِقُوْنَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ۔ جو لوگ سونا اور چاندی جمع کر لیتے ہیں اور بنی نوعِ انسان کے فائدے کے لئے ان کو خرچ نہیں کرتے وہ بڑے ظالم ہیں۔ وہ خدا کی ناراضگی حاصل کریں گے۔

اسلامی قانون کے مطابق ہر شخص کے لئے ضروریاتِ زندگی کا مہیا ہونا ضروری ہے۔ قرآن مجید اور احادیث میں اس کی وضاحت موجود ہے اسلام نے قدرتی ذرائع سے سب کے لئے استفادہ کا یکساں حق دیا ہے۔ مگر ساتھ ہی انسانوں کی استعدادوں کو نقطۂ شہود پر لانے انہیں کاہلی اور سستی سے بچانے کے لئے ان کی اخلاقی ترقی کے لئے ان میں سے ہر ایک کی ملکیت کو تسلیم کیا ہے۔ اسلام کے اس قانون کی تفصیلات پر چلنے سے معلوم ہوگا کہ سرمایہ داری اور کمیونزم دونوں انتہائیں ہیں جن سے انسانوں میں کبھی بھی امن قائم نہیں ہو سکتا۔ ہاں! اسلامی نظریۂ اقتصادیات ایک درمیانی راستہ ہے۔

اسلام سرمایہ داری کے قطعی خلاف ہے۔ اس نے سرمایہ داری کو ختم کرنے کے لئے تفصیلی احکامات دیئے ہیں۔ مثلاً زکوٰۃ کا نظام جاری کیا۔ جس سے غرباء کو اُوپر اٹھایا۔ صدقہ۔ خیرات اور کفارات مقرر کئے۔ سُود کو حرام ٹھہرایا۔ ورثہ کو جاری کیا۔ تجارت کی ترغیب دی۔ تعاون۔ قرض کی تلقین کی وغیرہ، وغیرہ۔

دوسری طرف اسلام نے ہر انسان کو محنت کر کے کھانے کا حکم دیا۔ بھیک مانگنے کو لعنت قرار دیا۔ اخلاق کے لئے بہترین لائحہ عمل پیش کیا۔ انسانی حقوق کی پوری تفصیل بیان کر دی۔ اگر بنی نوع انسان اسلام کے پیش کردہ لائحہ عمل پر عمل کرنے والے ہوں۔ انسانی حقوق کا خیال رکھنے والے ہوں۔ پاکیزہ نظریات کے قائل ہوں۔ تو دُنیا میں امن اور طمانیت کا دَور دَورہ ہو سکتا ہے۔ اور فساد اور بدامنی کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔

جارج برنارڈ شا کے قول کے مطابق :-

"اسلام ہی بدلتے ہوئے زمانہ حیات کے بالمقابل ایسی اہلیت رکھتا ہے جس کی وجہ سے یہ ہر زمانہ کے لوگوں کو اپیل کرتا ہے اور آج محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جیسا انسان ہی دُنیا کا ڈکٹیٹر بن جائے تو ہمارے زمانہ کی مشکلات کا ایسا حل تلاش کرنے میں کامیاب ہو جائے گا جس کے نتیجہ میں حقیقی مسرت اور امن حاصل ہو جائے گا۔"

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔

اَفضلُ الذِّکرِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

ہے دستِ قبلہ نما لا الٰہ الا اللہ — ہے دردِ دل کی دوا لا الٰہ الا اللہ
جو پھونکا جائیگا کانوں میں دل کے مُردوں کے — کرے گا حشر بپا لا الٰہ الا اللہ
ہزاروں بلکہ ہیں لاکھوں علاج روحانی — مگر ہے روحِ شفا لا الٰہ الا اللہ

(المصلح الموعودؓ)

از محترم مولوی شریف احمد صاحب امینی ناظر امور عامہ قادیان

(۱)

مذہب کا نقطہ مرکزی خُدا تعالیٰ کی ذات ہے۔ اور نبوت و رسالت کی غرض و غایت دُنیا میں توحید الٰہی کا قیام ہے۔ اِسی مقدس مشن کی تکمیل کیلئے ابتدائے آفرینش سے آج تک بے شمار انبیاء و مرسلین دُنیا میں تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ کُلِّ اُمَّۃٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ"

کہ ہم نے ہر قوم میں رسول بھیجے جن کی بعثت کا مقصد یہ تھا۔ کہ وہ لوگوں کو یہ پیغام دیں۔ کہ اپنے خالق و مالک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو شیطان اور شرک و بدعت سے بچو۔

انبیاء اور رسل چونکہ انوار الٰہی کی تجلی گاہ ہوتے ہیں۔ اور اُن کے مبارک وجود خُدا نما ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کی پاکیزہ سیرت اور اخلاق فاضلہ لوگوں پر اثر انداز ہوتے ہیں اور نیک سیرت لوگ اُن کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے آپ کو آستانہ الٰہی پر جھکا دیتے ہیں اور عبادت کے ذریعہ عرفان الٰہی اور قرب خدا وندی کے مدارج طے کرتے ہوئے مقربین بارگاہ رب العزت کی صف میں جا کھڑے ہوتے ہیں۔ اور خُدائی انعامات کے وارث بنتے ہیں مذہبی دُنیا میں ہر نبی کے زمانہ میں یہ تاریخ دہرائی جاتی رہی جہاں تک کہ سید المرسلین اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک زمانہ آگیا۔

(۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے قبل عرب اور باقی دُنیا کی مذہبی اور اخلاقی حالت کا قرآن مجید کے جامع الفاظ میں یوں ذکر فرمایا گیا ہے

"ظَھَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ"

کہ اُس زمانہ میں خشکی و تری جزائر اور براعظموں جاہلوں اور عالموں۔ مذہبی اور غیر مذہبی انسانوں میں فتنہ و فساد برپا تھا۔ شرک و بت پرستی اور کفر و ضلالت ہر طرف چھائی ہوئی تھی۔ اخلاق فاضلہ دُنیا سے مفقود تھے۔ خود عرب میں شرک و بدعت کے ساتھ ساتھ شراب نوشی قمار بازی اور زنا کی عادت اِس کثرت سے تھی کہ الحفیظ والامان۔ بیت اللہ (خانہ کعبہ) کہنے کو تو اللہ کا گھر تھا مگر اُس پر قبضہ تین سو ساٹھ بتوں کا تھا۔ گویا ہر دن کا نیا خدا تھا۔ ایسے حالات میں سرکارِ دو عالم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مبعوث ہو کر ارشاد خُداوندی

(۱) قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ

(ب) اِنَّمَآ اِلٰـھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ

کے ماتحت توحید الٰہی کا پیغام و اعلان اُن مشرکوں کو پہنچایا جس کی وجہ سے آپؐ کی شدید مخالفت ہوئی۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس راہ میں ہر قسم کے مصائب و مشکلات کو خندہ پیشانی اور صبر و استقلال سے برداشت کیا۔ اور بالآخر توحید الٰہی کے قیام میں کامیاب و کامران ہوئے اور ان ۳۶۰ بتوں کے پرستاروں کو واحد لاشریک خدا کے آستانہ پر لا جھکایا اور اُن کی زندگی میں ایک پاکیزہ تبدیلی پیدا کر دی ایک عارف باللہ بزرگ نے کیا خوب فرمایا ہے

خلائق کے دِل تھے یقین سے تہی
بتوں نے تھی حق کی جگہ گھیر لی
ضلالت تھی دُنیا پہ وہ چھا رہی
کہ توحید ڈھونڈے سے ملتی نہ تھی
ہوا آپ کے دم سے اِس کا قیام
علیک الصلوٰۃ علیک السلام

(۳)

جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس زندگی اور پاکیزہ سیرت کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں نظر آتا ہے کہ آپ عشق الٰہی میں مخمور تھے ہر حرکت و سکون پر آپؐ کی زبان مبارک پہ اللہ۔ اللہ کا پیارا نام جاری رہتا تھا۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کی ذات ہی آپ کا مقصود و مطلوب اور معبود تھی۔ آپ کے اِس مقدس کردار کو دیکھ کر کفار و مشرکین کو بھی اعتراف کرنا پڑا۔

لَقَدْ عَشِقَ مُحَمَّدٌ رَبَّہٗ

کہ محمد صلعم تو اپنے رب کا عاشق ہے۔ اسکو اُٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے اور زندگی کے ہر موڑ پر سوائے خُدا کے کوئی نظر نہیں آتا آنحضرت صلعم اپنے ماننے والے کو بھی ذکر الٰہی کرنے کی تلقین فرماتے اور ساتھ ہی فرماتے کہ یاد رکھو

"اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ"

کہ بہترین ذکر لا الٰہ الا اللہ ہے یعنی صحیح قلب سے اقرار کرو کہ ہمارا مقصود و مطلوب و معبود سوائے خدائے واحد کے اور کوئی نہیں۔ اور جو اپنے خدائے واحد کی محبت و عشق میں کھو یا گیا وہ روحانی اعتبار سے ابدی حیات پاگیا۔ صحابہ کرامؓ نے اِس راز کو سمجھا اور اپنی زندگیوں میں ایک عظیم روحانی انقلاب پیدا کیا۔ اور وہ ذکر الٰہی اور عشق الٰہی کی برکت سے دینی و دنیوی انعامات و برکات کے وارث بنے سچ ہے ؎

"جے توں میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو"

(۴)

موجودہ زمانہ میں پھر دُنیا میں شرک و بدعت کا دور دورہ تھا سچی توحید دُنیا سے گم ہو چکی تھی اِس لئے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند جلیل۔ ظل کامل اور عاشق صادق کو مہدی بنا کر چودھویں صدی ہجری کے آغاز میں مبعوث فرمایا تا کہ پھر آپ کے ذریعہ دُنیا میں توحید الٰہی کا قیام ہو۔ چنانچہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بانی سلسلہ احمدیہ اپنی بعثت کی غرض مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان فرماتے ہیں۔

(۱)

"خُدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اُن تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں۔ کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی مقصد ہے جس کے لئے میں دُنیا میں بھیجا گیا"

(الوصیت)

نیز فرماتے ہیں:۔ (ب)

"وہ کام جس کے لئے خُدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اُس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقع ہو گئی ہے اسکو دور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کر دوں۔ اور سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے صلح کی بنیاد ڈالوں۔ اور وہ دینی سچائیاں جو دُنیا کی آنکھ سے مخفی ہو گئی ہیں۔ اُن کو ظاہر کر دوں۔ اور وہ روحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی ہے اُس کا نمونہ دکھاؤں اور خدا کی طاقتیں جو انسان کے اندر داخل ہو کر توجہ یا دُعا کے ذریعہ نمودار ہوتی ہیں حال کے ذریعہ سے نہ محض قال سے اُن کی کیفیت بیان کروں اور سب سے زیادہ یہ کہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید جو ہر ایک قسم کی شرک کی آمیزش سے خالی ہے جو اب نابود ہو چکی ہے اُس کا دوبارہ قوم میں دائمی پودا لگا دوں اور یہ سب کچھ میری قوت سے نہیں ہوگا۔ بلکہ اُس خُدا کی طاقت سے ہوگا جو آسمان اور زمین کا خُدا ہے۔"

(لیکچر سیالکوٹ)

نیز فرمایا:۔ (ج)

"خُدا نے مجھے بھیجا ہے کہ میں اس بات کا ثبوت دوں کہ زندہ کتاب قرآن ہے اور زندہ دین اسلام ہے اور زندہ رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور میں آسمان اور زمین کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ یہ باتیں سچ ہیں۔ اور خدا وہی ایک خدا ہے جو کلمہ لا الٰہ الا اللہ میں پیش کیا گیا ہے اور زندہ رسول وہی ایک رسول ہے جس کے قدم پر نئے سرے سے دُنیا زندہ ہو رہی ہے نشان ظاہر ہو رہے ہیں برکات ظہور میں آرہے ہیں۔ غیب کے چشمے کھل رہے ہیں۔ مبارک وہ جو اپنے تئیں تاریکی سے نکال لے"

(الحکم ۳۱ مئی ۱۹۰۰ء صفحہ ۶)

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی رُوح پرور تعلیمات اور آپ کے ہاتھ پر زمینی اور آسمانی نشانات کے ظہور کا ایک عظیم الشان نتیجہ یہ نکلا کہ مختلف ممالک میں بسنے والے لوگوں کے دلوں میں اور مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے اذہان و قلوب میں ایک عجیب تغیر و تبدیلی پیدا ہوئی۔ وہ کفر و شرک کو چھوڑ کر توحید الٰہی کے متوالے بننے لگے۔ اور کیا یورپ اور کیا امریکہ اور کیا تاریک براعظم افریقہ کے باشندے (باقی صفحہ ۱۶ پر)

آہ! حضرت سیّدہ نواب منصورہ بیگم صاحبہ نوّر اللہ مرقدہا

تشویشناک علالت اور اندوہناک وفات کے کچھ چشم دید حالات

از مکرم عبد المالک صاحب نمائندہ ماہنامہ خالد و تشحیذ الاذہان مقیم لاہور

یکم دسمبر ۱۹۸۱ء کی رات کو خاکسار اور مکرم مجیب الرحمٰن صاحب درد قائد ضلع بعض اور احباب کے ساتھ جماعت احمدیہ لاہور کے دفتر واقع دار الذکر میں بیٹھے تھے دفعتاً فون کی گھنٹی بجی درد صاحب نے ریسیور اٹھایا معلوم ہوا کہ ربوہ سے حضرت سیّدہ نواب منصورہ بیگم صاحبہ حرم محترم حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے لئے جرمنی کی بنی ہوئی دو ہومیوپیتھک دوائیوں کے بھجوانے کا ارشاد ہوا ہے اسی وقت مکرم خالد اقبال صاحب اور مکرم عبد الماجد صاحب کو مارکیٹ میں بھجوایا گیا۔ مگر تلاش بسیار کے باوجود دوائیاں دستیاب نہیں ہو سکیں۔ جب اس کا علم مکرم قائد صاحب کو ہوا تو انہوں نے فون پر خاکسار کو ارشاد فرمایا کہ آپ فوری طور پر ریلوے اسٹیشن کے قریب فلاں مقام پر پہنچ جائیں تاکہ ہم دونوں ان دوائیوں کا پتہ کر سکیں۔ اس وقت رات کے دو بج رہے تھے خاکسار کچھ ہی دیر میں وہاں جا پہنچا۔ قریب ہی ایک ہومیوپیتھک دوائیوں کی دکان تھی جس پر "بابائے ہومیو" کا بورڈ آویزاں تھا ڈیوٹی پر موجود پولیس والوں سے دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ دوکان کے اندر ہی دو آدمی سوتے ہیں آپ دستک دیں ہم نے ایسا ہی کیا تو ایک صاحب دوکان سے باہر آئے ان کو دوائی کا نام بتایا گیا اور اس کے مہیا کرنے کی درخواست کی گئی انہوں نے دس منٹ کی تلاش کے بعد ایک دوائی دستیاب کر دی جو خرید لی گئی رات کا باقی حصہ دوسری دوائی کی تلاش میں گذرا۔ نیلا گنبد میں مکرم عبد الحکیم صاحب کو اٹھایا اور ان کو ساتھ لے کر فلیمنگ روڈ پر واقع ایک اور دوکان سے پتہ کیا گیا مگر کامیابی نہ ہوئی۔ ادھر مکرم خالد اقبال صاحب ... ناظم تربیت ضلع لاہور نے اچھرہ میں ایک صاحب کے مکان کا پتہ لگایا وہ اور مکرم عبد الماجد صاحب علی الصبح رات میں بذریعہ سکوٹر وہاں پہنچے مگر وہاں پر بھی دوائی دستیاب نہ ہو سکی۔ آخر کار صبح ۶ بجے واپس دار الذکر میں آکر ربوہ فون کیا گیا کہ ایک دوا مل سکی ہے جس پر ارشاد موصول ہوا کہ دوائی لیکر خود ربوہ پہنچو۔ چنانچہ مکرم خالد صاحب ضلع دوائی لے کر روانہ ہو گئے حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ کی حالت لمحہ بہ لمحہ تشویشناک ہوتی جا رہی تھی۔ شام کے قریب ربوہ سے قائد صاحب ضلع لاہور نے فون کیا کہ حلقہ جات لاہور کے تمام قائدین اور خدام جن کے پاس سواری ہے دار الذکر لاہور میں نیز تمام اراکین عاملہ ضلع لاہور بھی دار الذکر میں موجود رہیں میں حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی پیغام لے کر آ رہا ہوں جس کی تقسیم راتوں رات کرنی ہے محترم قائد صاحب ٹھیک ۱۰ بجے رات حضور ایدہ اللہ الودود کے خصوصی پیغام پر مشتمل روزنامہ الفضل کے ضمیمہ کی کاپیاں لیکر لاہور پہنچے۔ اُسی وقت قریباً ایک ہزار کاپیاں بذریعہ ہوائی جہاز کراچی اور باقی شہر لاہور کے علاوہ اسلام آباد پشاور۔ راولپنڈی۔ جہلم۔ گجرات۔ سیالکوٹ ساہیوال اور ملتان۔ بھجوا دی گئیں مقامی احباب جماعت کو اس پیغام سے پہلے بذریعہ فون مطلع کیا گیا۔ راتوں رات تمام گھروں میں اس کی کاپیاں دستی بھجوائی گئیں۔ جیسے جیسے احباب جماعت کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا دلوں کو ہلا دینے والا یہ خصوصی پیغام ملتا گیا وہ بارگاہ رب العزت میں عاجزانہ دعاؤں اور صدقات کے ذریعہ اسکی خصوصی تائید و نصرت کے طلبگار ہوتے چلے گئے باجماعت نماز تہجد کے انتظامات ہوئے۔ اجتماعی اور انفرادی دعاؤں اور صدقات کی ادائیگی کا خاص طور سے اہتمام کیا گیا۔ لاہور کی جماعت کی طرف سے راتوں رات گیارہ بکرے صدقہ کئے گئے جن کا انتظام مکرم نائب امیر صاحب نے مکرم ملک منور احمد صاحب جاوید سابق قائد ضلع لاہور اور مکرم میاں عبد القیوم صاحب آف نیلا گنبد کے ذریعہ کیا بے شمار احباب نے انفرادی طور پر بھی صدقات کے جانور ذبح کروائے اسی اثناء میں حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ کا خون ٹیسٹ کروانے کے لئے ربوہ سے مکرم چوہدری عبد التقدیر صاحب اور مکرم عبد الشکور صاحب ڈرائیور لاہور آئے اس سلسلہ میں مکرم امیر صاحب کی زیر ہدایت مکرم عبد الرشید صاحب شاہنواز میڈیکل سٹورز والوں نے زینت حسن کلینک میں جملہ انتظامات کروائے تاکہ جلد از جلد ٹیسٹ کی رپورٹ مل سکے پھر اس کی فوٹو اسٹیٹ کاپیز تیار کروائی تھیں تاکہ ان کی روشنی میں حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ کا علاج کرنے والے لاہور اور کراچی کے ڈاکٹروں سے بھی ہدایات لی جا سکیں نیز محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب کو بذریعہ فون فوری اطلاع بھی کرنی تھی مگر جب خون کے ٹیسٹ کا نتیجہ ملا تو اس کے مطالعہ سے طبیعت بہت زیادہ پریشان اور فکر مند ہوئی اس نتیجہ سے متعلق شام ۴½ بجے ربوہ اطلاع دی گئی۔ اور پھر ہر آدھے گھنٹے کے بعد بذریعہ فون جب بھی حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ کے بارے میں دریافت کیا گیا۔ تو جواب غیر تسلی بخش ملا شام ۷ بجے جب فون پر پھر بات ہوئی تو معلوم ہوا کہ حالت انتہائی تشویشناک ہے اس پر مکرم چوہدری حمید اللہ خان صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور اسی وقت ربوہ کے لئے روانہ ہو گئے۔ اس وقت تمام احباب اور خدام کے علاوہ خود محترم چوہدری فتح محمد صاحب نائب امیر مقامی بھی دار الذکر میں اپنی اپنی ڈیوٹی پر موجود تھے۔ معاً بذریعہ فون یہ اندوہناک اور دلوں کو ہلا دینے والی خبر موصول ہوئی کہ رات ۸½ بجے حضرت سیّدہ منصورہ بیگم صاحبہ حرم حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ وفات پا گئی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

یہ خبر کیا تھی مومنین کے قلوب پر ٹوٹ پڑنے والی ایک قیامت تھی جس نے آن کی آن میں تمام ماحول کو سوگوار اور غمگین کر دیا۔ اسی رات نہ صرف لاہور کے احباب جماعت کو بلکہ دیگر جماعتوں کے افراد کو بھی مختلف ذرائع سے اس روح فرسا خبر کے بارہ میں آگاہ کر دیا گیا علاوہ ازیں مرکز کے ارشاد پر گوجرانوالہ۔ سیالکوٹ۔ حافظ آباد نارووال۔ بدوملہی نارنگ منڈی گجرات جہلم۔ کھاریاں۔ راولپنڈی میرپور خاص۔ حیدرآباد۔ کراچی۔ کوئٹہ بہاولنگر۔ بہاولپور۔ فیصل آباد جھنگ۔ مظفر گڑھ اور مظفر آباد کی جماعتوں کو بھی بذریعہ فون اطلاع دی۔ بیرون ملک کی جماعتوں کو محترم مولانا سلطان محمود صاحب انور مربی سلسلہ مقیم کراچی اور مکرم مرزا محمد شفیع صاحب اشرف مربی سلسلہ مقیم اسلام آباد کے ذریعہ اطلاع بھجوائی گئی البتہ مکرم جمشید کمال یوسف صاحب مبلغ ناروے کو بذریعہ فون لاہور سے اطلاع دی گئی۔ لاہور کے کثیر التعداد احباب جماعت اور کچھ مستورات نجی کاروں پرائیویٹ بسوں اور ویگنوں کے ذریعہ اپنی پیاری روحانی والدہ کی نماز جنازہ میں شمولیت کے لئے ربوہ تشریف لے گئے۔

بقیہ صفحہ ۱۵ تثلیث انسان پرستی کو چھوڑ کر خدائے واحد کے آستانہ پر جھکنے والے بننے لگے اور توحید الٰہی کے شیدائی دن بدن بنتے جا رہے ہیں۔

(۵)

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے وصال کے بعد آپ کی جماعت میں خلافت حقہ کا نظام قائم ہوا۔ اور حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا مقدس مشن پروان چڑھنے لگا۔ آپؑ کے خلیفہ ثانی المصلح الموعود کے عہد مبارک میں کئی فتنے اور ابتلاء آئے مگر حضرت المصلح الموعودؓ نے جماعت کو نصیحت فرمائی۔ کہ خدا تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے اور خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ کا ورد کرتے ہوئے اپنا قدم آگے بڑھاتے چلے جاؤ۔ اب خلافت ثالثہ کا زمانہ ہے اس تاریخی عہد میں تبلیغ اسلام کا یہ مبارک مشن بڑی تیزی سے دنیا میں پھیل رہا ہے حضور انور نے احباب جماعت کو یہ تحریک فرمائی ہے کہ ان ایام میں کثرت سے کلمہ "لا الٰہ الا اللہ" کا ورد کریں اور ہر فرض نماز کے بعد مسنونہ دعاؤں کے بعد گیارہ مرتبہ لا الٰہ الا اللہ کا ورد کریں کیونکہ افضل الذکر ہے۔ پس خدائی بشارتوں کے مطابق احمدیت کی ترقی اور فتح تقدیر الٰہی ہے اس پر ہمارا ایمان ہے دعا ہے کہ خدا تعالیٰ ہم کو صحیح رنگ میں کلمہ لا الٰہ الا اللہ کا ورد کرنے اور نفوس میں نیک تبدیلی پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

از مکرم مولوی غلام باری صاحب سیف فاضل ربوہ

اللہ تعالیٰ کی توحید اور وحدانیت اسلام کا اصل الاصول ہے۔ یہ اسلام کی تعلیم کا خلاصہ ہے۔ یہی وہ نعرۂ توحید ہے جو بُت کدوں پر برق بن کر گرا۔ یہی نظریۂ اسلام ہے۔ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَلْاِیْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ شُعْبَۃً اَفْضَلُھَا قَوْلُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَدْنَاھَا اِمَاطَۃُ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِیْقِ

کہ ایمان کے ستّر سے اوپر شعبے ہیں سب سے افضل لا الٰہ الا اللہ کہنا ہے اور سب سے ادنیٰ شعبہ راستہ سے اذیت دینے والی چیز کو ہٹانا ہے تو ایمان کا سب سے افضل شعبہ خدا تعالیٰ کی توحید کا اقرار اور اس کا اثبات ہے۔

ایک دوسری حدیث ہے۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ اس کے راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَفْضَلُ الدُّعَاءِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

(ترمذی ابواب الدعوات)

کہ سب سے افضل ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے اور سب سے افضل دعا الحمد للہ ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ معراج کی رات جب حضرت سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا

"اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی امت کو میرا اسلام کہنا اور انہیں بتا دینا کہ جنت کی مٹی بہت زرخیز ہے۔ اس کا پانی میٹھا ہے۔ اس کے میدان ہموار ہیں۔ وہاں جو درخت کثرت سے اُگے ہوئے ہیں وہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے ہیں"

(ترمذی ابواب الدعوات)

یعنی ذکر الٰہی کے بیج بوئیں گے تو ہمارا جنت سرسبز ہوگی۔

حضرت امام ترمذی نے اپنی کتاب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کو اکٹھا کیا ہے۔ اس میں ایک باب ہے ماجاء فی جامع الدعوات عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "حضرت بریدہ سلمی روایت کرتے ہیں کہ حضور کی ایک دعا یہ ہے

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ بِاَنِّیْ اَشْھَدُ

اَنَّکَ اَنْتَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ۔

کہ اے پروردگار میں تجھ سے مانگتا ہوں میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ تو ہی خدا ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو یگانہ ہے کسی کا محتاج نہیں۔ نہ تیرا کوئی بیٹا ہے نہ تجھے کسی نے جنا ہے اور نہ تیرا کوئی ہمسر ہے

اور فرمایا یہ خدا تعالیٰ کا اسم اعظم ہے کہ جب اس کے نام کا واسطہ دے کر مانگا جائے تو دعا قبول ہوتی ہے۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسم اعظم دو آیتوں میں ہے۔

وَاِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ۔

(بقرہ ۱۶۴) اور سورۃ آل عمران کی شروع کی آیات۔ الٓمّٓ۔ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ

(ترمذی کتاب الدعوات)

اس کے علاوہ متعدد دعاؤں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہی فقرہ استعمال فرمایا کرتے تھے۔ اگر اس سے قبل نماز کے بعد دعائیں ہیں۔ بخشش، گناہوں کی مغفرت اور دعا کے لئے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائیں ان میں اور دوسری دعاؤں میں یہ فقرہ مشترک ہے۔ مختلف صورتوں میں یہ فقرہ دعاؤں میں موجود ہے۔ مثلاً لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَکَ۔ مقصود یہ ہے کہ تمام جھوٹے معبودوں کی نفی اور اللہ کی توحید کا اقرار ہی بندہ کی نیاز مندی ہے۔ یہی سب سے بڑی صداقت کا اقرار کرنا ہے اس کے ذریعہ خدا سے مغفرت طلب کیجئے اس کے ذریعہ خدا کے حضور اپنی مناجات پیش کیجئے۔ بنائے اسلام کی سب سے پہلی اینٹ توحید کا اقرار ہے۔ اسی پر اسلام کی عمارت تعمیر کی جاتی ہے۔

حضرت یونس علیہ السلام جب مچھلی کے پیٹ میں چلے گئے تو اس دعا کی برکت سے انہیں رہائی ہوئی تھی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔ پس یہ دعا آپ کو بھی ہر نجات لے دے گی۔ حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ حضور ایک درخت کے پاس سے گذرے جس کے پتے خشک ہو چکے تھے۔ آپ کے ہاتھ میں سونٹا تھا۔ آپ نے وہ سونٹا اس پر مارا تو پتے درخت سے گر کر بکھر گئے۔ آپ نے فرمایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کہنے سے انسان کے گناہ اسی طرح گرتے ہیں جس طرح اس درخت کے پتے گرے ہیں۔

(ترمذی ابواب الدعوات)

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دس مرتبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ کہے تو گویا اس نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کے دس غلام آزاد کئے۔ (ترمذی ابواب الدعوات)

مفہوم یہاں بھی یہی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اس بیت عتیق کو ان دعاؤں سے آباد کیا تھا۔

رَبِّ اجْعَلْ ھٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّ

اجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ

(ابراہیم آیت ۳۶)

اے میرے رب اس شہر کو امن والا بنا اور مجھے اور میری اولاد کو اصنام پرستی سے بچانا اور پھر اولاد ابراہیم علیہ السلام نے توحید کی زیرت بنایا۔ اس لئے اب جو اس کے خلاف آواز بلند کرتا ہے وہ اولاد اسماعیل (علیہ السلام) کو آزاد کرتا ہے۔ بت پرستی کے طوق سے بڑا طوق اور کون سا ہے۔ اور شرک کی زنجیر دراصل بوجھل زنجیر اور کون سی ہے۔ یہ زنجیر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے ورد سے کٹتی ہے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور اس نظریہ کی فضیلت تو یہ ہے کہ حدیث میں آتا ہے جس قلب میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہوگا۔ اللہ اسے جہنم سے نکال لے گا۔ یعنی اگر عمل میں کچھ کسر بھی ہوئی تو اس نظریہ، ذکر کی برکت سے اللہ اپنی ناراضگی کے مہلک گڑھے سے نکال لے گا کیونکہ بنیاد تو درست تھی۔ اس لئے اگر دیوار کوئی غلط یا ٹیڑھی اینٹ بھی لگ گئی تو اللہ ان اینٹوں کو سیدھا کر دے گا۔ ہمیں ہمارے امام ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے پھر اس طرف توجہ دلائی ہے کہ کثرت سے اس کا ذکر اور ورد کریں۔ اس پر غور کریں خالص توحید کے قیام کی کوشش کریں اس کی ذات و صفات میں کسی نوع کا شرک نہ کریں یہ اسلام کی تعلیم کا نقطہ مرکزیہ ہے یہ ہر مرض کی دوا ہے

کیا خوب فرمایا ہے ایک سالک بندہ نے یہ

ہزاروں بلکہ ہیں لاکھوں علاج روحانی

مگر ہی روح شفا لا الٰہ الا اللہ (کلام محمود)

ایک اعلانِ نکاح

محترم سید شہاب احمد صاحب مقیم بمبئی ابن محترم سید محی الدین صاحب ایڈووکیٹ مرحوم رانچی (بہار) نے بطور ولی اپنی ہمشیرہ کا رشتہ عزیزم مکرم ڈاکٹر وسیم احمد صاحب ناصر فریدی (پی۔ایچ۔ڈی جینیٹکس علی گڑھ) ابن مکرم سلیم احمد صاحب ناصر ربوہ ابن مکرم ماسٹر نثار احمد صاحب مرحوم ٹیچر مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان) سے طے کیا تھا۔ ۳۰/۶ دسمبر کو بعد نماز مغرب مسجد مبارک میں میں نے گیارہ ہزار روپیہ حق مہر کے عوض اس نکاح کا اعلان کیا۔ اس موقعہ پر محترم سید شہاب احمد صاحب کی طرف سے بطور شکرانہ مختلف مدات میں پچاس روپیہ اور عزیز وسیم احمد صاحب ناصر فریدی کے بہنوئی مکرم مستری منظور احمد صاحب درویش کی طرف سے بیس روپیہ اعانت بدر بھی ادا کئے گئے ہیں۔ فجزاہم اللہ خیرا۔

محترم سید محی الدین صاحب مرحوم نے تقسیم ملک کے بعد مرکز قادیان کی مشکلات کے زمانہ میں اس کی غیر معمولی اور بلا معاوضہ قانونی خدمات سرانجام دیں جو تاریخ احمدیت میں ہمیشہ یادگار رہیں گی۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے قانون دانی کے سلسلہ میں غیر معمولی فہم عطا فرمایا تھا۔ بھارت کی ایک بہت بڑی سیاسی شخصیت کے مقدمہ کی پیروی کے لئے یورپ سے ایک سرکردہ قانون دان بلایا گیا۔ جو دو تین روز کے اندر ہی مقدمہ کی آزادانہ پیروی کے لئے محترم سید صاحب کو اہل سمجھتے ہوئے یہ تاریخی مقدمہ ان کے سپرد کر کے واپس چلے گئے آپ نے بہت بے نفسی لیکن نہایت جانفشانی سے کئی سال تک اس مقدمہ کی پیروی کی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے مثال کامیابی سے سرفراز کیا اور اس عظیم شخصیت نے کئی سال کی قید و بند سے مخلصی پائی۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

احباب اس رشتہ کے فریقین کے لئے مبارک ہونے کے خاص طور پر دعا فرمائیں۔

مرزا وسیم احمد

امیر مقامی و ناظر اعلیٰ، قادیان

سنہ ۱۸۷۴ء سے سنہ ۱۹۷۴ء تک

جماعت احمدیہ کو پیش آنیوالے پانچ کٹھن امتحان اور اللہ تعالیٰ کی معجزانہ تائیدات

از مکرم مولوی عبد الحق صاحب فضل مبلغ انچارج صوبہ یو پی مقیم شاہجہانپور

اس کارگاہِ عالم میں ترقیات کے زینے طے کرنے کے لئے امتحانات کا وجود لازمی اور ضروری ہے۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو غلبۂ اسلام کا عظیم الشان پروگرام دے کر کھڑا کیا اور رفتار زمانہ کی مناسبت کے اعتبار سے ہر پچیس سال کے بعد اس کا ایک فکر انگیز اجتماعی امتحان مقرر فرمایا۔ اور ہر امتحان کے موقعہ پر مخالفین کو میدان کارزار میں پچھاڑ کر جماعت احمدیہ بڑی عظمت و شوکت اور فتحمندی کے ساتھ اپنا قدم آگے بڑھاتی چلی جا رہی ہے۔ سہ

تندیٔ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کیلئے

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک مقام پر فرماتے ہیں:۔

"میں نے خواب میں ایک فرشتہ (ایک لڑکے کی صورت میں) دیکھا جو ایک اونچے چبوترے پر بیٹھا ہوا تھا۔ اور اس کے ہاتھ میں ایک پاکیزہ نان تھا۔ جو نہایت چمکیلا تھا۔ وہ نان اس نے مجھے دیا اور کہا کہ:۔

"یہ تیرے اور تیرے ساتھ کے درویشوں کے لئے ہے۔"

یہ اس زمانہ کا خواب ہے جب کہ میں نہ کوئی شہرت اور نہ کوئی دعویٰ رکھتا تھا۔ اور نہ میرے ساتھ درویشوں کی کوئی جماعت تھی مگر اب میرے ساتھ بہت سی وہ جماعت ہے جنہوں نے خود دین کو دنیا پر مقدم رکھ کر اپنے تئیں درویش بنا دیا ہے اور اپنے وطنوں سے ہجرت کر کے اور اپنے قدیم دوستوں اور اقارب سے علیحدہ ہو کر ہمیشہ کے لئے میری ہمسائیگی میں آ آباد ہوئے ہیں اور نان سے میں نے یہ تعبیر کی تھی کہ خدا ہمارا اور ہماری جماعت کا آپ متکفل ہوگا اور رزق کی پریشانگی ہم کو پراگندہ نہیں کرے گی۔"

(نزول المسیح صفحہ ۲۰۷)

یہ کشفی نظارہ حضور نے ۱۸۷۴ء میں دیکھا اس وقت حضور گوشۂ گمنامی میں پڑے ہوئے تھے۔ جیسا کہ حضور خود فرماتے ہیں

میں تھا غریب و بیکس و گمنام بے ہنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر
لوگوں کی اس طرف کو ذرا بھی نظر نہ تھی
میرے وجود کی بھی کسی کو خبر نہ تھی

(درثمین)

پہلا امتحان

۱۸۷۴ء کے بیس سال بعد ۱۸۹۴ء میں جماعت کی مخالفت انتہا کو پہنچ گئی تھی جبکہ ابھی جماعت کی تاسیس پر ابھی تین چار سال ہی گذرے تھے۔ دعوے مسیحیت اور مہدویت کے ساتھ ہی غیر احمدی علماء کی جانب سے شدید مخالفت ہو ہی رہی تھی۔ شاتم رسول پنڈت لیکھرام کے ساتھ حضور کا روحانی مقابلہ جاری تھا۔ ۱۸۹۳ء میں حضور نے اس سلسلہ میں تحدی بھی پیش کی تھی کہ:۔

"اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ میں کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہو جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت اور اپنے اندر الٰہی ہیبت رکھتا ہو تو سمجھو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور نہ اس کی روح سے میرا یہ نطق ہے۔ اور اگر میں اس پیشگوئی میں کاذب نکلا تو ہر ایک سزا بھگتنے کے لئے تیار ہوں ...... اب آریوں کو چاہیے کہ سب مل کر دعا کریں کہ یہ عذاب ان کے وکیل سے ٹل جائے۔"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۶۵۱)

علاوہ ازیں عیسائی ہمہ پرانے مسلسل سے حضور نے پندرہ روز تک لگاتار مناظرہ بھی ۱۸۹۳ء میں ہی کیا تھا جو جنگ مقدس کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ اور اس میں مد مقابل پادری عبد اللہ آتھم کے لئے پیشگوئی کی تھی کہ اگر اس نے حق کی طرف رجوع نہ کیا تو وہ پندرہ ماہ کے اندر ہاویہ میں گرایا جائے گا۔ جب وہ حق کی طرف رجوع کر کے موت سے بچ گیا تو پادریوں اور غیر احمدی علماء نے بڑا خطرناک طوفان مخالفت اٹھایا کہ پیشگوئی جھوٹی نکلی۔ یہ طوفانِ مخالفت ۱۸۹۴ء میں ہی اٹھا تھا۔ اور اس کا حدیث نبوی میں بھی ذکر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس حدیث کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ:۔

"تیسرا نشان مہدی کا یہ ہے کہ اس کے وقت میں ایک فتنہ ہوگا۔ اور نصاریٰ اور مہدی کے لوگوں کا ایک جھگڑا پڑ جائے گا۔ نصاریٰ کے لئے شیطان آواز دے گا کہ الحق فی آل عیسیٰ یعنی حق عیسیٰ کے لوگوں میں ہے اور فتح عیسائیوں کی ہے اور مہدی کے لوگوں کے لئے آسمانی آواز آئے گی کہ بعض نشانوں اور تائیدوں کے ساتھ ربانی گواہی یہ ہوگی کہ الحق فی آل محمد یعنی حق مہدی کے لوگوں میں ہے۔ آخر اس آواز کے ساتھ شیطانی تاریکی اٹھ جائے گی۔ اور لوگ اپنے امام کو شناخت کر لیں گے۔ یہ چوتھی مہدی کی یہ نشانی ہے کہ اس کے وقت میں بہت سے مسلمان یہودی طبع دجال سے مل جائیں گے یعنی وہ لوگ بظاہر مسلمان کہلائیں گے اور دجال کے ہاں کے ساتھ ہاں ملا دیں گے۔ یعنی نصاریٰ کے دعوے فتح کے مصدق ہوں گے۔"

(تبلیغ رسالت جلد سوم صفحہ ۱۸۹)

الغرض ۱۸۹۴ء میں عیسائیوں اور پادریوں نے پادری عبد اللہ آتھم کے موت سے بچ جانے پر سخت مخالفت کی تھی اور بڑے بڑے جلوس نکالے تھے اور گرد و پیش بیٹھ کر استہزاء کیا تھا اور غیر احمدی علماء اور اخبارات نے بھی عیسائیوں کا ہی پورا پورا ساتھ دیا تھا۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بار بار انعامی اشتہار شائع فرمائے کہ اگر پادری عبد اللہ آتھم نے حق کی طرف رجوع نہیں کیا تھا تو وہ قسم کھا کر چار ہزار روپیہ انعام حاصل کرے۔ مگر پادری صاحب خاموش ہو گئے۔ حضور نے آخری اشتہار میں لکھا کہ:۔

"اگر آتھم صاحب قسم کھا لیں تو وعدہ ایک سال قطعی اور یقینی ہے جس کے ساتھ کوئی بھی شرط نہیں اور تقدیر مبرم ہے۔ اور اگر قسم نہ کھاویں تو پھر خدا تعالیٰ ایسے مجرم کو بے سزا نہیں چھوڑے گا جس نے حق کا اخفاء کر کے دنیا کو دھوکہ دینا چاہا ہے۔"

(تبلیغ رسالت جلد سوم صفحہ ۱۷۷)

اس اشتہار کے بعد آتھم جلدی مر گیا اور احمدیت کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کر گیا۔

بہرحال ۱۸۹۴ء میں جماعت احمدیہ سخت امتحان اور ابتلاء میں مبتلاء ہوئی اور بڑی فتحمندی کے ساتھ سرخرو ہوئی اور ۱۸۹۴ء میں ہی حدیث نبوی کے مطابق چاند سورج کا گرہن رمضان المبارک میں ظاہر ہوا جو مہدی کی صداقت کا خاص نشان بنایا گیا تھا۔ اور سعید روحیں کثیر تعداد میں احمدیت میں داخل ہو گئیں اور پاکیزہ نان میں ایک وسعت پیدا ہو گئی۔

دوسرا امتحان

دوسرا بڑا اجتماعی امتحان پھر بیس سال کے بعد جماعت احمدیہ کو ۱۹۱۴ء میں پیش آیا جب پسر موعود صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کا آغاز ہوا۔ یہ بھی بڑا ہی دلدوز ابتلا تھا۔ کہ خود جماعت کی اکابر کہلانے والے حضور کو بچہ سمجھ کر نظام خلافت کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے لئے تمام شیطانی ہتھیاروں سے لیس ہو کر سامنے آ گئے تھے۔ یہ لوگ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں بھی بعض اوقات اپنے مکروہ عزائم کے ساتھ اچھل پڑتے تھے مگر آپؓ کی تنبیہ پر دب جاتے تھے۔ ایک مرتبہ آپؓ نے ان کو سرزنش کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ:۔

"تم نے میرے ہاتھوں پر یہ اقرار کئے ہیں۔ تم خلافت کا نام نہ لو مجھے خدا نے خلیفہ بنا دیا ہے اور اب نہ تمہارے کہنے سے معزول ہو سکتا ہوں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ معزول کرے۔ اگر تم زیادہ زور دو گے تو یاد رکھو میرے پاس ایسے خالد بن ولید ہیں جو تمہیں مرتدوں کی طرح سزا دیں گے۔"

(تقریر اخیر ۱ جلد ششم (ایڈیشن))

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بھی تن تنہا مرد احمدیت کی حیثیت سے منکرین خلافت کا مقابلہ کیا ان کے اخبار "پیغام صلح" جس کا نام حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے "پیغام جنگ" رکھا تھا کے مقابلہ پر "الفضل" جاری فرمایا۔ اور پھر

جب یہ لوگ خلافت ثانیہ کے انتخاب کے موقعہ پر مقابل پر سامنے آگئے تو ان کا مردانہ وار مقابلہ کر کے واقعی ان کو مرتدوں کی طرح سزائیں دیں۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ عنہ اس کا نقشہ کھینچتے ہوئے ایک مقام پر فرماتے ہیں۔

"منکرین خلافت کی طرف سے بھی پرزور پراپیگنڈا جاری تھا اس لئے جماعت کا ایک معتدبہ حصہ ایسا بھی تھا جسے سخت کوشش اور انتہائی جدوجہد کے ساتھ راہ راست پر لانا پڑا۔ یہ ایک ہولناک نظارہ تھا اور گویا ایک طولانی رسہ کشی تھی جس میں کئی موقعے خطرے کے پیدا ہوتے رہے۔ مگر بالآخر جیرجہ اور بالثبت بالکثرت اور ہاتھ ہاتھ خدائی فوج دشمن کے کیمپ میں دھنستی چلی گئی اور چند ماہ کی شب و روز کی جنگ کے بعد خدا نے اپنے روحانی خلیفہ کو فتح عطا کی اور جماعت کا اکثر از پچانوے فیصدی حصہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گیا۔" (سلسلہ احمدیہ صفحہ ۳۴۴)

ظاہر ہے کہ منکرین خلافت اگر اپنے مکروہ منصوبہ میں کامیاب ہو جاتے تو امت محمدیہ خلافت راشدہ کی پر عظمت نعمت سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو جاتی۔ مگر حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو واقعی مرتدوں کی طرح سزائیں دے کر ناکام کر دیا اور خلافت راشدہ کی جڑیں ہمیشہ کے لئے مضبوط ہو گئیں۔

تیسرا امتحان

بیس سال کے بعد جماعت احمدیہ کا تیسرا بڑا اجتماعی امتحان ۱۹۳۴ء میں ہوا جب کہ جماعت کے خلاف مجلس احرار کی جانب سے ایک خوفناک طوفانی مخالفت اٹھ کھڑا ہوا۔ اس موقعہ پر حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے ایک نظم کہی تھی جس کے تین اشعار درج ذیل ہیں۔

دشمن کو ظلم کی برچھی سے تم سینہ و دل برمانے دو
یہ ظلم رہے گا بن کے دوا تم صبر کرو وقت آنے دو
وہ تم کو حسین بناتے ہیں اور آپ یزیدی بنتے ہیں
یہ کیا ہی سستا سودا ہے دشمن کو تیر چلانے دو
جو سچے مومن بن جاتے ہیں موت بھی ان سے ڈرتی ہے
تم سچے مومن بن جاؤ اور خوف کو پاس نہ آنے دو
(کلام محمود)

مخالفین کے سرخیل سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے یہ تعلّی آمیز اعلان اس موقعہ پر کیا تھا کہ:-

"اے مسیح کی بھیڑو! تم سے کسی کا ٹکراؤ نہیں ہوا جس سے اب سابقہ ہوا ہے یہ مجلس احرار ہے اس نے تم کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینا ہے۔"

اور یہ تحدیانہ اعلان بھی کیا تھا کہ:-

"مرزائیت کے مقابلہ کے لئے بہت سے لوگ اٹھے لیکن خدا کو یہی منظور تھا کہ وہ میرے ہاتھوں سے تباہ ہو۔" (سوانحیات عطاء اللہ شاہ بخاری صفحہ ۱۰۰)

معاندین احمدیت کی ان تعلیوں اور تحدیوں کی صدائے بازگشت ابھی فضا میں ہی گونج رہی تھی کہ سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر یہ اعلان فرمایا کہ:-

"میں احرار کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکلتے دیکھتا ہوں۔"

اس کے بعد مسجد شہید گنج کے مقابلہ میں احراری مولوی ایسے تباہ اور ذلیل ہوئے کہ عوام سے منہ چھپاتے پھرتے تھے اور آہستہ آہستہ ان کے پاؤں کے نیچے سے ایسی زمین نکل گئی کہ قادیان کی مقدس سرزمین کی سرحد سے دور دور تک کوئی احراری دکھائی نہیں دیتا۔

۱۹۳۴ء میں ہی تحریک جدید کو الٰہی القاء کے تحت حضور نے جاری فرمایا جس کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ نہایت کامیابی اور عظمت کے ساتھ زمین کے کناروں تک مضبوط مشن قائم کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ اس امتحان کے موقعہ پر بھی اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو تحریک جدید کے وجود میں بہت بڑی عظمت عطا فرمائی اور پاکیزہ شان میں اور بھی وسعت پیدا ہو گئی۔

چوتھا پر عظمت امتحان

اس کے بیس سال کے بعد ۱۹۵۳ء میں پاکستان بننے کے بعد چوتھا عظیم امتحان جماعت کے سامنے آگیا۔ اور ایسا طوفان مخالفت اٹھ کھڑا ہوا کہ ہندوستانی اخبارات میں شائع ہونا شروع ہو گیا کہ پاکستان میں جماعت احمدیہ کی اس شدت کے ساتھ مخالفت ہو رہی ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہفتہ عشرہ تک زیارت کے لئے بھی کوئی احمدی پاکستان میں دکھائی نہیں دے گا سب ختم کر دیئے جائیں گے۔ لاہور شہر میں احمدیوں کے مکانوں پر قتل کرنے کے لئے نشان تک لگا دیئے گئے تھے۔ اس موقعہ پر حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کو مخاطب کر کے ایک نظم کہی تھی جس کے تین اشعار درج ذیل ہیں کہ:-

دنیا میں یہ کیا فتنہ اٹھا ہے مرے پیارے
ہر آنکھ کے اندر سے نکلتے ہیں شرارے
یہ منہ ہیں کہ آہن گروں کی دھونکنیاں ہیں
یہ دل ہیں کہ سینوں میں ہیں بھیڑوں کے بھارے
ظلم و ستم و جور بڑھا جاتا ہے حد سے
ان لوگوں کو اب تو ہی سنوارے تو سنوارے

حالات جب انتہائی خراب ہو گئے تو حضور نے ایک پُرجلالی اعلان فرمایا جس میں بتایا کہ میرے چالیس سالہ دور مخالفت میں آپ نے دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر اندرونی اور بیرونی فتنہ کے وقت میری تائید و نصرت کی ہے اب بھی اللہ تعالیٰ کی مدد آئے گی فرمایا:-

"خدا میری مدد کے لئے دوڑا چلا آرہا ہے۔ وہ میرے ساتھ ہے وہ مجھ میں ہے۔ اور وہ مجھے اور میری جماعت کو تباہ نہیں کرے گا بلکہ دشمن ہی ذلیل اور شرمندہ ہو گا۔" (الفضل)

اس جلالی اعلان کے ساتھ ہی وقت نے ایسا پلٹا کھایا کہ حکومت پاکستان کو مارشل لاء لگانا پڑا اور وہ مخالفین جو فوج لگا کر احمدیوں کو ہلاک کرنے کی سوچ رہے تھے وہ خود اسی فوج کی گولیوں کا نشانہ بن گئے۔

مولوی عبد الستار صاحب نیازی داڑھی مونچھ منڈوا کر مسجد وزیر خان لاہور کی ٹونٹی سے آؤٹ ہو گئے مگر پکڑے گئے۔ مولوی سید ابوالاعلیٰ مودودی بھی پکڑے گئے اور ان دونوں کو پھانسی کی سزا ہوئی۔ مگر آخر میں سزا معاف کر دی گئی۔ اس کے بالمقابل جماعت احمدیہ کی پوزیشن اور زیادہ مضبوط ہو گئی ہزاروں افراد جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے اور پاکیزہ شان میں اور زیادہ وسعت پیدا ہو گئی۔

پانچواں پُرشوکت امتحان

بیس سال بعد پانچواں امتحان سامنے آگیا ۱۹۷۴ء میں جب مخالفین احمدیت نے گیدڑ بھپکیاں دینا شروع کیں تو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۴ جون ۱۹۷۴ء کو خطبہ جمعہ ربوہ میں فرمایا

"جماعت احمدیہ میں کئی ہی مثالیں آئیں سینکڑوں ہزاروں ہیں جنہوں نے اسلام کی خاطر قربانی دی۔ حتیٰ کہ تم نے بعض کو سنگسار کیا مگر کیا ان سنگسار ہونے والوں کے مقام عشق الٰہی میں کوئی لغزش آئی؟" (صفحہ ۳۴)

"ہم بھلا تم سے ڈریں گے، ہم تو ساری دنیا سے نہیں ڈرتے جب انگریز سمجھا تھا کہ اس کی دولت مشترکہ پر سورج غروب نہیں ہوتا اس وقت اس نے احرار کے ساتھ گٹھ جوڑ کیا۔ اس وقت بھی ہم نہیں ڈرے۔ نہ ہمیں کوئی نقصان پہنچا اب جبکہ خدا تعالیٰ کے فضل سے حالات بدل چکے ہیں اور احمدیت پر سورج غروب نہیں ہوتا تم نے خدا تعالیٰ کے عظیم نشان دیکھ لئے اب تم اللہ کے سپاہیوں سے مقابلہ کیوں لے رہے ہو؟" (صفحہ ۳۵)

"۱۹۵۳ء میں ان لوگوں پر ذلت کا داغ لگا۔ جو آج تک ۱۹۵۳ء کا نام لے رہے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ۱۹۵۳ء کو احمدیت کی ترقی کا ذریعہ بنا دیا۔ وہ زمانہ احمدیت کی تاریخ میں LAND MARK اور ترقی کا نشان ہے۔" (صفحہ ۲۴)

"میں آج ان لوگوں کو جو ۱۹۵۳ء کی باتیں شروع کر دیتے ہیں۔ ان لاکھوں احمدیوں کے متعلق ایک حقیقت بتا دینا چاہتا ہوں تاکہ ہم پر یہ الزام نہ رہے کہ ہم نے حقیقت حیات احمدی سے آگاہ نہیں کیا تھا میں ایسے لوگوں کو حضرت خالد بن ولید کے الفاظ میں بتانا چاہتا ہوں … یہ حقیقت بتا دینا چاہتا ہوں کہ جس قدر پیار تمہیں اس ورلی زندگی کے ساتھ اور اس دنیا کی عیش و عشرت کے ساتھ ہے میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اس سے کہیں زیادہ پیار احمدی مسلمان کو موت کے ساتھ ہے۔ یہ الفاظ حقیقت پر مبنی اور بڑے پیار کے الفاظ ہیں۔ یہ ہمارے دل کی آواز ہیں۔" (صفحہ ۴۴)

"اس کے نتیجہ میں جو خرابیاں پیدا ہو سکتی ہیں وہ یہ نہیں کہ جماعت احمدیہ غیر مسلم بن جائے گی۔ جس جماعت کو اللہ تعالیٰ مسلمان کہے اسے کوئی نام نہاد انسان غیر مسلم قرار دے تو کیا فرق پڑتا ہے۔ اس لئے ہمیں اس کا فکر نہیں۔ ہمیں فکر ہے تو اس بات کی کہ اگر یہ خرابی خدانخواستہ انتہا تک پہنچ گئی تو اس قسم کے فتنہ و فساد کے نتیجہ میں پاکستان قائم نہیں رہے گا۔" (صفحہ ۱۲)

اس تنبیہ کے باوجود بھٹو پارٹی اور مسٹر بھٹو کی حکومت نے مخالفین کا ساتھ دیا جس کے نتیجہ میں ۱۹۷۴ء میں جماعت احمدیہ کو نیست و نابود کر دینے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ جماعت احمدیہ کی بیشمار جائیدادیں جلا دیں۔ پانچ ہزار کے قریب قرآن کریم جلا دیئے۔ مساجد شہید کیں، سوشل بائیکاٹ کیا۔ اکتالیس کے قریب احمدی شہید ہوئے

اور حکومت نے جماعت احمدیہ کو غیر مسلم قرار دے کر احمدیوں کو اپنے مظالم کا تختۂ مشق بنایا اور مسٹر بھٹو نے اسے اپنے لئے امتیاز و افتخار کا نشان قرار دے کر بار بار بڑے زور سے یہ اعلان کیا کہ میں نے احمدیوں کا نوے سالہ مسئلہ حل کیا ہے۔ حالانکہ اس وقت تک نوے سال جماعت احمدیہ کی تاسیس پر بھی نہیں گذرے تھے۔ اور ابھی تین سال بھی نہیں گذرے تھے کہ مسٹر بھٹو اور ان کی حکومت خدا کی گرفت میں آ گئی۔ اور وہی علماء جن کی ہاں میں ہاں ملا کر اس نے جماعت احمدیہ پر مظالم ڈھائے تھے وہی ان کو ذلت کے گڑھے میں اتار رہے تھے اور وہ دونوں بہرگروہ فوجی انقلاب کے نتیجہ میں گرفتار ہو کر جیلوں میں بند ہو گئے۔

کا فر جو کہتے تھے وہ نگونسار ہو گئے
جتنے تھے سب کے سب ہی گرفتار ہو گئے

اور جونہی ۲۳۔ مارچ ۱۹۷۹ء کو جماعت احمدیہ کی تاسیس پر ۹۰ سال گذر گئے اسی کے معاً بعد ۴۔ اپریل ۱۹۷۹ء کو مسٹر بھٹو پھانسی کے تختہ پر لٹک رہے تھے اور ان کا اپنا فیصلہ ہو چکا تھا۔ اس سلسلہ میں دنیا بھر کے سربراہوں کی وہ تمام اپیلیں بھی ناکام ہوئیں جن میں مسٹر بھٹو کی جاں بخشی کی سفارش کی گئی تھی۔ ؎

پیتے ہیں بالآخر وہ اک دن اپنے ہی ستم کی پی پیالا
ہوتا ہی ہوتا آیا فرعونوں کا ہامانوں کا
کہاں ہیں وہ آوازیں جو ریڈیائی لہروں پر رقص کرتی تھیں کہ میں نے احمدیوں کا نوے سالہ مسئلہ حل کیا۔ سب خاموش ہو گئیں — نابود ہو گئیں — ایک بھی نہیں۔ ؎

اے صبر و رضا کے متوالو! تم تو ابھی دیکھو گے بھی
طوفانوں کے مالک نے آخر رخ پھیر دیا طوفانوں کا

اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہزاروں کی تعداد میں سعید روحیں جماعت احمدیہ میں داخل ہوئیں اور ہو رہی ہیں۔

"پاکیزہ نان" کے متعلق ۱۸۷۲ء میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کشفی نظارہ دکھایا گیا تھا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو اسی کی تتبع میں ایک الہام آغاز زمانہ خلافت میں ہوا تھا کہ "اتنا دوں گا کہ تو تھک جائیں گا" یعنی اتنا دوں گا کہ طبیعت سیر ہو جائے گی۔ چنانچہ صدر انجمن احمدیہ کے بجٹ میں غیر معمولی اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔

مخالفین کے سربراہوں نے تو یہاں تک کہا تھا کہ جماعت احمدیہ کو اقتصادی طور پر اتنا کمزور کر دیا جائے گا کہ ان کے ہاتھ میں کشکول پکڑا دی جائے گی۔ مگر وہ کیا جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کے عالم وجود میں آنے سے قبل ہی "پاکیزہ نان" کی بشارت دے رکھی ہے۔ پس یہ جماعت رزق کی تنگی سے منتشر نہیں ہو سکتی۔

بہرحال اب تک جماعت احمدیہ پانچ عظیم الشان امتحانات میں سے نہایت کامیابی کے ساتھ گذر کر غلبہ اسلام کے کنارے تک پہنچ گئی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ؎

وہ چمک دکھلائے گا اپنے نشاں کی پنج بار
یہ خدا کا قول ہے سمجھو گے سمجھانے کے دن

قادیان میں شادی کی تین تقاریب

ہفتہ زیر اشاعت کے دوران قادیان میں شادی کی تین تقاریب عمل میں آئیں (۱) مورخہ ۱۲/۸ کو عزیز مکرم حفیظ احمد صاحب ابن مکرم عزیز احمد صاحب منصوری درویش کی تقریب شادی کے سلسلہ میں بعد نماز عصر مسجد مبارک میں تلاوت و نظم کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے اجتماعی دعا کرائی۔ عزیز موصوف اگلے روز اپنی شادی کے لئے راجستھان کے لئے روانہ ہو گئے عزیزہ جمیلہ صاحبہ بنت مکرم دلدار علی صاحب اود ے پور (راجستھان) کے ساتھ موصوف کا نکاح پہلے ہی ہو چکا تھا۔ عزیز موصوف ۱۸/۱۲ کو اپنی اہلیہ کے ساتھ واپس قادیان پہنچے (۲) مورخہ ۱۸/۱۲ کو مکرم بشیر احمد صاحب حافظ آبادی نائب ناظر امور عامہ ابن مکرم بشیر احمد صاحب حافظ آبادی درویش کی تقریب شادی مکرمہ نصرت بیگم صاحبہ بی۔ اے بی ایڈ کے ساتھ عمل میں آئی۔ بعد نماز عصر مسجد مبارک میں تلاوت اور نظم کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے اجتماعی دعا کرائی۔ اس کے بعد برات مکرم محمد دین صاحب ... درویش کے مکان پر گئی یہاں پر بھی تلاوت و نظم کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب نے اجتماعی دعا کرائی۔ (۳) مورخہ ۱۸/۱۲ کو مکرم سید ... احمد صاحب ابن مکرم سید بدر الدین صاحب کی تقریب شادی مکرمہ فریدہ بنت مکرم ... اسمٰعیل صاحب ... درویش کے ساتھ عمل میں آئی۔ بعد نماز عصر مسجد مبارک میں تلاوت اور نظم کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے اجتماعی دعا کرائی۔ اس کے بعد برات ... صاحب ... کے مکان پر آئی۔ یہاں پر بھی تلاوت و نظم کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب نے اجتماعی دعا کرائی۔ ۱۹/۱۲ کو مذکورہ بالا تینوں شادیوں کے سلسلہ میں پانچ صد ... دعوت ولیمہ کا انتظام کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ ان رشتوں کو ہر جہت سے باعث برکت کرے۔

"احمدیہ سینٹر"!!

جاپان میں جماعت احمدیہ کا نیا مستقل دار التبلیغ

از مکرم عطاء المجیب صاحب راشد امیر و مبلغ انچارج احمدیہ مشن جاپان

حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زبان مبارک سے احباب جماعت یہ نہایت خوشکن خبر سن چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ کو جاپان میں ایک نئی، بارونق اور خوبصورت عمارت خریدنے کی توفیق عطا فرمائی ہے جو اب اس ملک میں دین متین کی اشاعت کے لئے مستقل دار التبلیغ اور جاپان میں جماعت کے نئے مرکز کے طور پر کام آ رہی ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے از راہ شفقت مرکز رشد و ہدایت کا نام "احمدیہ سینٹر" تجویز فرمایا ہے۔ اور اس دعا سے نوازا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس گھر کو برکتوں سے بھر دے۔

یہ نیا مرکز ناگویا (NAGOYA) شہر میں واقع ہے جو وسطی جاپان کا سب سے بڑا اور مرکزی شہر ہے۔ آبادی کے اعتبار سے جاپان میں چوتھے نمبر پر شمار ہوتا ہے اور جغرافیائی لحاظ سے جاپان کے عین وسط میں واقع ہے۔ احمدیہ سینٹر ناگویا شہر کے مشرق میں ملک کی سب سے اہم شاہراہ سے صرف پانچ منٹ کے فاصلہ پر جدید آبادی میں واقع ہے۔ یہ علاقہ اپنے ماحول اور شہرت کے اعتبار سے ناگویا کا بہترین علاقہ ہے اور بہت تیزی سے ترقی کر رہا ہے۔

"احمدیہ سینٹر" کی عمارت دو منزلہ ہے۔ پہلی منزل پر ایک وسیع کمرہ بطور مسجد اور ایک وسیع کمرہ بطور دفتر استعمال ہو رہا ہے۔ ازیں علاوہ عام استعمال کا کمرہ، ایک کھانے کا کمرہ، باورچی خانہ، غسلخانہ اور وضو کی جگہ وغیرہ ہے۔ دوسری منزل میں چار کمرے ہیں کار پارکنگ کے علاوہ عقب میں کافی وسیع باغیچہ ہے۔ عمارت کے صدر دروازہ کی جانب "احمدیہ سینٹر" کا بورڈ جاپانی اور انگریزی زبان میں نمایاں طور پر آویزاں کر دیا گیا ہے۔

"احمدیہ سینٹر" کی قیمت روپے کے حساب سے کم و بیش تیس لاکھ روپے بنتی ہے خرید کا معاہدہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت اور منظوری کے بعد ۱۱۔ ستمبر ۱۹۸۱ء بروز جمعۃ المبارک طے پایا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے تحریک جدید انجمن احمدیہ کے نام اس کی رجسٹریشن کی قانونی کارروائی دو ہفتوں کے اندر اندر مکمل ہو گئی۔ ۱۵۔ اکتوبر ۱۹۸۱ء بروز جمعرات سے اس "احمدیہ سینٹر" نے جاپان میں جماعت احمدیہ کے نئے مرکز کے طور پر کام کرنا شروع کر دیا ہے جب کہ مرکزی ہدایت کے مطابق ٹوکیو والے احمدیہ مشن کی شاخ ٹوکیو میں منتقل کر دی گئی ہے۔ اب جاپان میں جماعت احمدیہ کا مرکز ناگویا میں ہے اور اس کی شاخ ٹوکیو میں۔ احمدیہ سینٹر کا پتہ حسب ذیل ہے۔

AHMADIYYA CENTKE, 643-1 AZA YAMANODA
O-AZA ISSHA, IDAKA-CHO, MEITO-KU, NAGOYA
465 (JAPAN)

نیا فون نمبر 052 - 703 - 1060 ہے۔ جب کہ تار کا رجسٹرڈ پتہ AHMADIYYA, NAGOYA ہے۔ ٹوکیو میں مشن ہاؤس کا فون نمبر 03 - 803 - 1500 ہے۔

جاپان میں نئے مرکز جماعت اور مستقل دار التبلیغ — "احمدیہ سینٹر" کے قیام پر یہ عاجز اپنے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں نہایت ادب سے دلی مبارکباد پیش کرتا ہے کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی توجہ، شفقت بھری دعاؤں اور اجازت و منظوری سے "احمدیہ سینٹر" کے قیام کی صورت پیدا ہوئی۔ اس کے بعد جملہ احباب جماعت کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتا ہوں اور سب قارئین سے دعا کی درخواست کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جاپان میں اس نئے مستقل دار التبلیغ — "احمدیہ سینٹر" کا قیام ہر لحاظ سے نہایت بابرکت کرے اور اسے جاپان میں دین متین کی اشاعت کا نہایت کامیاب، مقبول، مؤثر اور فعال مرکز بنا دے اور حضور پُر نور کی دعا کے مطابق اللہ تعالیٰ اس گھر کو برکتوں سے بھر دے۔ آمین۔

دُنیا میں حقیقی انقلاب آفریں کامل مذہب

از محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان

تاریخِ انسانیت کے مختلف ادوار

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک بے شمار خدا تعالیٰ کے انبیاء علیہم السلام گذرے ہیں ان کے علاوہ بے شمار دانشور اور انسانی ہستی میں بڑے بڑے تغیرات رونما کرنے والے وجود گزرے ہیں۔ غرضیکہ اس زمین پر رونما ہونے والے تغیرات اور تبدیلیوں کے اثرات اور فوائد کا اگر جائزہ لیا جائے تو دفتروں میں بھی سمانا مشکل ہے وہ شریعتیں جن سے انبیاء علیہم السلام نے اپنے اپنے دَور کے انسانوں کی کایا پلٹی اور ایک لمبے عرصے تک اُن کے متبعین نے ان تعلیموں اور نیک نمونوں سے فائدہ اُٹھایا اس کا سلسلہ ہر علاقہ اور ہر قوم اور ہر زمانہ پر پھیلا ہوا ہے۔ چنانچہ ان نیک تغیرات کی افادیت جاننے کے لئے کہ یہ افادیت دیرپا ثابت ہوئی یا عارضی اس کا اندازہ ہر ہر دَور میں ہونے والی کامیابیوں سے ہو سکتا ہے اور اسی جائزہ کی مزاولت سے دُنیا نے قانونِ بقائے باہم اخذ کیا ہے۔ کئی تحریکات دُنیا میں ایسی اُٹھی ہیں جن کے نقوش آثارِ قدیمہ کے طور پر نظر آتے ہیں۔ اسی طرح مذاہب کی تاریخ کا جائزہ لینے سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ ان میں سے بعض کے کھنڈر اب تک موجود ہیں۔ حق و باطل میں خدا تعالیٰ نے یہی تمیز قائم فرمائی ہے کہ دائمی صداقتوں اور حق پر موت نہیں آتی۔ اس کے مقابلہ میں عارضی منفعت والی تحریکات اور وقتی تعلیمات اپنی افادیت ختم کر کے کالعدم ہو جاتی ہیں چنانچہ انسانیت پر ایک دَور ایسا آیا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام کی تعلیمی اور عملی رہنمائی اور دُنیا کے تمام زمانۂ ماضی کے دانشوروں کی مساعی کے اثرات ایسے کمزور ہو گئے کہ دُنیا پر تمام قوموں اور تمام انسانوں اور تمام علاقوں میں انسانیت کا بگاڑ فسادِ عظیم کی شکل میں محیط ہو گیا۔ یہ وہ وقت تھا جس کے بارہ میں ہر مذہب کے ماننے والوں میں اس کی بشارتیں موجود ہیں کہ انسانیت پر ایسا تاریک وقت پہلے کبھی نہ آیا تھا۔ یوں تو جب بھی دُنیا میں تاریکی پھیلتی رہی اُسے دُور کرنے کے لئے انبیاء آتے رہے اور گمراہوں کی اصلاح ہوتی رہی بعض مواقع پر اگر دُنیا کے ایک حصے میں بگاڑ تھا تو دوسرے میں اصلاح بھی موجود رہی لیکن کبھی بھی یہ بگاڑ پوری دُنیا پر محیط نہیں ہوا تھا سارے مذاہب متفق ہیں کہ قرآن کریم نے جو انکشاف کیا ہے کہ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ یہ گمراہی دنیا کی تاریخ میں ایک ہی بار رونما ہوئی ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے وقت یہ عظیم فساد برپا شدہ تھا۔

بعثت آنحضرت صلعم اور ضرورتِ زمانہ

”ہمارے سید و مولیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے وقت میں مبعوث ہوئے تھے جبکہ دُنیا ہر ایک پہلو سے خراب اور تباہ ہو چکی تھی جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ظهر الفساد فی البر والبحر یعنی جنگل بھی بگڑ گئے اور دریا بھی بگڑ گئے یہ اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ جو اہل کتاب کہلاتے ہیں وہ بھی بگڑ گئے اور جو دوسرے لوگ ہیں جن کو الہام کا پانی نہیں ملا وہ بھی بگڑ گئے ہیں قرآن شریف کا کام مُردوں کو زندہ کرنا تھا جیسا کہ وہ فرماتا ہے

اعلموا ان اللہ یحیی الارض بعد موتھا (۲۷/۱۸)

یعنی یہ بات جان لو کہ اللہ تعالیٰ نئے سرے سے زمین کو بعد اس کے مرنے کے (ویرانی ناقل) زندہ کرنے لگا ہے ایسے وقت میں اور ایسی قوموں کی اصلاح کے لئے ہمارے سید و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم شہر مکہ میں ظہور فرما ہوئے۔“

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۱۹ و صفحہ ۲۰)

آپ نے ان کی اصلاح کے لئے تین طریق اختیار فرمائے ہیں پہلا طریق یہ ہے کہ جو وحشی اور درندہ خصلت تھے اُنہیں ادنیٰ ادنیٰ اخلاقِ انسانیت سکھائے اور انسانی قویٰ میں جو کچھ بھرا پڑا ہے ان سب کو موقعہ و محل پر استعمال کرنے کی تعلیم دی اور تیسرا مرحلہ یہ اختیار کیا کہ جو لوگ اخلاق فاضلہ سے متصف ہو گئے تھے ایسے خشک زاہدوں کو شربت محبت و وصل کا مزا چکھایا۔

”پس وہ تین قسم کی اصلاحیں جن کا ہم ابھی ذکر کر چکے ہیں ان کا درحقیقت یہی زمانہ تھا۔ پس اسی وجہ سے قرآن شریف دنیا کی تمام ہدایتوں کی نسبت اکمل و اتم ہونے کا دعویٰ کرتا ہے کیونکہ دُنیا کی اور کتابوں کو ان تین قسم کی اصلاحوں کا موقعہ نہیں ملا اور قرآن شریف کو ملا“۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۱۹)

مذہبی انقلابات کب ہوتے ہیں

قرآن مجید نے اس امر پر بہت ہی بصیرت افروز روشنی ڈالی ہے فرماتا ہے

مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلِهَا أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ

(سورۃ البقرہ ع ۱۳)

یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے گذشتہ زمانوں میں جو پیغام آتے رہے ہیں یا آئندہ آئیں گے ان سب کے متعلق ایک قانون جاری ہے اور وہ یہ ہے کہ کبھی وہ اپنی ضرورت کو پورا کر چکتے ہیں اور اس قابل ہوتے ہیں کہ انہیں مٹا دیا جائے اور اُن کی جگہ ایک نیا نظام آسمان سے اُتارا جاتا ہے اور کبھی لوگ اُنہیں بھلا دیتے ہیں اور صرف اس امر کی ضرورت ہوتی ہے کہ جو نظام لوگوں کی غفلت کی وجہ سے اس نظام کی جگہ قائم ہو گیا ہے اُسے مٹا کر پھر نئے سرے سے وہی پہلا الٰہی نظام قائم کیا جائے جب الٰہی نظام ہی اپنی ضرورت پوری کر کے مٹائے جانے کے قابل ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس سے بہتر نظام دُنیا میں بھجوا دیتا ہے اور جب وہ نظام تو صحیح ہو صرف لوگوں نے اُسے بھلا دیا ہو تو اللہ تعالیٰ اُسی پہلے نظام کو بعینہٖ پھر دُنیا میں قائم کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ دونوں قدرتیں حاصل ہیں پھر فرماتا ہے أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ہم ایسا کیوں کرتے ہیں؟ ہم ایک انقلاب عظیم کے پیدا کرنے کے لئے اور ایک نیا آسمان اور ایک نئی زمین پیدا کرنے کے لئے ایسا کرتے ہیں“۔ (انقلابِ حقیقی صفحہ ۲۸)

اس مندرجہ بالا آیت کا خلاصہ یہی ہے کہ پیغام الٰہی کے متعلق دو ہی صورتیں ہیں۔

(۱) جب وہ ناقابلِ عمل ہو جائے تو ہم اس سے بہتر تعلیم لاتے ہیں۔ بہتر کا لفظ اس لئے استعمال کیا ہے کہ پہلی تعلیم ناقابلِ عمل ہو چکی ہوتی ہے اور اب اس سے بہتر کی ضرورت ہوتی ہے اگر بہتر کی ضرورت نہ ہو تو پہلی ہی تعلیم کافی ہوتی اس حقیقت کے اظہار کے لئے نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا کے الفاظ استعمال فرمائے دوسری صورت یہ ہے کہ جب تعلیم تو قابلِ عمل ہو مگر لوگ اس پر عمل ترک کر دیں اور اپنے لئے خود ایسے قواعد تجویز کر لیں جو اس تعلیم کے مخالف ہوں اس حالت میں نئی تعلیم کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ پُرانی تعلیم کی حکومت کو از سرِ نو قائم کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اسی لئے فرمایا أَوْ مِثْلِهَا یعنی جب تعلیم اصل حالت میں موجود ہو صرف لوگوں نے اس پر عمل چھوڑ دیا ہو تو ہم پھر ویسی ہی تعلیم لے آتے ہیں یعنی اس تعلیم کو دوبارہ قائم کر دیتے ہیں مثل کا لفظ خدا تعالیٰ نے اس لئے استعمال کیا ہے تا یہ بتائے کہ پہلی تعلیم چونکہ مر چکی ہوتی ہے اس لئے ہم اس میں نئی زندگی پیدا کرتے ہیں اور اس طرح وہ ایک رنگ میں پہلی تعلیم کا مثل ہوتی ہے...... ان دونوں حالتوں کے مقابل پر اللہ تعالیٰ کی دو سنتیں جاری ہیں یعنی جب کلام ناقابلِ عمل ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اُسے منسوخ کر دیتا ہے اور اس سے بہتر تعلیم بھیج دیتا ہے کیونکہ زمانہ ترقی کی طرف جا رہا ہے لیکن جب لوگ عمل ترک کر دیں لیکن تعلیم محفوظ ہو تو اللہ تعالیٰ کلام کو دُہرا دیتا ہے اور اس کا مثل نازل کر دیتا ہے یعنی اس تعلیم میں ایک نئی زندگی ڈال دیتا ہے پھر جو فرمایا أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ یہ کلام جب آئے یا جب اُسے دوبارہ زندہ کیا جائے وہ ایک انقلاب چاہتا ہے یہی امر لوگوں کے خیال میں ناممکن ہوتا ہے مگر اللہ تعالیٰ ایسے انقلاب پر قادر ہے خواہ نئے کلام کے ذریعہ وہ انقلاب پیدا کر دے خواہ پُرانے کلام ہی کو زندہ کر کے انقلاب پیدا کر دے اسی مفہوم کی مصدق قرآن مجید کی یہ آیت بھی ہے یوم تبدل الارض غیر الارض والسموٰت (اور وہ دن ضرور آنے والا ہے) جب دنیا زمین و آسمان بدل کر دوسرے زمین اور آسمان قائم کئے جائیں گے۔

پہلے انقلابات اور آنحضرت صلعم کے انقلابات میں فرق

مذہبی دُنیا کے پہلے انقلابات کی آخری

کئی حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے جن کے بارہ میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ

(مائدہ ع ۴)

یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے قوم! خدا تعالیٰ کی اس نعمت کو یاد کرو جو اس نے تم پر کی کہ اس نے تم میں سے نبی بنائے اور پھر تمہیں بادشاہت بھی دی اور پھر تمہیں وہ تعلیم دی جو پہلے کسی کو معلوم نہ تھی اس سے معلوم ہوا کہ نعمت سے مراد (۱) اجرائے نبوت (۲) بادشاہت (۳) اور دوسرے مذاہب سے افضل تعلیم ہے جو کہ جَعَلَ فِیْکُمْ اَنْبِیَآءَ وَجَعَلَکُمْ مُّلُوْکًا اور اٰتٰکُمْ مَّا لَمْ یُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ سے ظاہر ہوتا ہے اس کے مقابلہ میں جو انقلاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لانا مقصود تھا اس میں فرمایا گیا ہے

اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ

فرماتا ہے جو لوگ کافر ہیں وہ آج تمہارے دین (کو نقصان پہنچانے) سے ناامید ہو گئے ہیں اس لئے تم ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو آج میں نے تمہارے (فائدہ کے) لئے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنے احسان کو پورا کر دیا ہے اور تمہارے لئے دین کے طور پر اسلام کو پسند کیا ہے اس ذکر (یعنی قرآن) کو ہم نے ہی اتارا ہے اور یقیناً ہم اس کی حفاظت کریں گے پھر اس اتمام نعمت کے طور کا ذکر کر کے کہ کن معنوں میں یہ اتمام نعمت ہوگا فرماتا ہے

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا

(سورۃ النساء رکوع ۹)

اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں گے وہ ان لوگوں میں شامل ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہید اور صالحین (میں) اور یہ لوگ بہت ہی اچھے رفیق ہیں اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ نزول شرائع کے بعد جو نقص پیدا ہو جاتا ہے کہ لوگ شریعت کو بھول جاتے ہیں اور تعلیم باوجود ہونے کے بیکار ہو جاتی ہے اس سے کہ کسی تعلیم کی اہمیت کا انکار نہیں کیا جا سکتا اور یہ خود بندوں کے اختیار میں ہوتا ہے کہ وہ اس پر عمل کریں یا نہ کریں لیکن چونکہ اس قسم کی بیماری کا ہر وقت خطرہ ہو سکتا ہے اس لئے ہم بتا دیتے ہیں کہ ایسے خطرہ کے واقعات میں اسلام کو باہر سے کسی امداد کی ضرورت نہ ہوگی بلکہ خود یہی تعلیم اپنے نقص کا علاج کرے گی اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کا نقص خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شاگردوں کے ذریعہ سے دور ہو جائے گا۔

آنحضرت صلعم کی دو بعثتوں کی خبر

فرماتا ہے:-

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

(سورہ جمعہ رکوع ۱)

یعنی وہ خدا ہی ہے جس نے اُمیوں میں اپنا رسول بھیجا جو اُن پر آیات الٰہیہ کی تلاوت کرتا ہے اُن کا تزکیۂ نفس کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے اگرچہ وہ اس سے پہلے کھلی کھلی گمراہی میں مبتلا تھے اور وہ خدا ہی ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دوبارہ دُنیا میں بھیجے گا اور پھر آپ کے ذریعہ سے ایک ایسی جماعت پیدا ہوگی جو صحابہؓ کے رنگ میں کتاب جاننے والی۔ پاکیزہ نفس اور علم و حکمت سے واقف ہوگی گویا جو کام جو آنحضرت صلعم نے کیا تھا وہ دوبارہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کرنا ہے۔ دوسری بعثت کا زمانہ بھی پہلے سے متعین فرما دیا کہ اسلام کا ظہور پہلی تین صدیوں میں ہوگا جو خیر امر کا زمانہ ہے پھر تباہی کا زمانہ ایک ہزار سال بتایا اور تیرہ سو سال کے بعد دوبارہ اسلام کا احیاء مقدر بتایا۔

بعثت ثانیہ کے کام

فرماتا ہے

هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ

(سورہ صف رکوع ۱)

یعنی ایک دن ایسا آنے والا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کے لائے ہوئے کلام کو ساری دنیا میں پھیلا دے گا اور سب دوسرے ادیان پر غالب کرے گا چنانچہ ٹھیک وقت پر خدا تعالیٰ نے بعثت ثانیہ جس وجود (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کے ذریعہ مقدر فرما رکھی تھی اُسے مبعوث فرمایا اور آپ کو مخاطب کر کے بتایا گیا کہ آپ کے آنے کی غرض مندرجہ ذیل ہے۔

(۱) ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں" (تذکرہ صفحہ ۱۹۶)

(۲) پھر آپ کو بتایا یُحْیِی الدِّیْنَ وَیُقِیْمُ الشَّرِیْعَۃَ (تذکرہ صفحہ ۶۹)

(۳) اسی طرح آپ کو یہ بھی بتایا وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ یُحْیِی الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِہَا (تذکرہ صفحہ ۶۷)

(۴) آپ کے مخالفین کی نسبت آپ کو الہام ہوا فَسَحِّقْهُمْ تَسْحِیْقًا (تذکرہ صفحہ ۴۲۷)

(۵) آپ کا پانچواں الہام ہے مَا اَنَا اِلَّا کَالْقُرْاٰنِ وَسَیَظْهَرُ عَلٰی یَدَیَّ مَا ظَهَرَ مِنَ الْفُرْقَانِ" (تذکرہ صفحہ ۶۱۷)

(۶) آپ کا چھٹا الہام ہے "آسمانی بادشاہت" (تذکرہ صفحہ ۶۲۲)

ان تمام الہامات سے نتیجہ ظاہر ہوتی ہے کہ آپ کے ذریعہ ایسا انقلاب مقدر ہے جس کے ماتحت دُنیا کا علم۔ فکر۔ فلسفہ۔ جذبات۔ مذہب۔ سیاست دنیا کے اخلاق۔ اس کا تمدن اس کی معاشرت اقتصادیات۔ اس کی ثقافت سب کو پھر بدل دیا جائے گا۔ دُنیا اور نئے اور ہو جائے گی۔

انقلاب حقیقی کے چار مراحل

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود فرمایا ہے کہ خدا میرے ہاتھ پر ایک ایسی تبدیلی پیدا کرے گا کہ گویا آسمان زمین نئے ہو جائیں گے اور حقیقی انسان پیدا ہوں گے کئی الہامات و مکاشفات کے ذریعہ آپ نے اپنے اس منصب کو بیان فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا

(فتح رکوع ۴)

یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں انقلاب کے چار دور ہوں گے (۱) پہلے زمانہ کا ایک بیج ہوگا جو قلوب کی زمین میں بویا جائے گا اس کے بعد ترقی کا دوسرا دور آئے گا جسے خدا تعالیٰ نے اٰزرہ کے لفظ میں بیان فرمایا ہے اس وقت وہ پودا مضبوط ہو جائے گا پھر تیسرا دور اس وقت آئے گا جب استغلظ کی پیشگوئی پوری ہوگی یعنی وہ کمزور پودا موٹا ہو جائے گا اور وہی تحریک جو پہلے معمولی نظر آتی تھی دنیا کے تھوڑے حصے پر حاوی تھی تمام دُنیا پر حاوی ہو جائے گی یوں جوں لوگ بڑھتے چلے جائیں گے وہ تعلیم بھی عالم میں پھیلتی چلی جائے گی گویا استغلظ میں انتشار و اشاعت کی پیشگوئی ہے۔ چوتھا دور اس وقت آئے گا جب فاستویٰ علیٰ سوقہ کا نظارہ نظر آنے لگے گا یعنی اسلامی بادشاہتیں قائم ہو جائیں گی اور تمام دنیا کا ایک ہی تمدن ہوگا اور ایک ہی تہذیب اور اسلامی تمدن جو احمدیت کے ذریعہ قائم کیا جائے گا وہ اتنا شاندار ہوگا اور اتنا اعلیٰ ہوگا کہ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ دوسری قوموں اور تمدنوں کی آنکھیں کھول دیگا اور دنیا یہ نظارہ اپنے پورے شباب پر دیکھے گی جو پہلے سے قرآن نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ یعنی اسلامی حسن کی جلوہ گری دیکھ کر کفار کے دلوں میں بھی خواہش پیدا ہوگی کہ کاش وہ مسلمان ہوتے۔ اس بارہ میں ہماری وہ تمام ذمہ داریاں ہیں جن کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بصد اخلاص قبول کیا تھا اور صدق دل سے اُن پر عمل کر کے دکھایا تھا اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ جماعت کو ان تمام ذمہ داریوں کو ایسے رنگ میں ادا کرنے کی توفیق بخشے جیسا کہ اس کا منشاء اور حکم ہے آمین

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

زخم تازہ کر گئی بادِ صبائے قادیاں

از مکرم منیر احمد صاحب حافظ آبادی سیکرٹری تحریکِ جدید کلکتہ

چند سال قبل ایک ماہوار ادبی رسالہ دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ مدیر نے قارئین کو اس مضمون پر اپنے خیالات کا اظہار کرنے کی دعوت دی تھی۔ کہ وہ اپنی زندگی کے کس زمانہ کو بہترین سمجھتے ہیں؟ سوال بہت دلچسپ تھا۔ اور جو جوابات موصول ہوئے وہ بعینہٖ "گلہا‌ئے رنگ رنگ سے ہے زینتِ چمن" کے مصداق تھے۔ آجکل کے معاشرہ اور ماحول کے مطابق اکثریت کے جوابات کا خلاصہ ان دو الفاظ میں سمویا جا سکتا ہے کہ ــ "ہائے جوانی"۔ بعض سنجیدہ قارئین کی حتمی رائے یہ تھی کہ بڑھاپے کا زمانہ انسان کے لئے سرمایۂ حیات ہے۔ یہ دور زندگی بھر کے تجربات سے مزین ہوتا ہے۔ شعور پختہ ہو جاتا ہے۔ اور اسی زمانہ میں زندگی کے نشیب و فراز کا ادراک پیدا ہوتا ہے۔ دو ایک لکھنے والوں نے بچپن کی عمر کو "نعمتِ عظمیٰ" قرار دیا تھا۔ دلیل یہ تھی کہ ؎

مستقل رہنا ہے لازم اے بشر تجھ کو سدا
رنج و غم یاس و الم فکر و بلا کے سامنے

صرف طفلی کے زمانہ کو ہی مذکورہ شعر سے استثناد ہے۔ اور اسی لئے عرفِ عام میں اسے بادشاہی زمانہ کہتے ہیں۔ لہذا ہماری تو اب یہی تمنا اور آرزو ہے کہ ؎

بڑھاپے کی دانائیاں مجھ سے لے کر
لڑکپن کی نادانیوں سے بدل دے

رسالہ میں یہ مضمون پڑھ چکنے کے بعد میں نے اپنے دل سے جب یہ سوال کیا تو میرے دل نے بلا توقف جواب دیا کہ تیری زندگی کا جو عرصہ مامورِ زمانہ کی پاک بستی قادیان میں گزرا، وہی تیری عمر کے بہترین لمحات اور تیرے لئے سرمایۂ حیات ہیں۔ اس دلنشین اور پُر لطف جواب سے میرے دل و دماغ پر یادوں کا طوفان سا اُمڈ آیا۔ اور فلم کی ریل کی طرح ایک ایک کر کے گزرے ہوئے واقعات مجھے یاد آئے۔ ؎

گلشنِ احمد کے پھولوں کی اُڑا لائی جو بُو
زخم تازہ کر گئی بادِ صبائے قادیاں

چند واقعات ہدیۂ قارئین ہیں۔

(۱) ۱۹۳۹ء کے سالانہ جلسہ پر جو کہ خلافتِ ثانیہ کا جوبلی جلسہ تھا والد صاحب مرحوم (میاں محمد صدیق صاحب بانی) کے ہمراہ جانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ چند روز جلسہ کے بعد بھی قیام کیا۔ اس مختصر عرصہ میں ہی بچوں میں ایسی تبدیلی پیدا ہوئی کہ والد صاحب نے عزم کر لیا کہ بال بچوں کو اس مقدس بستی میں رکھ کر تعلیم دلائی جائے اس فیصلہ پر عملدرآمد ۱۹۴۱ء میں ہو سکا۔ ان دنوں قادیان میں رہائش کے لئے الگ مکان مل جانا ایک "مسئلہ" تھا۔ بمشکل تمام محلہ دارالرحمت میں ایک مشترکہ مکان ملا جس میں محترم مولوی سید عبدالحی صاحب (حال مبلغ انڈونیشیا) بمعہ اپنی والدہ اور بھائی بہنوں کے مقیم تھے۔ سید صاحب انتہائی محبت اور شفقت سے مسجد دارالرحمت میں نماز باجماعت کے لئے اپنے ہمراہ ہمیں لے جاتے۔ ایک روز نمازِ جمعہ کے لئے مسجد اقصیٰ لے گئے۔ جب واپس گھر آئے تو اپنے چھوٹے بھائی اور خاکسار سے کہا کہ حضرت صاحب کے خطبہ کا خلاصہ سنائیں۔ اُن کے بھائی نے تو کسی قدر خلاصہ بیان کیا۔ لیکن میں اس غیر متوقع سوال کے لئے تیار نہ تھا۔ مگر اس کا یہ عظیم فائدہ ہوا کہ اس کے بعد سے میں نے بہت توجہ اور انہماک سے حضور کے خطبات سُنے۔ اب بھی جب تاریخِ احمدیت کا مطالعہ کرتے کرتے وہ خطبات آتے ہیں جو کہ خود اپنے کانوں سے سُنے ہوئے ہیں تو ایک کیفیت طاری ہو جاتی ہے حضور المصلح الموعودؓ کا نورانی چہرہ نظروں کے سامنے آجاتا ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ حضورؓ کی دلکش آواز میرے کانوں میں رس گھول رہی ہے۔ اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ باوجود کوشش کے خطبات کی ان چند سطور سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ اور یہ جانتے ہوئے بھی کہ گزرا ہوا زمانہ واپس نہیں آتا۔ دل میں تمنا اور تڑپ پیدا ہوتی ہے کہ ؎

دوڑ پیچھے کی طرف اے گردشِ ایام تو

(۲) تعلیم الاسلام ہائی سکول کی چوتھی جماعت میں داخلہ لیا۔ ماسٹر حسن محمد صاحب مرحومؓ۔ ماسٹر چراغ محمد صاحبؓ۔ اور ماسٹر نذیر احمد صاحب رحمانیؓ ابتدائی کلاسوں میں ہمارے اساتذہ تھے۔ سراپا محبت و شفقت۔ بڑی کلاسوں میں بھی اساتذہ کرام اپنے بچوں کی طرح محبت اور محنت سے اپنے شاگردوں کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کرتے۔ اور تعلیم سے زیادہ تربیت کا خیال رکھتے۔ جب سکول کی تعلیم مکمل کر کے عملی زندگی میں قدم رکھا اور باہر کی دُنیا کے حالات کا مشاہدہ کیا۔ تو اب یہ احساس ہوتا ہے کہ ایسا سکول اور ایسے مہربان و قابل اساتذہ خدا تعالیٰ کے عظیم انعامات تھے۔ مولوی تاج دین صاحب مرحومؓ۔ ماسٹر محمد ابراہیم صاحب ناصر مرحومؓ (سابق مبلغ ہنگری) صوفی محمد ابراہیم صاحبؓ۔ صوفی غلام محمد صاحب (حال ناظر بیت المال۔ ربوہ) چوہدری عبدالرحمٰن صاحب مرحومؓ۔ اور میاں محمد ابراہیم صاحب بی۔ اے (حال مبلغ مقیم واشنگٹن۔ یہ ان ناموں میں سے چند ہیں جن کی محبت بھری یاد خاکسار کے دل سے کبھی محو نہیں ہو سکتی۔ سکول میں ۲/۱ ۲ بجے چھٹی ہوتی۔ گھروں میں جا کر کھانا وغیرہ کھاتے عصر کے بعد ماسٹر محمد ابراہیم صاحب ناصرؓ اپنے گھر پر کلاس لیتے۔ کسی قسم کی فیس یا ٹیوشن کا کوئی سوال ہی نہ تھا۔ میاں محمد ابراہیم صاحب بی۔ اے مغرب کے بعد اپنے گھر پر انگریزی میں طلبہ کو مشق کرواتے۔ اکثر یہ کلاس رات ۱۱ بجے تک جاری رہتی۔ ہمارے یہ رُوحانی والدین اپنا فرضِ منصبی سمجھ کر بچوں کو پڑھاتے۔ اور یہ بات ان کا جُزوِ ایمان تھی۔ کہ ہمارے ان عزیزوں نے اسلام اور احمدیت کا سپاہی بننا ہے اور ؎

جب گزر جائیں گے ہم ان پہ پڑے گا سب بار

اس لئے اُٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے ہر لمحہ ہمارے اساتذہ کے مدِنظر بچوں کی بھلائی اور بہبود ہی ہوتی۔ ماسٹر نذیر احمد صاحب رحمانیؓ نے چھٹی کلاس میں خاکسار کو تحریک کی کہ ابھی سے روزانہ ڈائری لکھنے کی عادت ڈالو۔ میں ان کی ہدایت کے مطابق اپنی ڈائری بُک ان کی خدمت میں لے گیا۔ اس پر مجھے بہترین ماٹو لکھ کر دیا۔ "آج کا منبر کل کے نمبر سے بہتر ہو"۔ میاں محمد ابراہیم صاحب بی۔ اے (خدا تعالیٰ ان کی عمر اور صحت میں برکت دے) طلبہ کو تلقین فرماتے کہ کورس کی کتابوں کے علاوہ مطالعہ کی عادت ڈالو۔ اور روزانہ ایک انگریزی اور ایک اُردو اخبار پڑھا کرو۔

حضرت مولوی تاج دین صاحبؓ کے کلاس میں بیان کردہ معرفت کے نکات اب تک ازبر ہیں۔ جب صبح سکول شروع ہونے سے پہلے اسمبلی ہوتی تو تلاوتِ قرآن پاک کے بعد مولوی صاحب مرحومؓ بآوازِ بلند کوئی نہ کوئی دُعا طلبہ کے ساتھ دُہراتے۔ اس زمانہ کی یاد کروائی ہوئی ادعیۃ القرآن و ادعیۃ الرسول اب بھی یاد ہیں۔ حضرت سید محمود اللہ شاہ صاحبؓ ہمارے ہیڈ ماسٹر تھے۔ جن دوستوں کو انہیں دیکھنے کا شرف حاصل ہوا ہے انہوں نے گویا ایک ولی اللہ کا دیدار کر لیا۔ بہت ہی زاہد۔ عابد۔ اور دُعا گو شخصیت تھے۔ ان کے چہرہ پر ہمیشہ ایک خداداد مسکراہٹ رہتی۔ سکول شروع ہونے سے قبل اسمبلی سے ضرور خطاب فرماتے خطاب پند و نصائح کا ایک سمندر ہوتا۔ اور بیان کرنے کا انداز انتہائی دلنشین۔ جب موسمی تعطیلات میں سکول دو ماہ کے لئے بند ہو جاتا تو آپ اعلان فرماتے کہ ان چھٹیوں میں جو طالب علم قادیان سے باہر نہیں جاتے وہ روزانہ انگریزی میں ایک جواب مضمون لکھیں۔ میں دس سے گیارہ بجے تک سکول اپنے دفتر آ کر بیٹھوں گا۔ اور بچے مجھ سے اصلاح لیں۔ اس طریق سے اکثر طلبہ مستفید ہوئے۔ شاہ صاحبؓ نے اپنے عہد میں بے شمار اصلاحات اور سکیمیں جاری فرمائیں مجھے خوب یاد ہے۔ کہ ساتویں جماعت میں ہر طالب علم کے ذمہ ایک رکوع تھا اور اس طرح ساری کلاس کو پورا ایک پارہ یاد کروایا گیا۔ اور سارے سکول نے مِل کر پورا قرآن پاک حفظ کیا ہوا تھا۔

(۳) سکول سے باہر محلہ کی عام زندگی بھی ایک دلچسپ تھا۔ روزانہ پانچوں نمازیں ہم باجماعت ظہر کی نماز بچے مسجد نور میں پڑھتے دیں طلبہ اپنے اپنے محلہ کی مساجد میں بچے سے پہلے پُر سکون اور خاموش ماحول بڑی چھوٹی ٹولیاں صلِّ علیٰ محمدٍ نبیّنا کے درود کا وِرد کرتے ہوئے نکلتیں۔ اور بچے باجماعت نماز مسجد میں ادا کرتے۔ نماز کے بعد اکثر حدیث شریف کا درس ہوتا۔ بعد نمازِ مغرب خدام الاحمدیہ اور اطفال کے اجلاس روزانہ ہوتے۔ عشاء کی نماز پڑھ کر ایک دن ہم چند بچے گھر سے باہر میدان میں کھیلنے لگے۔ محلہ کی مجلس انصار اللہ کے زعیم صاحب تشریف لائے اور نصیحت کی کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کے بعد بچوں کو گھر سے باہر نکلنے سے منع فرمایا ہے۔ یہ وقت مطالعہ میں صرف کرو۔ اور جلدی سو جاؤ تاکہ صبح وقت پر بیدار ہو کر فجر کی نماز ادا کر سکو۔ جب خاکسار پانچویں جماعت کا طالب علم تھا، ایک روز سودا سلف لانے بازار کی طرف ننگے پاؤں ہی چل دیا۔ محترم حافظ قدرت اللہ صاحب (سابق مبلغ ہالینڈ) آدھے رستہ پر مل گئے۔ اور نصیحت فرمائی کہ احمدی بچوں اور دوسرے بچوں میں فرق ہوتا ہے۔ آپ فوراً گھر جائیں اور جوتا پہن کر بازار جائیں۔ ہر بزرگ یہ سمجھتا تھا کہ یہ سب ہمارے اپنے بچے ہیں۔ اور اگر وہ کوئی دانستہ یا نادانستہ غلطی دیکھ پاتے تو فوراً اصلاحِ احوال کی طرف متوجہ ہوتے۔

(۴) حقیقی اسلامی معاشرہ تھا۔ محلہ میں کسی کے ہاں شادی ہوتی تو امیر و غریب کا کوئی سوال نہ تھا۔ سب آپس میں بھائی بھائی تھے۔ وہ شادی کی تقریب ایک گھرانہ کی تقریب کی بجائے پورے محلہ کی ذمہ داری سمجھی جاتی۔ ہم نے ۱۹۴۳ء میں محلہ دارالبرکات میں مکان خرید کیا۔ گھر میں ہم سب بچے تھے۔ والد صاحب کلکتہ میں کاروبار کرتے تھے۔ گھر کا سودا سلف لا کر دینے والا کوئی نہ تھا۔

ایک دن محلہ کے ایک بزرگ تشریف لائے۔ اور بغیر کسی تحریک کے از خود یہ پیشکش کی کہ آپ کے ہاں کوئی بڑا نہیں ہے۔ میں صبح سویرے اپنے گھر کا سودا لانے جاتا ہی ہوں۔ آپ کی نوازش ہو گی اگر آپ مجھے خدمت کا یہ موقعہ دیں کہ میں آپ کا سامان بھی لے آیا کروں۔ ہمارا گزشتہ ماحول چنیوٹ اور کلکتہ کا "تاجرانہ ماحول" تھا۔ جس میں ہر بات اور عمل کا وزن پیسہ سے تولا جاتا تھا اس لئے ایسی منکسرانہ اور پُرخلوص پیش کش کی ہمیں سمجھ ہی نہ آئی۔ کیونکہ ہمارا یقین تھا کہ اس دُنیا میں ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ لیکن اس فرشتہ سیرت بزرگ نے بہت اصرار کیا۔ (افسوس! کہ مجھے اب اُن کا نام یاد نہیں) اور گرمی۔ سردی۔ برسات میں ریلوے ٹائم ٹیبل کے مطابق روزانہ فجر کی نماز کے بعد تشریف لاتے اور بہت ہی عُمدہ۔ صاف سُتھرا۔ اور ارزاں قیمت پر سودا سلف لا کر دیتے رہے۔ اور ۱۹۴۳ء سے لے کر اُن کا یہ معمول قادیان کے انخلاء تک (وسط ۱۹۴۷ء) جاری رہا۔ یہ بزرگ محلہ کے اور بھی بہت سے گھرانوں کا سودا بلا کسی معاوضہ کے لا کر دیا کرتے تھے۔ میں یہ واقعہ اب تک اپنے سینکڑوں دوستوں اور ملنے والوں کو سُنا چکا ہوں۔ لیکن سُننے والوں کا چہرہ دیکھ کر مجھے یہی اندازہ ہوتا ہے کہ انہیں میری اس بات پر یقین نہیں آیا۔ سچ ہے ؎

ایشیا و یورپ و امریکہ و افریقہ سب
دیکھ ڈالے پر کہاں وہ رنگ ہائے قادیاں

(۵) اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کرامؓ کی کافی تعداد ہر محلہ میں تھی۔ اور بے شمار برکات کی حامل۔ بچپن کی وجہ سے ہم ان کی صُحبت سے تو کما حقہٗ مستفید نہ ہو سکے۔ لیکن کم از کم انہیں دیکھنے کا فخر حاصل ہوا۔ اور اب ان کی یاد بہت ستاتی ہے۔ ہمارے محلہ میں ایک بزرگ صحابی حضرت مولوی عبداللہ صاحب بوتالویؓ (والد ماجد مولوی عبدالرحمٰن صاحب انور و حافظ قدرت اللہ صاحب) قیام فرما تھے۔ ایک دن محلہ کی مسجد میں تلاوتِ قرآن پاک کا مقابلہ ہوا۔ اور ہم تینوں بھائی اوّل۔ دوم۔ اور سوم قرار پائے۔ موصوف نے انتہائی خوشی کا اظہار فرمایا۔ اور جلسہ کے اختتام پر ہمارے والد صاحب سے فرمایا کہ میں بچوں کو انعام دینا چاہتا ہوں۔ میں نے کسی زمانہ میں خوشخطی کا فن سیکھا تھا۔ آپ کے بچے روزانہ فجر کے وقت تختیاں اور قلم دوات لے کر آ جایا کریں۔ میں انہیں خوشخطی سکھلاؤں گا۔ اس طرح پر بہت ہی مفید کلاس جاری ہوئی۔ اور بعد ازاں محلہ کے اور بھی بہت سے بچوں نے استفادہ کیا۔

(۶) ایک سال متحدہ پنجاب کی ہیڈ ماسٹرز ایسوسی ایشن کی سالانہ کانفرنس کا انعقاد قادیان میں ہوا۔ ایسوسی ایشن کے صدر لاہور کے کسی [illegible] کالج کے [illegible] ہیڈ ماسٹر تھے۔ بہت ہی سحر البیان مقرر اور زندہ دل۔ اُن کے قیام و طعام کا انتظام اس وقت بورڈنگ تحریک جدید کی عمارت کے قریب کیا گیا تھا۔ (مسجد نور سے متصل)۔ خاکسار اور چند دوسرے طلبہ کے ذمہ ان کی خدمت کا فریضہ تھا۔ ایک دن دوپہر کے کھانے کے بعد انہوں نے ایک چھوٹے سے بچے سے سوال کیا کہ تم بڑے ہو کر کیا بنو گے؟ بچہ کا نام اس وقت ذہن سے اُتر گیا ہے۔ بہت ہی خوبصورت اور معصوم چہرہ تھا۔ اُس نے فی الفور جواب دیا کہ "ہر احمدی اسلام کا ایک بہادر سپاہی ہے۔ اسی راہ میں میری زندگی قربان ہو گی"۔ بچے کا یہ فی البدیہہ جواب سُن کر ہیڈ ماسٹر صاحب کی جو حالت ہوئی وہ الفاظ میں بیان نہیں کی جا سکتی۔ وہ سکتہ میں آ گئے۔ بعد ازاں اُن کی کئی تقاریر مختلف مجالس میں ہوئیں۔ اور انہوں نے بڑے تعریفی انداز میں بیان کیا کہ احمدی بچوں کے اندر یہ جذبہ بہت ہی قابلِ قدر ہے۔ اور جس قوم کے چھوٹے بچوں کی اس قدر اُونچی اڑان ہو وہ یقیناً کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہو گی۔

(۷) مذکورہ واقعات تو صرف چند مثالیں ہیں۔ قادیان دارالامان میں زندگی کے جو ایام گزُرے اُن میں سے ہر یوم ایک مستقل باب ہے۔ میرے جن بزرگوں اور بھائیوں اور عزیزوں کو یہ سعادت نصیب ہوئی ہے اُن کے بھی یہی جذبات ہیں۔ جن احباب کو وہاں قیام کا موقعہ تو نہ مل سکا لیکن جلسہ سالانہ پر چند یوم کے لئے جاتے ہیں، اُن کے دل بھی یہی گواہی دیتے ہیں۔ جو میرے دل نے دی تھی۔ ۱۹۷۸ء کے سالانہ جلسہ پر ایک مالاباری دوست بھی اس دور دراز علاقہ سے دیارِ حبیب میں حاضر ہوئے۔ اُردو زبان سے نا آشنا۔ میں نے اُن کی آنکھیں اشکبار دیکھیں۔ سبب دریافت کیا تو اس مخلص دوست نے ٹوٹی پھوٹی زبان میں بیان کیا کہ یہ میری انتہائی خوش بختی اور خوش نصیبی ہے کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مولد و مسکن میں حاضر ہوا ہوں۔ یہاں کے در و دیوار میں بھی مجھے برکت ہی برکت نظر آتی ہے۔ مالاباری دوست کے جذبات کا اظہار کسی شاعر نے اس طرح کیا ہے ؎

گزُرتے ہیں ہر اِک راہ سے اس نظر سے
شاید کہ وہ گزُرے ہوں اسی راہ گزُر سے

مکرم مصلح الدین صاحب بنگالی ایم۔ اے پرنسپل اسلامیہ کالج چٹاگانگ میرے زمانۂ کالج کے دوست ہیں۔ گزشتہ دنوں انہیں تقسیم ملک کے بعد پہلی مرتبہ قادیان جانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ وہ میرے نام اپنے خط میں رقمطراز ہیں:۔

"یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل تھا کہ ایک لمبے عرصہ کے بعد اُس نے ارضِ مقدس قادیان کی زیارت کی توفیق عطا فرمائی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک ...... وہاں مجھے یوں معلوم ہو رہا تھا کہ زندگی کے بہترین لمحات تھے جو وہاں میں نے گزارے۔ دُنیا کے آلام و فکر سے دُور، آستانۂ الٰہی پر سر بسجود ...... وہاں کے در و دیوار اب بھی آنکھوں کے سامنے ہیں۔ ان روحانی ماحول کے تصور سے ہی آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں۔ اور طبیعت پر ایک عجیب رُوحانی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ اور دِل چاہتا ہے کہ زندگی کے بقیہ ایام بھی دیارِ محبوب میں گزُاروں ......"

(۸) اس زمانہ میں قادیان کی برکات کے شمار کا یہ مضمون متحمل نہیں ہو سکتا۔ سب سے بڑی برکت حضرت المصلح الموعودؓ کی ذات والاصفات تھی۔ بعد نماز مغرب مجلس علم و عرفان کی یاد اب بھی دِل میں حرارت پیدا کر دیتی ہے۔ ہر کوئی اپنے اپنے ظرف اور علم کے مطابق اس سمندرِ بے کراں سے موتی چنتا۔ بڑوں کی تو بات ہی الگ ہے۔ بچے بھی اپنے رنگ میں مستفید ہوتے۔ روزانہ نئے سے نیا مضمون اچھوتے انداز میں۔ طرزِ بیان بہت ہی سادہ زبان صاف سُتھری اور آسان۔ ہر بات دِل میں اُترتی جاتی تھی۔ اکثر لٹریچر کے امتحانات میں ایک لمبا مضمون دے دیا جاتا ہے اور سوال ہوتا ہے کہ دو سطروں میں اس مضمون کا خلاصہ تحریر کرو۔ حضرت المصلح الموعودؓ کی سوانح حیات اگر ایک ہزار صفحات میں تحریر کی جائے اور اس کا خلاصہ بیان کرنا مقصود ہو تو یہ خدائی سرٹیفیکیٹ کافی ہے۔ کأنّ اللّٰہ نزل من السّماء۔

حضرت قاضی ظہور الدین صاحب اکملؓ کے متعلق یہ روایت بیان کی جاتی ہے کہ اُن کے کمرے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فوٹو آویزاں تھا۔ اور اس کے نیچے انہوں نے یہ شعر لکھ دیا تھا ؎

یوں تو ساقی ہر طرح کی تیرے میخانے میں ہے
پر یہ تھوڑی سی جو اِن آنکھوں کے میخانے میں ہے

حضرت المصلح الموعودؓ جو حُسن و احسان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہی نظیر تھے، کا زمانہ یاد کرنے والوں کی بھی اب یہی حالت ہے۔ اور وہ آپ کی تصویر دیکھ کر آبدیدہ ہو جاتے ہیں۔ اور مذکورہ شعر گنگناتے ہیں ——!!

غرضیکہ جس نے بھی چند یوم اس پاک بستی میں گزارے ہیں۔ خواہ وہ کسی علاقے اور ملک کا رہنے والا ہو۔ وہ "تم قادیانی" ہو جاتا ہے۔ اور حضرت المصلح الموعودؓ کی اقتداء میں ؎

خیال رہتا ہے ہمیشہ اس مقامِ پاک کا
سوتے سوتے بھی یہ کہہ اُٹھتا ہوں ہائے قادیاں

مخلصین جماعت کی ایمان افروز قربانیاں

از مکرم [illegible] صلاح الدین صاحب ایم اے انچارج وقفِ جدید قادیان

[illegible] سلسلہ میں گذشتہ سال نومبر میں بہار اور کلکتہ کا اور امسال [illegible] کیرالہ تامل ناڈو، کرناٹک اور آندھرا کا اور ماہ اکتوبر نومبر میں اڑیسہ اور کلکتہ کا دورہ کرنے [illegible] میں [illegible] احباب [illegible] قربانیوں کے بارے میں بے شمار ایمان افروز [illegible] مشاہدہ کرنے کا موقعہ ملا ہے۔ [illegible] احباب [illegible] [illegible] [illegible] پیش [illegible] اور [illegible] [illegible] [illegible]۔ [illegible] احباب کے بارے میں [illegible] نام ذکر کئے بغیر حالات ہدیۂ قارئین [illegible] ہیں۔

(۱) پینگاڈی (کیرالہ) میں [illegible] صادق صاحب رضی اللہ عنہ کا [illegible] ہے یہاں کے احمدی احباب نے احمدیت کی خاطر [illegible] تکالیف برداشت [illegible] نے اکثریت کو دینی برکات کے ساتھ دنیوی برکات سے بھی نوازا ہے جماعت نے اپنے خرچ پر ایک ابتدائی مدرسہ جاری کر رکھا ہے اور اپنی مسجد کو توسیع دے کر نہایت عالیشان بنایا ہے ان کو تبلیغ کا بہت شوق [illegible] ایک وسیع علاقہ میں جگہ جگہ تقاریر تبلیغ و تقسیم لٹریچر کے پروگرام کے ساتھ ایک منی بس پر دعاؤں کے ساتھ نوجوان ایک مبلغ کے ہمراہ کئی دنوں کے لئے روانہ ہوئے ان نوجوانوں کا جوش قابلِ دید تھا۔

(۲) کوڈالی (کیرالہ) میں چندہ کے بارے میں تحریک پر احباب نے رقوم پیش کیں جن کے پاس نقدی موجود نہ تھی انہوں نے وعدے [illegible] ایک بوڑھے غریب دوست نے سب کے جانے کے بعد معذرت کی کہ میرے گھر میں کچھ نہیں شہد کی مکھیاں پالنے کا کام شروع کرنے لگا ہوں گھر بھی دکھایا جو معمولی سا ایک کمرہ تھا میں نے اُن کو تسلی دی کہ آپ کے پاس کچھ نہیں آپ کو نیت کا ثواب ملے گا جب اللہ تعالیٰ آپ کو مال عطا کرے آپ چندہ دیں۔ میری حیرانی کی [illegible] جب تھوڑی دیر بعد وہ ایک سو روپیہ لے آئے کہ یہ چندہ کے لئے میں کسی سے اُدھار لے آیا ہوں [illegible] چاہوں کہ یہ دوست بہت نیک ہوں گے کہ ایسی مفلسانہ حالت میں بھی وہ احباب میں قابلِ اعتبار ہیں۔

(۳) کیرالہ کے ایک مقام کے ایک بوڑھے دوست جو مزدوری کا کام کرتے ہیں احمدیت قبول کرنے پر ان کی بیوی اور بچوں نے اُن کو نکال دیا ہے۔ اور مخالفین کے [illegible] کہنے پر ان کے بڑے بیٹے نے ان کو زدوکوب کی ہے وہ مزدوری کی رقم بیوی بچوں کی پرورش کے لئے پھر بھی پیش کرتے ہیں لیکن وہ قبول نہیں کرتے۔

(۴) [illegible] کے دو نوجوانوں نے الگ الگ موقعہ پر احمدیت قبول کی تو ان کو [illegible] ایک ایک لاکھ روپیہ اور بہترین رشتے پیش کئے گئے لیکن ان نوجوانوں نے اس دنیوی لالچ کو لات مار دی اور رضائے الٰہی کو ترجیح دی۔

(۵) [illegible] (کیرالہ) میں ایک نوجوان ڈرائیور کے احمدی ہونے پر ان کی بیوی اور دو بچوں کو اُن سے جبراً روک لیا گیا اور بسیار کوشش پر بھی اُن کے پاس نہیں بھجوائے لیکن اس مخلص عزیز نے نہایت صبر سے کام لیا اور جماعت کے مشورہ کے مطابق انتظار میں ہیں کہ شاید وہ سمجھ جائیں ورنہ مجبوراً دوسری شادی کریں۔

(۶) [illegible] (اڑیسہ) کے ایک دوست کے احمدی ہونے پر ان کے والد نے جو حاجی ہیں اور کئی لاکھ کی جائیداد کے مالک ہیں اپنے اس بیٹے کو دی ہوئی جائیداد اپنے نام واپس رجسٹری کرانا چاہی جو اپنے دین کی حفاظت کے لئے بیٹے نے برضا و رغبت رجسٹری کرا دی اس کے والد ایک پیسہ کی امداد تو کیا اس کی شکل دیکھنے کے روادار نہیں ہوتے۔

(۷) ایک دوست نے چند ماہ چندہ نہ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس طرح جھنجھوڑا کہ اُن کا بچہ شدید بیمار ہو گیا جس کے علاج پر سات آٹھ صد روپیہ صرف ہو گیا انہوں نے صدقِ دل سے عہد کیا کہ آئندہ باقاعدگی سے چندہ دیں گے تب سے اس عہد پر سختی سے قائم ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اُن آفات سے یکلخت اُن کو محفوظ فرما لیا۔

(۸) ایک دوست چندہ بہت کم اور بے قاعدگی سے دیتے تھے کسی کے سمجھانے سے انہوں نے نہ صرف باقاعدگی اختیار کی بلکہ ان کو تجربہ ہوا کہ جوں جوں انہوں نے اس میں باقاعدگی اور اضافہ کیا اللہ تعالیٰ نے ان کے اور ان کی اولاد کے اموال میں بہت برکت عطا کی۔ امسال شدید بیمار ہوئے اور [illegible] بیمار ہیں اور اس وجہ سے غیر معمولی اخراجات ان کو برداشت کرنے پڑے ہیں تاہم انہوں نے چندہ میں مزید اضافہ فرما دیا ہے۔

(۹) ایک دوست کے خاندان کی تجارت میں متواتر نقصان ہوا۔ اراضی فروخت ہو گئی ان کے والد صاحب نے ان کو اس کئی لاکھ روپے کے نقصان کا ذمہ دار ٹھہرا کر تجارت وغیرہ سے [illegible] کر دیا۔ [illegible] ایک دکان [illegible] دی انہوں نے صبر و شکر اور تحمل سے کام لیا والدین کی [illegible] سماجت کی کہ ان کو اپنی خدمت کا موقع دیں بے شک اخراجات [illegible] انہوں نے [illegible] روپیہ اُدھار لیا اور کام شروع کیا انہوں نے چندوں اور خدمتِ [illegible] میں اضافہ پر اضافہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اتنی برکت عطا کی کہ وہ لاکھوں میں کھیلنے لگے پہلے سے انہوں نے زیادہ اراضی خرید لی۔ کئی مکان بنوائے۔ اپنے بھائیوں کو بھی تجارت میں قائم کر دیا خانگی طور پر پھر سب کو خانہ واحد بنا لیا اس دفعہ خاکسار پہنچا ہم دوسرے قصبہ میں گئے چھوٹے بھائی نے واپسی پر ناراضگی ظاہر کی کہ دو گاہک چار پانچ ہزار کا مال لینے آئے آپ کی غیر حاضری کی وجہ سے نہیں لے کر گئے اس طرح نقصان ہوا اس دوست نے کہا ہم سلسلہ کے کام پر گئے تھے۔ اس راہ میں نقصان برداشت کرنے میں بھی ہم خوش ہیں تاہم مجھے یقین ہے کہ وہ گاہک پھر آئیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا وہ گاہک پھر آ کر مال لے گئے اپنے کام پر سے بھاری رقم کما کر لانے پر پہلے ایک خطیر رقم چندہ کی ادا کی تب بقیہ رقم گھر لے کر گئے وہ اپنا تجربہ بتلاتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں ہوتا کہ کہاں سے آمد ہوتی ہے میں نے ایک غیر مسلم کو ڈاکٹری پڑھائی ایک احمدی غیر مستطیع دوست کی بچی کو ڈاکٹری پڑھا رہا ہوں غرباء کی مدد فراخدلی سے کرتا ہوں اور چندے بھی خوب دیتا ہوں یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔

(۱۰) تجربہ شاہد ہے کہ احمدی احباب نہایت تپاک سے ملتے ہیں۔ اسلام اور احمدیت کے متعلق باتیں نہایت توجہ سے سنتے ہیں۔ بار بار اور جلد جلد انسپکٹران وغیرہ کے پہنچنے پر بغیر [illegible] کے چندہ نہایت انشراح اور خندہ پیشانی سے پیش کرتے ہیں اور رضائے الٰہی کے طالب ہوتے ہیں تھوڑی دیر میں ایسے گھل مل جاتے ہیں جیسے ماں جائے بھائی ہوں اور ان سے جدا ہونے شدید تکلیف ہوتی ہے اور فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا کا منظر نظر آتا ہے۔

احباب دعا فرماتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسے مخلصین کی تعداد میں اضافہ فرمائے اور ان کی پیشکش کو قبول فرمائے اور ان کو فلاحِ دارین سے نوازے اور ان کی اولاد کو ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے

آمین یا ربّ العٰلمین
واٰخر دعوٰنا ان
الحمد للہ ربّ
العٰلمین

آندھرا میں ایک سو پچپن ۱۵۵ بالغ افراد کا قبولِ احمدیت

رپورٹ مرسلہ مکرم مولوی حمید الدین صاحب شمس مبلغ سلسلہ حیدرآباد

مورخہ ۲۵/۱۱/۸۱ کو خاکسار اور مکرم مولوی محمد عبد اللہ صاحب بی ایس سی حیدرآباد سے وارنگل گئے وہاں لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ مکرم محمد شریف صاحب [illegible] کے مکان پر قیام کیا دورانِ قیام مختلف افراد سے تبادلہ خیالات ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک نوجوان نے احمدیت کو قبول کیا۔ اس کے بعد ہمارے ساتھ مکرم محمد عبد القیوم صاحب بھی شامل ہو گئے اور ہم سب حیدرآباد سے قریب دو صد کلومیٹر دور واقع [illegible] قصبہ میں پہنچے۔ یہاں کی [illegible] ہمارے ایک احمدی بزرگ مکرم سید حسین صاحب ٹیچر رہا کرتے تھے اسی روز ایک اجلاس کا انتظام کیا گیا۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم مولوی محمد عبد اللہ صاحب بی ایس سی اور خاکسار نے تقاریر کیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر دو تقریر کا بہت اچھا اثر ہوا۔ بعدہٗ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک سو چون ۱۵۴ بالغ افراد نے بیعت کر کے سلسلہ عالیہ میں داخل ہونے کی سعادت حاصل کی۔ بچے وغیرہ شامل کرنے پر ساڑھے تین صد افراد بن جاتے ہیں۔ اس کے بعد مورخہ ۲/۱۲/۸۱ کو دوبارہ خاکسار، مکرم مولوی محمد عبد اللہ صاحب اور مکرم ڈاکٹر سعید احمد صاحب انصاری [illegible] گاؤں گئے۔ ہر گھر میں جا کر ان کی خیریت دریافت کی [illegible] [illegible] تلگو اور اردو لٹریچر تقسیم کیا گیا اللہ تعالیٰ ہماری مساعی میں برکت ڈالے آمین۔

"آج مصلح موعودؓ دیا دآئے"

از محترمہ اعظم النساء صاحبہ اہلیہ مکرم سیٹھ محمد بشیر الدین صاحب حیدرآباد

ہزاروں رحمتوں کی وارث، اوصاف کریمانہ کی پیکر، اور سرتاپا شفقتِ پدرانہ کی حامل اس بزرگ و محبوب شخصیت کی شیریں اور دلنواز یاد آج ہیں رہ رہ کر ماہیٔ بے آب کی طرح تڑپا رہی ہے جس نے اسلام واحدیت کی ترقی و کامرانی کے پیشِ نظر اٹھاون سال قبل لجنہ اماء اللہ کی بنیاد رکھ کر ہم احمدی مستورات پر ایک احسانِ عظیم فرمایا تھا۔!

یوں تو دُنیا میں اور بھی تنظیمیں اور تحریکیں اسلامی تعلیمات کو فروغ دینے کے لئے قائم ہوئی ہیں اور ہو رہی ہیں لیکن ہماری اس تنظیم اور دیگر تنظیموں میں ایک نمایاں فرق یہ ہے کہ وہ سب روحانیت سے تہی اور نورِ بصیرت سے محروم ہیں جبکہ ہماری یہ تنظیم بفضلہٖ تعالیٰ مامورِ وقت پر ایمان رکھنے والی اور اس کے موعود خلیفہ کی قائم کردہ ہے۔

لجنہ اماء اللہ کے قیام کی غرض وغایت سیدنا حضرت اقدس مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے یہ بیان فرمائی تھی کہ تا اس کے ذریعہ احمدی مستورات ان امور سے بخوبی واقف ہو جائیں کہ:۔

- اسلام ہم سے کیا چاہتا ہے
- ہماری زندگی کس طرح بسر ہونی چاہئے
- ہم کس طرح انسانیت کی خدمت کر سکتی ہیں۔

ان تمام اہم اُمور سے کماحقہٗ آگہی کے لئے ضروری ہے کہ احمدی مستورات ایک جگہ اکٹھے ہو کر اپنے آپ کو دینی و دنیوی علوم سے آراستہ کریں اور پھر دوسروں کو اس سے فیض یاب کریں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی قائم کردہ تنظیم کا منصوبہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نشانِ حق تھا جو ایک غیر معمولی نصرت و وقار کا نظارہ دُنیا کو دکھلا رہا ہے۔ لجنہ اماء اللہ کا پودا آج بفضلہٖ تعالیٰ اٹھاون سالہ تناور درخت بن چکا ہے جس کی شاخیں اگر ایک طرف امریکہ میں پھیلی ہوئی ہیں تو دوسری طرف یورپ میں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری یہ تنظیم روز افزوں ترقی پذیر ہے۔

میری پیاری بہنو! الٰہی جماعتوں کے لئے ترقی کی کوئی ایسی منزل مقرر نہیں جس تک پہنچ کر ان کی کوشش و جدوجہد ختم ہو جاتی ہو اب جبکہ دنیا دو خوفناک بلاکوں میں تقسیم ہو چکی ہے ایک طرف امریکہ کی چالبازیاں ہیں تو دوسری طرف روس کی سیاسی شعبدہ بازیاں اور دُنیا کی بقیہ اقوام ان ہی دو طاقتور ملکوں کے حرص و ہوس کی شکار بنی ہوئی ہیں یہ دونوں بلاک چکی کے دو پاٹ ہیں جن کے درمیان انسانیت پس رہی ہے ایسے میں ایک نجات دہندہ اور محسن کی ضرورت ہے۔ انہیں دُنیا کے اس جہنم زار میں بسنے اور امن و سلامتی کی زندگی گزارنے کے قابل بنائے — اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق دُنیا کا رُجحان اسلام کی امن بخش تعلیم کی طرف بڑھ رہا ہے لوگ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں اور وہ دن دور نہیں جبکہ لوگ جوق در جوق حلقہ بگوش اسلام ہوں گے اسلام میں داخل ہونے والی ان سعید روحوں کے لئے ہمیں معلم بننا ہے انہیں اسلام سے آگاہ کرانا ہمارا فرضِ اولین ہے۔ مرد مردوں میں تو تبلیغ و تربیت کا فریضہ انجام دے سکتے ہیں لیکن عورتوں کی تعلیم و تربیت کا کام بہر حال عورتوں نے سر انجام دینا ہے اس اہم فرض کی ادائیگی کے لئے ہمیں اپنا بہت ... کر کے ... سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ... کی اہم ضرورت کو ... کر ... کے لئے لجنہ کی مشین تیار کر کے ہمیں عنایت فرمائی ہے تا ہم اس مشین سے ایسی دیندار عورتیں تیار کریں جو:

- چلتی پھرتی باعمل مبلغ ہوں۔
- کامیاب بیوی ہوں۔
- متقی ماں ہوں۔
- اور ایک فعال قوم کی ... ہوں

حالات بڑی تیزی کے ساتھ پلٹا کھا رہے ہیں بدلتے ہوئے ان حالات میں ہمارے امام سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی پیاری آواز یہ مطالبہ کر رہی ہے کہ ہم اپنا ایک لمحہ بھی ضائع نہ کریں سُستیاں ترک کر دیں طالبِ آرام نہ بنیں۔ خدمتِ دین کو فضلِ الٰہی جانیں۔ صوم و صلوٰۃ کی پابند بنیں اور نہ صرف خود ان اُمور کو اپنائیں بلکہ اپنی اولاد کو بھی ان کا پابند بنائیں — اپنے وجود سے ایک ایسا گلستان ترتیب دیں جس کی بھینی بھینی مہک سے دُنیا دیوانہ وار ہماری طرف لپکے اور اپنے دامن میں ان خوشبودار پھولوں کو سمیٹ لے۔

موجودہ زمانہ قلم کا زمانہ ہے ہر طرف قلم کا دور دورہ ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سُلطان القلم بنا کر مبعوث فرمایا لہٰذا جماعت کی ہر عورت کو حضرت سُلطان القلم کے علوم سے فیضیاب ہو کر اپنے مخصوص دائرہ کار میں زبان سے قلم سے اور عمل سے اسلام کی خدمت اور اس کی اشاعت میں حصہ لینا چاہیے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے لجنہ کے قیام کے ذریعہ احمدی مستورات کو قلم کے اس جہاد میں شامل ہو کر ثواب دارین حاصل کرنے کا موقعہ ... پہنچایا ہے اس جہادِ اکبر میں شمولیت کے لئے عورتوں کا دینی علوم حاصل کرنا بے حد ضروری ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:۔

"بعض لوگ کہتے ہیں کہ عورتوں کو صرف مردوں کی خوشی اور آرام کے لئے پیدا کیا گیا ہے لیکن اسلام ایسا نہیں کہتا بلکہ سمجھاتا ہے کہ عورتوں پر شریعت ایسی ہی عائد ہوتی ہے جیسے کہ مردوں پر ہے — اور جس طرح دین کی تعلیم حاصل کرتے ہیں اسی طرح عورتوں کو بھی حاصل کرنی چاہئیے کیونکہ قرآن کریم میں پارسا عورتوں کا ذکر موجود ہے۔"

آپؓ مزید فرماتے ہیں کہ:۔

"یاد رکھو کہ جتنی کوئی دین کی خدمت کرتا ہے اُتنی ہی اس کی عزت بڑھتی ہے۔ دیکھو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہؓ کی ساری اسلامی دُنیا عزت کرتی ہے — میں دیکھتا ہوں کہ عورتوں میں عورتیں بڑی خوش اسلوبی سے تبلیغ کر سکتی ہیں مردوں میں تو ہم مرد کرتے ہیں لیکن عورتوں تک ہم پہنچ نہیں سکتے اس لئے احمدی عورتوں کا فرض ہے کہ وہ عورتوں میں تبلیغ کریں دین سکھائیں، وعظ کریں جلسے کر کے عورتوں کو بلائیں۔ اور تقریریں کریں اور رسالوں اور اخباروں میں عورتوں کے لئے مضامین لکھیں۔"

اس جگہ یہ عُذر پیش کرنا کچھ حقیقت نہیں رکھتا کہ عورتوں کو گھریلو مصروفیات سے بھلا فرصت کہاں کہ وہ مردوں کی طرح دین کی خدمت کریں —! اس کے جواب میں عاجزہ قرآن شریف کی اس آیت کو پیش کرتی ہے کہ

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا

یعنی جو ہم تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہے ہم اس کے لئے دروازہ کھول دیتے ہیں۔

پس مرد ہو یا عورت جو بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایثار و قربانی کا مظاہرہ کرے گا اس کے لئے اللہ تعالیٰ غیب سے سامان مہیا فرما دے گا کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ جن مردوں اور عورتوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بابرکت دور میں اس قسم کی کوششیں کیں، جو دین کے لئے اپنے گھروں سے بے گھر ہوئے، جنہوں نے اپنی جان و مال خدا تعالیٰ کے حضور وقف کر دیا، جنہوں نے اپنے خیالات و جذبات، عزیز و اقارب اور اولاد غرضیکہ ہر ایک پیاری سے پیاری چیز کو قربان کر دیا انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے بے پایاں فضلوں سے نوازا ان کو دین میں بھی بڑے بڑے رُتبے حاصل ہوئے اور دُنیا میں بھی بڑے بڑے انعام مل گئے آج بھی اگر مرد اور عورتیں اسی طرح کوشش کریں، خود دین سیکھیں اور عمل کر کے دکھائیں دین اور سلسلہ کے ... کسی چیز کی پرواہ نہ کریں تو پھر ... ایک نیا آسمان معرضِ وجود میں آئے گا اور ایک نئی زمین عالمِ وجود میں جلوہ گر ہوگی ... صرف لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے فلک شگاف نعرے سُنائی دیں گے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۹۶۶ء میں ... کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا:

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عورت اگر چاہے تو اس طرح بھی اپنی زندگی کے دن گزار سکتی ہے کہ اس کے قدم ہر لحظہ ہر گھڑی جنت کی زمین پر رہیں اور اگر وہ یہ نہ چاہے تو ایسی بدقسمت عورت اپنی زندگی کے دن اس طرح بھی گزار سکتی ہے کہ اس کے قدم جہنم کی زمین پر ساری عمر رہیں یہ بھی ایک معنی ہے اس حدیث کا جس میں فرمایا گیا ہے کہ ماں کے پاؤں کے نیچے جنت ہے اس سے یہ استدلال بھی ہوتا ہے کہ ماؤں کے پاؤں کے نیچے جہنم بھی ہے اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں ایک طرف تربیتِ اولاد کی طرف بڑے حسین پیرایہ میں ہمیں متوجہ کیا ہے وہاں دوسری طرف ہمیں یہ بھی بتایا ہے کہ اگر تم امن و سکون کی زندگی حاصل کرنا چاہتی ہو اگر تمہاری یہ خواہش ہے کہ تمہاری اولاد تمہارے لئے خوشی کا موجب بنے اور تمہاری آنکھ کی ٹھنڈک ہو تمہارے

باقی صفحہ ۳۴ پر

سپین میں ۷۵۰ سال کے بعد بننے والی پہلی مسجد کے بارے میں ہسپانوی عوام کی آراء

روزنامہ "لاووز" کے نمائندہ کی پیدروآباد کے افراد سے دلچسپ گفتگو

سپین میں مقیم مبلغ احمدیت مکرم اقبال احمد صاحب نجم کی مرسلہ تازہ رپورٹ

تقریباً ساڑھے سات سو سال کے بعد سپین کے تاریخی شہر قرطبہ کے قریب پہلی مسجد کا قیام سپین کے علمی و مذہبی حلقوں میں دن بدن بحث کا موضوع بنتا جا رہا ہے چونکہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس مسجد کی تعمیر کا شرف جماعت احمدیہ کو حاصل ہو رہا ہے اس لئے مسجد کے ساتھ جماعت احمدیہ کا ذکر بھی ملک میں بڑھ چڑھ کر ہو رہا ہے اس سلسلے میں سپین میں مقیم مبلغ احمدیت مکرم اقبال احمد صاحب نجم نے جو حالیہ رپورٹ بھجوائی ہے اس میں ایک خود مختار علاقائی اخبار LAVOZ (آواز) میں چھپنے والی ایک دلچسپ اخباری رپورٹ کا ذکر کیا گیا ہے مکرم نجم صاحب نے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے کہ انہوں نے اس اخبار کی انتظامیہ سے رابطہ کر کے انہیں اس پر آمادہ کیا کہ وہ مسجد کے بارہ میں کچھ لکھیں اس پر اخبار نے اپنے نمائندہ کو پیدروآباد کے علاقہ میں بھجوایا جس نے اس علاقہ میں رہنے والے لوگوں سے رابطہ قائم کیا اور ان زیر تعمیر مسجد کے بارے میں ان کی آراء معلوم کیں۔ مخالف، موافق اور معتدل نظریات پر مبنی یہ دلچسپ رپورٹ ۲۲ اکتوبر کے لاووز (LAVOZ) میں شائع ہوئی۔ اس دلچسپ خبر کے مکمل متن کا اردو ترجمہ درج ذیل ہے۔

اخبار کے خصوصی نمائندے نے تمہید کے بعد لکھا اقتصادی نقطہ نظر سے مفید سمجھتے ہوئے جماعت احمدیہ نے پیدروآباد کو چنا ہے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ یہاں کی زمینیں ارد گرد کی تمام زمینوں سے سستی ہیں لیکن اس کے متعلق مقامی لوگ مکرم مئیر صاحب اور مقامی پادری صاحب سب ناواقف ہیں۔

ہر وہ شخص جو پیدروآباد کے پاس سے قادس اور میڈرڈ والی قومی شاہراہ پر گذرے گا۔ اس غیر ملکی عمارت کو دیکھ لے گا جو عجیب سی معلوم ہوتی ہے اور دن بدن یہ عمارت مسجد کی شکل اختیار کرتی چلی جا رہی ہے۔

مئیر صاحب کی مہربانی

جماعت احمدیہ اس مسجد کی تعمیر کی اجازت حاصل کرنے کے لئے اس گاؤں میں کیسے پہنچی؟ اس کے جواب میں مئیر صاحب نے فرمایا کہ اس جماعت کے مبلغ نے میونسپلٹی میں مسجد بنانے کے لئے وزارت کے کئی قسم کے اجازت نامے پیش کئے ہیں ہمیں یہ سکیم مناسب معلوم ہوئی۔ جب حکام نے اجازت دے دی تو انہوں نے بھی زمین خرید لی اور تعمیر شروع کر دی۔

یہ مئیر صاحب نوجوان ہیں اور مقامی سکول میں پڑھاتے ہیں اور انہیں یہ کہنے میں کوئی حجاب نہیں کہ سب مذہب برابر ہیں یہ ہو یا وہ ہو۔ مسجد کی تعمیر کے متعلق کہنے لگے ہمیں نہیں معلوم کہ وہ یہاں کیا کریں گے یہ لوگ اس زمین کے قریب وجوار میں مزید زمین خرید رہے ہیں گاؤں میں جو حالات پیدا ہونگے اس کے متعلق پوچھا گیا تو ان کا جواب مثبت تھا۔ انہوں نے کہا ایک تو یہ ہو گا کہ مذہبی آزادی پر عمل ہو گا اور دو مختلف تمدنوں کا ملاپ ہو گا دوسرے یہ کہ وہ لوگ گاؤں میں مزید سرمایہ کاری کریں گے اور سیاحوں کو یہاں لانے کا باعث بنیں گے۔ فی الحال تو وہ لوگ تعمیراتی کام کے ذریعے سے سارے گاؤں کی مدد کر رہے ہیں۔

پادری صاحب نہ ہاں نہ نا

پیدروآباد کے پادری صاحب میغل مورالیس مرجا جو تین سال اور تین ماہ سے یہاں مقیم ہیں جب ہم نے انہیں تلاش کیا اور اس مسجد کی تعمیر کے بارے میں ان کی رائے چاہی تو وہ ہمیں اپنے گھر لے گئے اور اس سے قبل کہ ہم کوئی سوال کرتے کہنے لگے کہ عام طور پر تو لوگ خائف ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ مسجد کیتھولک مذہب پر اثر انداز ہو گی اور وہ اپنے پیروکار یہیں بنائیں گے۔

(پادری صاحب نے کہا کہ) "میرا ذاتی خیال اس کے متعلق یہ ہے کہ وہ جو چاہیں کریں کیونکہ مذہبی آزادی دی گئی ہے۔ باہم گفتگو ہوتی رہی، (پادری) صاحب مختلف خیالات کا اظہار کرتے رہے انہوں نے کہا کہ ان سے بڑے پادری نے پوچھا تھا کہ وہ لوگ خاص طور پر پیدروآباد میں ہی کیوں مسجد بنا رہے ہیں جس کا جواب میں نے (پادری صاحب نے) لاعلمی میں ہی دیا ہے .... (انہوں نے کہا کہ) افتتاح کی تقریب میں ان کے مبلغ نے مجھے مدعو کرنے کا وعدہ کیا ہے اور وہ مجھے ملنے بھی آئیں گے .... ہم نے اُن سے پوچھا کہ کیا آپ اُن کے مبلغ سے تعاون کریں گے تو ان کا جواب بین بین تھا کہ "شاید ہاں" انہوں نے مزید کہا کہ مذہب اسلام میں بہت سی عمدہ باتیں پائی جاتی ہیں"۔

گاؤں کے مختلف لوگوں کے خیالات

پادری صاحب سے ملاقات کے بعد ہم بار جبرائیل (ایک ہوٹل کا نام) گئے جہاں پر آتے جاتے وقت (احمدی) لوگ رُکتے ہیں۔ بار کی مالکہ نے اپنی باتوں میں کسی شبہ کا اظہار نہیں کیا وہ کہنے لگی ایک بڑی عمر کا آدمی ہے (غالباً مکرم کرم الٰہی صاحب ظفر کی طرف اشارہ ہے۔ ناقل) ان کے ساتھ ان کی بیوی بھی آیا کرتی ہے جس کا منہ ڈھانپا ہوا ہوتا ہے ہم عورتیں آپس میں باتیں کرتی ہیں ان کے خاوند کے ساتھ کبھی بات نہیں ہوئی مرد کی توجہ صرف اس طرف ہوتی ہے کہ اس کی بیوی سے کوئی مرد ہاتھ نہ ملائے۔ جب کوئی سلام کرنے کو قریب آئے تو وہ فوراً کہتا ہے کہ "مرد نہیں" "مرد نہیں" میرے ساتھ کبھی انہوں نے گفتگو نہیں کی البتہ نوجوانوں کو پمفلٹ دیتے رہتے ہیں۔ ہمیں تو پیسوں کی ضرورت ہے اور انہوں نے ہمیں بہت اچھے پیسے دینے کی پیشکش کی ہے اور [illegible] وہ تیار ہو جیا۔

[illegible] اثناء میں ہم نے ایک عورت کو اپنی طرف متوجہ پایا۔ ہم نے پوچھا آپ کا کیا خیال ہے؟ وہ کہنے لگی میں اپنا نام بتانا نہیں چاہتی میں پسند نہیں کرتی کہ وہ لوگ یہاں آئیں لیکن میری ایک چھوٹی سی زمین ہے۔ ہاں اگر وہ اسے اچھی قیمت پر خریدنا چاہیں تو میں انہیں بیچ دوں گی بشرطیکہ کوئی اور مجھ سے اس سے پہلے وہ زمین خرید نہ لے تمام دنیا کو پیسے کی ضرورت ہے۔

بار کے ساتھ ہی ایک اور صاحب رہتے ہیں ان کو سنگ بنیاد رکھنے کے موقع پر بھی مدعو کیا گیا تھا ان کے گھر گئے تو وہاں بھی ہمیں ایک خاتون ملیں وہ کہنے لگیں انہوں نے تو مجھے کسی مشکل میں ڈالے بغیر ادائیگی کر دی ہے"۔ اسی اثناء میں بار کے باہر ہی سے ایک اور صاحب بولے "سب کہتے ہیں کہ بڑا پیسہ لگا رہے ہیں لیکن بالآخر ہمیں تو گاؤں سے نکال باہر کریں گے۔

پھر ہم نے لوگوں کے ایک اور گروپ سے ان کا خیال دریافت کیا ایک نے کہا کہ میں نے دو ماہ مسجد کی تعمیر کے کام میں ہاتھ بٹایا ہے اور اس کے بعد دوسرے نے کہا .... کوئی جو چاہے کرے جو چاہے کہے ہمیں تو اپنے کام سے کام ہے۔ کوئی شخص جو مرضی سوچے اس سے کیا فرق پڑتا ہے اگر میں اب کہوں کہ وہ اس مسجد کی تعمیر نہ کریں تو وہ تو ہو چکی ہے ― یہی ہے نا!"

ایک اور پادری صاحب جو ہمارے ساتھ تھے بیچ میں بولے پورے گاؤں نے اس بات کو اچھا خیال نہیں کیا کہ ان کی مسجد تعمیر ہو دریں اثناء ایک شخص نے لقمہ دیا کچھ نہ ہونے سے کچھ ہونا بہتر ہے آخر ہمیں انہوں نے تین بڑی رقمیں دی ہیں"۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس مسجد کو اسلام کی عظمت رفتہ کے اس انتہائی تابندہ نشان میں نشأۃ ثانیہ کا موجب بنائے اور قبول حق کا ذریعہ ثابت ہو آمین۔

درخواستہائے دعا

● ― مکرم الحاج ملک کریم ظفر صاحب شکاگو (امریکہ) اپنی اور اپنے اہل و عیال کی دینی و دنیوی ترقیات نیز اپنے والد محترم مولوی ظہور حسین صاحب کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے ● ― مکرم مرزا مسعود احمد صاحب آسٹریا اپنی دینی و دنیوی ترقیات کے لئے ● ― مکرم منور احمد صاحب بٹ مالیر کوٹلہ اپنے بڑے بھائی مکرم محمود احمد صاحب بٹ کی فرسٹ پروفیشنل ایم بی۔ بی ایس کے امتحان میں نمایاں کامیابی نیز والدین اور برادران کی صحت و سلامتی کے لئے ● مکرم مولوی شبیر احمد صاحب ثاقب اپنے خسر مکرم مولوی محمد یوسف صاحب درویش مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان کی آنکھ کے آپریشن کی کامیابی کے لئے ● ― مکرم مولوی برکت علی صاحب انعام درویش مکرم قریشی عبدالسلام صاحب سرینگر کی کامل صحت و شفایابی کے لئے ● ― مکرم سید آفتاب احمد صاحب سیف متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان اپنی نومولودہ بھانجی کی کامل صحت و شفایابی کے لئے ● ― مکرم خلیل احمد خان صاحب کیندراپاڑا (اڑیسہ) اپنے تبادلہ کے رُک جانے کے لئے ● ― مکرم شیخ کریم احمد صاحب کوکنٹلہ (آندھرا) ملازمت میں ملنے والی ترقی کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں (ادارہ)

ایک جائزہ

مومنینِ مسیح موعودؑ اور منکرینِ مسیح موعودؑ

از مکرم مولوی منیر احمد صاحب خادم مہتمم مقامی مجلس خدام الاحمدیہ قادیان۔

زمانے کا ایک اہم حصہ یعنی چودھویں صدی ہجری گذر گئی اس صدی کے عین سر پر ۱۳۰۴ھ مطابق ۱۸۸۹ء میں ایک الٰہی نور جس کا نام پیغمبر آخر زماں صلی اللہ علیہ وسلم نے مجدد، مسیح اور مہدی تجویز فرمایا تھا ظاہر ہوا (پیدائش ۱۲۵۰ ہجری تاریخ بیعت ۱۳۰۴ ہجری وفات ۱۳۲۲ ہجری) اس عظیم وجود نے بحکم الٰہی ایک رُوحانی جماعت کی بُنیاد رکھی اس کے ماننے والے ایک ایک کر کے بڑھتے گئے اور قطرہ دریا کی شکل اختیار کرنے لگا۔ ہر مصلح و ماموراِلٰہی کی طرح اس کے زمانے میں بھی دو گروہ ہو گئے یعنی مؤمنین اور منکرین ـــ زیرِ نظر مضمون میں صرف ان واقعات کا ذکر کرنا مقصود ہے۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

★ ـــ مؤمنین نے چودھویں صدی ہجری کے دوران مہدیٔ آخرزماں کا وجود پایا، اس کی بیعت کی اور اس طرح وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کی تعمیل کرنے والے بنے کہ جب چودھویں صدی ہجری میں امام مہدی آئے گا (النجم الثاقب) تو تم کو خواہ برف کے پہاڑوں پر گھٹنوں کے بل جانا پڑے اس کو میرا سلام کہنا (ابوداؤد)

اس کے بالمقابل مخالفین کا اس چودھویں صدی میں تمام تر انتظار (حجج الکرامہ) کے باوجود کوئی مسیح اور مہدی نہ آیا اور اس طرح نعوذ باللہ حضورؐ کی تمام پیشگوئیاں بقول ان کے غلط نکلیں۔ بعض اشخاص ان کے مقرر کردہ معیار کے مطابق مہدی بن کر آئے بھی جن میں ایک شخص محمد ابن عبداللہ نامی بھی تھا جس نے خاص مسجد حرام میں ہتھیاروں کے سائے تلے دعویٰ مہدویت کیا لیکن اس کو بھی انہوں نے قبول نہ کیا۔

★ ـــ بفضلہ تعالیٰ گروہ مؤمنین کے نزدیک اسلامی کتب قرآن مجید، احادیث و تاریخ کا وہ ذخیرہ جن میں اکثر عقائد و ایمانِ اسلام کا تذکرہ موجود ہے صحیح ثابت ہوئیں۔

لیکن مخالفین کے نزدیک وہ تمام کتب اب قابلِ اعتبار نہیں کیونکہ جب ان کتب میں ظہور مسیح و مہدی کے وہ تمام طویل ابواب ہی غلط ثابت ہوئے تو باقیوں کا کیا اعتبار ہے؟

★ ـــ مسیح و مہدی کے ماننے والوں کو دلائلِ اسلامیہ کا وہ ذخیرہ ملا ہے اور براہینِ قاطعہ کی ایسی تلوار نصیب ہوئی ہے جن کا مقابلہ دُنیا والے مل کر بھی نہیں کر سکتے مثلاً یہ کہ اس گروہ نے مسیح ناصری کی وفات کا اعلان کیا جن کے مسیحی منتظر تھے اور مسلمانوں کی طرح آسمان سے اس کی آمد کا انتظار کر رہے ہیں۔ لیکن اس سلسلہ میں آج کوئی مسیحی احمدیوں سے بات نہیں کر سکتا جیسا کہ ۱۹۷۸ء میں لنڈن کی عالمی صلیبی کانفرنس میں احمدیوں کا چیلنج جو انہوں نے پادریوں کو دیا ہے اس پر شاہد ناطق ہے لیکن مخالفین مسیح موعود پادریوں اور دیگر اقوام کا زندگی بھر مقابلہ نہیں کر سکتے کیونکہ یہ مسیحی ایک ہی وار میں ان کو یہ کہہ کر دبوچ لیتے ہیں کہ جب ہمارے ہی مسیح نے تمہاری اصلاح کے لئے آنا ہے تو پھر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ماننے کا کیا فائدہ چنانچہ بڑی بڑی مسجدوں کے شاہی امام مُرتد ہو کر عیسائی بن گئے جیسا کہ آگرہ کی شاہی مسجد کے پادری عماد الدین اور پادری عبد اللہ آتھم وغیرہ۔

★ ـــ مسیح صادق پر ایمان لانے والوں کو علم کلام کا ایک بحرِ ذخار ملا ہے جس کی تہہ میں علوم و معارف کے قیمتی موتی ہونگے ہیں جیسا کہ حدیث نبویؐ میں ہے کہ مہدی خزانے لُٹائے گا چنانچہ اس ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن مجید کی حقانیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور اسلام کے عالمگیر ہونے کے وہ دلائل دیئے ہیں جن کا آج ایک دُنیا لوہا مانتی ہے جیسا کہ مشہور ادیب مرزا حیرت دہلوی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے وقت لکھا تھا:۔

> "مرحوم کی وہ اعلیٰ خدمات جو اس نے آریوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں اسلام کی کی ہیں۔ وہ واقعی بہت ہی تعریف کی مستحق ہیں ....
> .... کسی بڑے سے بڑے آریہ اور بڑے سے بڑے پادری کو یہ مجال نہ تھی کہ وہ مرحوم کے مقابلہ میں زبان کھول سکتا۔"

لیکن مخالفین کے پاس جو اسلامیات کا ذخیرہ ہے اس کے نتیجہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن مجید اور اسلام پر بڑے بڑے اعتراضات ہوئے چنانچہ اس سلسلہ میں قرآن مجید کی وہ تفاسیر دیکھنے کے لائق ہیں جن میں حضرت یوسف علیہ السلام اور زلیخا کے واقعات کا ذکر ہے اسی طرح وہ شرمناک تفسیر جس میں ذکر ہے کہ آنحضرتؐ نے اپنے منہ بولے بیٹے کی بیوی کے ساتھ شادی کرنی چاہی۔ جہاں تک عملی میدان کا تعلق ہے تعزیہ، قبر پرستی۔ مُردوں کی روٹیاں، اور اقامت پر جھگڑے یہی اسلام کی جان سمجھے جاتے ہیں۔

★ ـــ مہدیٔ صادق پر ایمان لانے والے ان اندرونی اختلافات سے کوسوں دُور ہیں جن میں آج دیگر اسلامی فرقے ملوث ہیں چنانچہ رفع یدین۔ فاتحہ خلف الامام قرأت جہری وسری وغیرہ امور پر حضرت امام مہدی علیہ السلام نے ہم کو ایک پلیٹ فارم پر کھڑا کر دیا ہے ہم احمدیوں میں اہلسنت والجماعت۔ اہل حدیث۔ بریلوی۔ دیوبندی شیعہ سب ہی شامل ہیں لیکن فروعی اختلافات کا نام ونشان نہیں۔

مگر مخالفینِ احمدیت کی مساجد میں ان مسائل پر روز ہی جھگڑے ہوتے ہیں زبانی بات چیت کے بعد اکثر اوقات لٹھا پائی تک نوبت پہنچتی ہے مساجد کی جگہوں کو اُکھاڑ کر دوبارہ فرش کیا جاتا ہے۔ ان فروعی اختلافات میں یہ مُلّاں اس حد تک اُلجھ چکے ہیں کہ انہیں اس بات کا احساس تک نہیں کہ بیرونی دُنیا کا ان کی ان کارروائیوں پر کیا ردِ عمل ہے۔

★ ـــ مسیح موعود علیہ السلام کے ماننے والوں کو آپؑ کی پیروی میں خلافت جیسی عظیم الشان نعمت حاصل ہے چنانچہ حضرت مولانا نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ (۱۹۰۸ء تا ۱۹۱۴ء) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ (۱۹۱۴ء تا ۱۹۶۵ء) کے بعد جماعت کے موجودہ امام حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ کے زمانے میں جماعت نے وہ ترقی کی ہے کہ وہ اب ہمارے مخالفین کو بھی ایک نظر نہیں بھاتی اور وہ دن رات ہمارے خلاف منصوبے بنانے میں لگے رہتے ہیں ۱۹۳۴ء ۱۹۵۳ء کے فسادات اور پھر ۱۹۷۴ء کے خون آشام حالات جو کہ رابطہ عالم اسلامی کے ایماء پر رونما ہوئے اس بات کا ثبوت ہیں اس فساد کے موقعہ پر تمام اسلامی فرقوں نے مل کر احمدیوں کو کافر قرار دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کے مطابق کہ ایک زمانہ میں میری اُمت تہتّر فرقوں میں بٹ جائے گی ان میں سب فرقے دوزخی ہوں گے صرف ایک ناجی ہوگا اور وہ فرقہ ایک جماعت کی شکل میں ہوگا۔ یعنے مخالفین نے خود ہی ناجی فرقے کی تعیین کر دی اور خود سب ایک طرف ہو گئے۔

لیکن مخالفینِ احمدیت تمام تر زور لگانے کے باوجود اب تک کسی کو خلیفہ نہیں بنا سکے ایک زمانہ میں ترکی کے سلطان کی طرف سب کی نظر تھی پھر شاہ ایران اور شاہ فیصل کو خلیفۃ المسلمین بننے کا خیال آیا اور شاید مسٹر بھٹو بھی اسی اُمید میں جہانِ فانی سے رُخصت ہو گئے۔

★ ـــ جماعت مسیح موعودؑ نے خلافت کے بابرکت سائے کے نیچے جو ترقی کی ہے اس کو دیکھنے کے لئے اوّل تو ہمارا لٹریچر پڑھنا چاہیئے پھر قادیان اور ربوہ کی زیارت کرنی چاہیئے اور پھر اکنافِ عالم میں گھوم کر احمدیوں کی مساعیٔ جلیلہ کا اندازہ لگانا چاہیئے کہ کس طرح مبلغین اسلام اسلام کی نشأۃ ثانیہ میں مصروف ہیں سپانیہ کے کونہ میں مساجد کی تعمیر ہو رہی ہے اسپین میں ۷۰۰ سال کے بعد احمدیہ مسجد کی تعمیر ہو چکی ہے براعظم افریقہ کے صحراؤں میں تہذیب و تمدن سے عاری لوگوں کو جہاں رُوحانی شربت پلایا جا رہا ہے وہاں ان کو جسمانی سُکھ پہنچانے کے لئے میڈیکل سنٹرز اور مستقبل کے معاروں کی فلاح و بہبود کے لئے ایجوکیشنل سنٹرز دن رات کام کر رہے ہیں اور یہ روپیہ ہر احمدی اپنی جیب سے خرچ کرتا ہے جس پر مخالفین کی طرف سے یہ شبہ ہے کہ ان کی مدد اسرائیل کرتا ہے حالانکہ خود اسرائیلیوں تک حقیقی اسلام پہنچانے کی مہم صرف ان احمدیوں نے اپنے ذمہ لی ہے اور وہ دن دُور نہیں جب اسرائیل میں بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا لہراتا ہوا نظر آئے گا۔

اندرونی مضبوطی کے لحاظ سے احمدیوں کا اپنا بیت المال۔ دارالقضاء اور مجلس شوریٰ موجود ہے اور یہی چیزیں خلافتِ حقہ کی نشانیاں ہیں۔

لیکن ذرا مخالفین مسیح موعودؑ کی طرف بھی جھانکئے چودھویں صدی ہجری میں اسلام کے مکمل زوال کے بعد اب تک انہوں نے احیاءِ اسلام کے لئے کیا کیا کتنے مبلغین اسلام تبلیغ اسلام میں مصروف ہیں؟ قرآن مجید کے کتنی زبانوں میں تراجم ہو چکے ہیں؟ مساجد کی تعمیر کا کام کس حد تک ہوا ہے؟ اس سلسلے میں ان کے پاس کوئی جواب نہیں ہے ـــ فَاعْتَبِرُوْا يَا اُولِي الْاَلْبَابِ ۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

حضرت سیدہ نواب منصورہ بیگم صاحبہ رضی کی اندوہناک وفات پر

قراردادہائے تعزیت

قراردادِ تعزیت منجانب اساتذہ و طلباء مدرسہ احمدیہ قادیان

اساتذہ و طلبہ مدرسہ احمدیہ قادیان کا یہ خصوصی اجلاس سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی حرم محترم سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ کی المناک وفات پر دلی دکھ اور صدمہ کا اظہار کرتا ہے۔ محترمہ حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نواسی اور حضرت نواب محمد علی خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی تھیں۔ جو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی قریباً ۴۷ سال تک رفیقۂ حیات اور دستِ راست رہیں۔ حضور انور کے مسندِ خلافت پر متمکن ہونے کے بعد سے لے کر تا دمِ واپسیں حضرت سیدہ ممدوحہ جملہ امورِ خلافت میں حضور انور کی بہترین معاون و مشیر رہیں۔ حضور انور کی اس پیرانہ سالی کے وقت میں آپ کی حرم محترم کی مفارقت ایک عظیم صدمہ اور بہت بڑا خلا ہے۔ اس المناک سانحۂ ارتحال پر ہم اساتذہ و طلبہ مدرسہ احمدیہ قادیان غمزدہ دلوں کے ساتھ حضور انور کی خدمت میں اظہارِ تعزیت کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور دست بہ دعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ خود حضور انور کی ڈھارس کا موجب ہو۔ اور تمام صاحبزادگان اور افراد خاندان حضرت مسیح پاک علیہ السلام اور افرادِ جماعت کو صبرِ جمیل کی توفیق بخشے اور حضرت سیدہ ممدوحہ مرحومہ کو اعلیٰ علیین میں مقامِ قرب سے نوازے۔ آمین۔

اس قرارداد کی نقول سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور مندرجہ ذیل بزرگان کو ارسال کی جاتی ہیں:- حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی۔ حضرت سیدہ اُم متین صاحبہ مدظلہا العالی۔ حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ مدظلہا العالی۔ حضرت بیگم صاحبہ صاحبزادہ حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی۔ محترم حضرت ناظر صاحب خدمتِ درویشان۔ محترم نواب مسعود احمد خان صاحب۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ ادارہ الفضل اور ادارہ بدر کو۔

ہم ہیں غمزدہ اساتذہ و طلبہ مدرسہ احمدیہ قادیان۔

قراردادِ تعزیت منجانب لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ قادیان

آج صبح ساڑھے دس بجے لندن سے بذریعہ فون یہ المناک اطلاع موصول ہوئی کہ حضرت سیدہ نواب منصورہ بیگم صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، وفات پاگئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اس خبر کے سنتے ہی پورے ادارے میں غم و حزن کی ایک لہر دوڑ گئی۔ حضرت سیدہ نواب منصورہ بیگم صاحبہ حضرت نواب محمد علی خان صاحب رضی و حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی کی بیٹی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نواسی تھیں۔ آپ کا وجود جماعت کے لئے بہت ہی بابرکت تھا۔ آپ کی وفات سے اس وقت ہمارے پیارے آقا کو انتہائی صدمہ پہنچا ہے۔ حضور! ہم لجنہ اماء اللہ قادیان کی جملہ عہدیداران اور ممبرات لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ اپنے دُکھے ہوئے دلوں کے ساتھ حضور کے اس صدمہ میں برابر کے شریک ہیں۔ اور خاندان مسیح موعود علیہ السلام سے اظہارِ تعزیت کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کے حضور دست بہ دعا ہیں کہ خدا تعالیٰ بیگم صاحبہ مرحومہ کو اپنے قُرب میں اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا کرے۔ پیش ہو کر فیصلہ ہوا کہ:-

اس ریزولیشن کی نقول (۱) حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز (۲) حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ (۳) حضرت سیدہ اُم متین صاحبہ (۴) حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ۔ (۵) صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب (۶) صاحبزادہ مرزا فرید احمد صاحب۔ (۷) صاحبزادہ مرزا لقمان احمد صاحب (۸) صاحبزادی امۃ الشکور صاحبہ (۹) صاحبزادی امۃ الحلیم صاحبہ (۱۰) حضرت مرزا وسیم احمد صاحب۔ (۱۱) حضرت ناظر صاحب خدمتِ درویشان (۱۲) بیگم صاحبہ حضرت مرزا وسیم احمد صاحب اور (۱۳) اخبار بدر کو بھجوائی جائیں۔

عہدیداران و ممبرات لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ قادیان۔

قراردادِ تعزیت منجانب مجلس خدام الاحمدیہ قادیان

آج مورخہ ۴ رفتح (دسمبر) ۱۳۶۰ ہش / ۱۹۸۱ء کو یہ اندوہناک اطلاع موصول ہوئی کہ حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ حرم محترم حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کل مورخہ ۳ رفتح کو رات ۸ بجے وفات پاگئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اس سانحہ سے ہم قادیان کے تمام خدام نہایت ہی غمزدہ اور افسردہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے امام ہمام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، خاندان حضرت مسیح پاک علیہ السلام اور تمام افرادِ جماعت کو اس عظیم صدمہ کے برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ حضرت سیدہ ممدوحہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دستِ راست اور معاونِ خاص تھیں۔ بیرونی ممالک کے تمام جماعتی دوروں میں آپ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہمراہ رہیں۔ اور ان دوروں میں آپ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی عظیم مصروفیات میں ہاتھ بٹانے کے علاوہ لجنات اماء اللہ کی تربیت بھی فرماتی رہیں۔ حضرت سیدہ ممدوحہ کی وفات سے جماعت کو ایک عظیم نقصان پہنچا ہے۔ آپ کی وفات سے جو خلا پیدا ہوا ہے اس کے لئے ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ اپنے فضل سے اس خلا کو پُر کرے۔ اور تمام جماعت کو بے نظیر اسلامی صبر و تحمل سے کام لیتے ہوئے اس صدمہ کو برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ نیز اللہ تعالیٰ سیدہ موصوفہ کو اپنے فضل سے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اور آپ کے درجات بلند فرمائے۔ آمین۔

اس قراردادِ تعزیت کی نقول حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور (۱) حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی۔ (۲) حضرت سیدہ اُم متین صاحبہ مدظلہا العالی (۳) حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ مدظلہا العالی۔ (۴) حضرت بیگم صاحبہ صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ (۵) حضرت ناظر صاحب خدمتِ درویشان ربوہ۔ (۶) حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ (۷) حضرت سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ۔ (۸) روزنامہ الفضل (۹) ماہنامہ خالد ربوہ (۱۰) ہفت روزہ بدر قادیان کو بھجوائی جائیں۔

ہم ہیں غمزدہ عہدیداران و اراکین مجلس خدام الاحمدیہ قادیان۔

قراردادِ تعزیت منجانب جماعت احمدیہ حیدر آباد

آج مورخہ ۶ دسمبر ۱۹۸۱ء کو احباب جماعت [illegible] آباد کا ایک ہنگامی اجلاس احمدیہ جوبلی ہال افضل گنج میں منعقد ہوا۔ جس میں سیدنا حضرت [illegible] المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی حرم مبارکہ سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ کی وفات [illegible] افسوس اور دُکھ کا اظہار کیا [illegible] ممدوحہ کی وفات جماعت احمدیہ کے جملہ افراد کے لئے [illegible] صدمہ ہے۔ اس اندوہ[illegible] افراد جماعت احمدیہ حیدر آباد اپنے نہایت محبوب [illegible] سیدنا حضرت امیر المومنین [illegible] ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمتِ اقدس میں [illegible] کا اظہار کرتے ہوئے دُعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں مقام عطا کرے۔ آمین۔

مرحومہ بے شمار اوصافِ حمیدہ کی مالک تھیں۔ اور خاص طور پر حضور پُرنور کی بیحد خدمت گزار تھیں۔ آپ حضور انور کے ہمراہ دُنیا کے مختلف ممالک کے [illegible] دوروں میں سفر کی صعوبتیں برداشت کرتی رہیں۔ [illegible] دینِ اسلام ساری دُنیا میں غالب ہو جائے۔ ہم افرادِ جماعت احمدیہ حیدر آباد خدا تعالیٰ کے حضور دُعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضور پرنور، خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور افرادِ جماعت کو اس المناک صدمہ کے برداشت کرنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔

پیش ہو کر طے پایا کہ اس قراردادِ تعزیت کی نقول سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ محترم ناظر صاحب اعلیٰ ربوہ۔ محترم ناظر صاحب خدمتِ درویشان ربوہ۔ محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان۔ اخبار الفضل ربوہ۔ اخبار بدر قادیان کو ارسال کی جائیں۔

دستخط نائب امیر جماعت احمدیہ حیدر آباد۔

قراردادِ تعزیت منجانب جماعت احمدیہ دہلی

مورخہ ۱۲/۱۸ ۶ بروز اتوار بوقت عصر محترمہ حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ رضی کی وفات پر جماعت احمدیہ دہلی کی طرف سے محترم سید آفتاب احمد صاحب کے مکان پر محترم رحمت اللہ خان صاحب کی صدارت میں ایک تعزیتی جلسہ منعقد کیا گیا۔ بعد ادائیگی نمازِ جنازہ غائب جماعت احمدیہ دہلی نے اس وفات حسرت آیات پر انتہائی رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے مندرجہ ذیل قراردادِ تعزیت پاس کی:-

جماعت احمدیہ دہلی محترمہ منصورہ بیگم صاحبہ مرحومہ کی اچانک وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتی ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ہم تمام افرادِ جماعت دُعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات کو بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ ترین مقام عطا کرے۔ نیز خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور تمام احباب جماعت کو صبرِ جمیل عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

یہ بھی طے پایا کہ اس قراردادِ تعزیت کی نقول سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، صدر انجمن احمدیہ قادیان اور مکرم ایڈیٹر صاحب اخبار بدر قادیان کو بھجوائی جائیں۔

خاکسار: صوفی عبدالشکور۔ صدر جماعت احمدیہ دہلی۔

قرار دادِ تعزیت منجانب جماعت احمدیہ محبوب نگر و جڈچرلہ

آج اخبار روزنامہ "سیاست" حیدرآباد مجریہ ۵ ر دسمبر میں چھپی ہوئی یہ خبر ہمارے لئے نہایت رنج اور دُکھ کا باعث ہوئی کہ حضرت سیدہ نواب منصورہ بیگم صاحبہ وفات پا گئیں ۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ۔ اس اندوہناک سانحہ پر تمام افرادِ جماعت نے اکٹھے ہو کر نمازِ جنازہ غائب ادا کی اور حسب ذیل رزولیوشن پاس کیا ۔ اور سیدہ مرحومہ کی بلندیٔ درجات کے لئے دُعا کی ۔

" اس اچانک اور غیر متوقع جانکاہ سانحہ پر ہمارے دل رنج و الم کے جذبات سے بھر گئے ہیں ۔ ہماری آنکھیں اشکبار ہیں ۔ ہم آپ کی المناک وفات پر اپنے پیارے آقا سے کیا تعزیت کر سکتے ہیں ۔ ہم دُعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سیدہ مرحومہ پر بے شمار اور بے حساب رحمتوں کا نزول فرمائے ۔ اور اعلیٰ علیین میں مقام قرب عطا فرمائے اور ہمارے پیارے امام حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ ۔ آپ کے جملہ صاحبزادگان اور صاحبزادیوں نیز تمام افرادِ خاندان مسیح موعود علیہ السلام پر صبر و رضا کی برکتوں کا نزول فرمائے ۔ آمین ۔

اس قرار دادِ تعزیت کی ایک نقل حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں اور ایک نقل اخبار بدر کو بھجوائی جائے ۔

ہم ہیں افراد جماعت احمدیہ محبوب نگر و جڈچرلہ (آندھرا)

قرار دادِ تعزیت منجانب لجنہ اماء اللہ حیدرآباد

۶ر دسمبر بروز اتوار بمقام احمدیہ جوبلی ہال لجنہ اماء اللہ حیدرآباد کے اجلاس میں محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ حیدرآباد نے حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ حرم محترم حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی رحلت سے متعلق مندرجہ ذیل تعزیتی قرار داد پیش کی جسے متفقہ طور پر منظور کیا گیا ۔

ممبرات لجنہ اماء اللہ حیدرآباد حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ رفیقۂ حیات حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی المناک وفات پر دلی غم و اندوہ اور نہایت گہرے صدمے کا اظہار کرتی ہیں ۔ خدا بخشے ! اس جہانِ فانی سے کوچ کر جانے والی میں بہت سی خداداد خوبیاں تھیں ۔ یہی کیا کم تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی رفیقۂ حیات ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نواسی ، اور حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی تھیں ۔

جب بھی حضرت امیر المومنین تبلیغ اسلام اور جماعتی کاموں کے سلسلہ میں بیرونی ممالک تشریف لے جاتے آپ حضور کی مصروفیات کے مدِ نظر سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے ہمیشہ ساتھ رہیں ۔ اور جماعتی کاموں میں پیش پیش رہتیں ۔ آپ کے اس خلوص کی بدولت حضور کو بھی آپ سے بے انتہا محبت تھی ۔ احمدی خواتین سے شفقت سے پیش آنا اور اُن کی دلداری کی خاطر اپنے دستِ مبارک سے انعامات وغیرہ تقسیم کرنا آپ کی بے پناہ محبت اور بزرگی کی دلیل ہے ۔ آپ کی اندوہناک وفات ہمارا واحد غم نہیں بلکہ ایک قومی نقصان ہے ۔ مگر ؎

چل نہیں سکتی کسی کی کچھ قضا کے سامنے

تقدیرِ مُبرم کے آگے لب کُشائی کی بھلا ہمت کہاں ۔ اس موقعہ پر ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر بے ساختہ یاد آرہا ہے کہ ؎

بُلانے والا ہے سب سے پیارا ٭ اُسی پہ اَے دِل تُو جاں فدا کر !

ہم ممبرات رنجیدہ خاطر صدقِ دل کے ساتھ حضرت امیر المومنین کی خدمت میں ، اور خاندان حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام کی خدمت میں افسردہ دِلی کے جذبات کے ساتھ تعزیت پیش کرتی ہیں ۔ اور دُعا کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرمائے ۔ اور آنحضُور پرنورؒ کو اس سانحہ کے برداشت کرنے کی طاقت و ہمت عطا فرمائے ۔ اور آپ کو کامل صحت والی کام کرنے والی لمبی عُمر عطا فرمائے ۔ آپ کی اولاد اور پھر ساری جماعت کو صبرِ جمیل عطا فرمائے ۔ آمین ٭

ہم ہیں ممبرات لجنہ اماء اللہ حیدرآباد ۔

قرار دادِ تعزیت منجانب جماعت احمدیہ شاہجہانپور

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی حرم محترم حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ کے انتقال پر جماعت احمدیہ شاہجہانپور بڑے قلبی دُکھ اور غم کے ساتھ یہ قرار دادِ تعزیت پاس کرتی ہے کہ حضرت سیدہ موصوفہ مرحومہ کا وجود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہام "خواتینِ مبارکہ" کا مصداق تھا ۔ اور حضور مسیح پاک علیہ السلام کی نواسی اور حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ اور حضرت نواب محمد علی خان صاحب رضی اللہ عنہما کی صاحبزادی اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی رفیقۂ حیات ہونے کے اعتبار سے حضرت سیدہ موصوفہ کا بہت بلند مقام ہے ۔ دینی کاموں میں آپ حضرت خلیفۃ المسیح کی دستِ راست تھیں ۔ آپ کی وفات سے بہت بڑا قومی نقصان ہوا ہے ۔ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے اس کی تلافی کے سامان پیدا فرما دے آمین ۔

دو روز قبل حضرت ناظر صاحب اعلیٰ قادیان دارالامان کے توسط سے بعض خطوط اور ایک تار سے تشویشناک علالت کی تفصیلی خبر ملنے پر فوری طور پر مقامی جماعت نے اجتماعی دُعاؤں اور صدقات کا اہتمام کیا ۔ مگر آج یہ اندوہناک خبر ملتے ہی سب پر اُداسی چھا گئی ۔ مرضیٔ مولیٰ بر ہمہ اولیٰ ۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ۔

آج بذریعہ خطوط اور ایک تار سے حضرت سیدہ موصوفہ کی رحلت کی خبر ملی ۔ سب لوگ احمدی مرد و زن احمدیہ مسلم مشن میں جمع ہوئے ۔ بعد نمازِ مغرب سیدہ موصوفہ کی نمازِ جنازہ غائب ادا کی گئی ۔

ہم جملہ افراد جماعت احمدیہ شاہجہانپور کی جانب سے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۔ جملہ صاحبزادگان و صاحبزادیاں ۔ اور جملہ افرادِ خاندان حضرت مسیح پاک علیہ السلام قلبی تعزیت قبول فرما دیں ۔ اللہ تعالیٰ پسماندگان کا حامی و ناصر ہو ۔ اور صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرما دے ۔ اور ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ کو صحت و سلامتی کی لمبی عمر عطا فرما دے ۔ اور حضرت سیدہ موصوفہ کو مقدس ہستیوں کے قُرب میں جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرما دے ۔ آمین ۔

اس موقعہ پر ہم صاحبزادہ حضرت مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان دارالامان اور اُن بزرگان و مخلصین کا تہِ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے حضرت سیدہ موصوفہ کی علالت اور وفات کی خبریں ہم تک بڑی سُرعت سے پہنچائیں ۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء ؎

بُلانے والا ہے سب سے پیارا ٭ اُسی پہ اے دل تُو جاں فدا کر !

پیش ہو کر فیصلہ ہوا کہ ایک تار تعزیت کا مرکز میں دے دیا ہے ۔ اِس قرار دادِ تعزیت کی نقول بھی بھجوائی جائیں ــــ نقول بخدمت :- ۱ ۔ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ ۔ ۲ ۔ صاحبزادہ حضرت مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان دارالامان ۔ ۳ ۔ حضرت ناظر صاحب خدمتِ درویشان ۔ ۴ ۔ مکرم ایڈیٹر صاحب بدر قادیان دارالامان ۔

ہم ہیں جملہ افراد جماعت احمدیہ شاہجہانپور بتوسط خاکسار عبدالحق فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

قرار دادِ تعزیت منجانب جماعت احمدیہ بیج بہاڑہ (کشمیر)

آج ۱۲/۸۱ کو جماعت احمدیہ بیج بہاڑہ کشمیر نے قرار دادِ تعزیت ذیل پاس کی ۔ جماعت احمدیہ بیج بہاڑہ حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہؓ کی وفات پر قرار دادِ تعزیت پاس کرتی ہے ۔ اور خاندان حضرت مسیح موعودؑ سے اظہارِ ہمدردی کرتی ہے ۔ یہ المیہ تمام دُنیائے احمدیت کا ہے ۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ جگہ دے ۔ اور حضور اقدس ایدہ اللہ اور خاندان حضرت مسیح موعودؑ کو صبرِ جمیل کی توفیق بخشے ۔ آمین ۔

سید محمد سیفی صدر جماعت احمدیہ بیج بہاڑہ (کشمیر)

قرار دادِ تعزیت منجانب جماعت احمدیہ برمنگھم (یو ۔ کے)

جماعت احمدیہ برمنگھم و مضافات کا یہ خصوصی اجلاس جو آج بمورخہ ۶ ر ماہ دسمبر ۱۹۸۱ء بروز اتوار بوقت سہ پہر دارالبرکات مشن ہاؤس میں بصدارت چوہدری عبدالحفیظ صدر جماعت منعقد ہوا ۔ حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہؓ کے وصال پر اپنے گہرے رنج اور صدمے کا اظہار کرتے ہوئے دِلی افسوس و تعزیت کی قرار داد منظور کرتا ہے اور حضرت سیدہ موصوفہ کیلئے اپنے مخلصانہ جذباتِ عقیدت پیش کرتا ہے ۔

محترمہ سیدہ منصورہ بیگم صاحبہؓ حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ و محترمہ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کی بڑی صاحبزادی اور سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بڑی نواسی اور ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی حرم محترم تھیں جو مختصر سی علالت کے بعد مشیتِ ایزدی کے تحت بمورخہ ۳ ر ماہ دسمبر ۱۹۸۱ء اپنے لکھوکھا عقیدتمند دلوں کو حزین و سوگوار چھوڑ کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملیں ۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ۔ ؎ بُلانے والا ہے سب سے پیارا ٭ اُسی پہ اَے دل تُو جاں فدا کر ۔

آپ کا وجود جماعت کیلئے نہایت بیش قیمت اور بابرکت وجود تھا ۔ آپ نافع الناس اور محبت و شفقت کا پاک نمونہ تھیں ۔ آپ کی بلند پایہ شخصیت اخلاقِ حسنہ اور صفاتِ عالیہ سے متصف اور پاکیزہ اور اعلیٰ کردار کا مرقع تھی ۔ آپ نہ صرف لجنہ اماء اللہ میں ہی مختلف عہدہ جات پر رہ کر سلسلہ عالیہ کی خدمات بجالاتی رہیں بلکہ دم واپسیں تک دیگر ہر رنگ میں بھی اسلام و احمدیت کی خدمت و ترقی کے لئے ہر طرح کمربستہ اور کوشاں رہیں ۔ بیرونی مشنز کے دورہ جات میں سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہمیشہ ہمراہ رہیں ۔ اور ہر مقام پر جماعتی خواتین کو ان کی اہم ذمہ داریوں اور فرائض کی جانب نہ صرف توجہ ہی دلاتی رہیں بلکہ انہیں اپنے بابرکت وجود اور اپنی مفید اور بیش قیمت نصائح سے بھی مستفیض فرماتی رہیں ۔ قرآن کریم کی تعلیم و بچوں کی دینی تعلیم و تربیت اور پردے کی پابندی پر خصوصی تلقین و تاکید فرماتیں ۔ آپ کے ارشادات احمدی خواتین کے لئے بطور مشعلِ راہ ہیں ۔ حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہؓ کی اندوہناک رحلت خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت کے لئے ایک عظیم صدمہ اور ناقابلِ تلافی نقصان اور ایک زبردست خلا کا موجب ہے ۔ ہم جملہ ممبران جماعت برمنگھم حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اور جملہ افراد خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام و حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ کے غم اور صدمہ میں برابر شریک ہیں ۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور نہایت عاجزانہ دست بدعا ہیں کہ وہ محض اپنے فضل و کرم سے حضرت بیگم صاحبہ مرحومہؓ کو غریقِ رحمت کو ملے ۔ اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقامات عطا فرمائے ۔ اور ان کے پسماندگان کو اپنے فضلوں سے نوازے اور صبرِ جمیل بخشے اور ہر لحظہ و ہر آن ان کا حافظ و ناصر ہو ۔ آمین ثم آمین ۔ فقط والسلام

خاکساران : حضور کے ادنیٰ خدام ممبران جماعت احمدیہ برمنگھم

اسلام میں عورتوں کی عدیم المثال قربانیاں

از مکرمہ شمیم اختر گیانی معلمہ نصرت گرلز ہائی سکول قادیان

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دین اسلام کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

اسلام چیز کیا ہے خدا کے لئے فنا
ترک رضائے خویش پئے مرضی خدا

یعنی اسلام کی حقیقت واضح ہو جانے کے بعد انسان اللہ تعالیٰ کی محبت میں اتنا کھویا جاتا ہے کہ وہ اس کی مرضی اس کی مرضی رہتی ہے۔ اور نہ ہی اس کا وجود اپنا وجود رہتا ہے بلکہ اس کی زندگی اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کا رنگ اختیار کر لیتی ہے اور وہ محبوب حقیقی کی راہ میں بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے میں ہی اپنی سعادت سمجھتا ہے پس یہی اسلام کا مغز ہے کہ انسان اپنے خویش واقارب اور اپنی نفسانی خواہشات کو ترک کر کے اپنے آپ کو بکلی اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرے۔

قرآن پاک کے مطالعہ سے ہم پر یہ حقیقت پورے طور پر واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مرد و عورت کے اعمال کا بدلہ ایک جیسا بیان فرمایا ہے اور دونوں کو یہ بشارت دی ہے کہ ان میں سے جو کوئی بھی نیک اعمال بجالائے گا وہ اللہ تعالیٰ کے ابدی انعامات کا وارث قرار پائے گا۔ یہی وہ حقیقت ہے جس کو اسلام میں داخل ہونے والے مردوں اور عورتوں نے جان لیا تھا اور اسی کے پیش نظر مرد اپنی استطاعت کے مطابق عورتوں سے آگے بڑھنا چاہتے تھے اور عورتیں اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ استعداد کے مطابق اس کوشش میں رہتیں کہ قربانیوں کے میدان میں وہ مردوں سے آگے بڑھ جائیں کیونکہ ان دونوں کے پیش نظر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد رہتا تھا کہ :-

فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ

یعنی اے مسلمان مردو اور عورتو! تم نیکیوں اور قربانیوں کے میدان میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرو۔

چنانچہ تاریخ اسلام کا مطالعہ کرنے سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو کر ہمارے سامنے آتی ہے کہ دور اوّل کی مسلمان عورتیں قربانی کے کسی بھی میدان میں مردوں سے پیچھے نہیں رہیں انہوں نے ہر قسم کی بڑی سے بڑی قربانی دے کر بھی ہمیشہ یہی سمجھا کہ

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ کی صداقت کا یقین کرنے کے بعد نہ صرف اپنے آپ کو حضور کی خدمت کے لئے وقف کر دیا بلکہ اپنا تمام تر سرمایہ شوکت و سربلندی اسلام کے لئے آپ کی خدمت میں لا حاضر کیا اور فرمایا کہ :-

"میرے آقا آپ گھبرائیں نہیں آپ کے اخلاق، حسن سلوک اور قلب صافی اور اللہ تعالیٰ کی محبت، جو آپ کے دل میں جلوہ گر ہوتی ہے اس کو مجھ سے زیادہ اور کوئی نہیں جانتا اور یہ ایسی صفات ہیں کہ جس میں بھی یہ پیدا ہوتی رہیں اللہ تعالیٰ نے کبھی اس کو ضائع نہیں کیا تو آخر آپ کو کیسے ضائع کر سکتا ہے آپ اس پیغام کو جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو ملا ہے خدا کے بندوں تک پہنچانے میں لگ جائیں۔ اس راستہ میں جس قسم کی بھی قربانی کی ضرورت پیش آئے گی۔ میں انشاء اللہ شرح صدر کے ساتھ پیش کرنے میں اپنی سعادت سمجھوں گی۔"

علمی میدان میں جہاں بڑے بڑے محدث فقیہہ اور مفسر قرآن مردوں کا نام عزت سے لیا جاتا ہے وہاں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ "اگر قرآن سیکھنا ہے تو عائشہؓ سے سیکھو" اس وسیع میدان میں عورت کی قربانی کو چار چاند لگا دیتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک عہد میں جبکہ آپ کے بہت سے صحابہؓ موجود تھے آپ نے ان میں سے کسی کے متعلق بھی نہ فرمایا کہ اگر قرآن سیکھنا ہے تو میرے فلاں صحابی سے سیکھو بلکہ اگر قرآن سکھانے کی سعادت کسی کو ملی تو وہ صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ملی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق یہ بابرکت ارشاد فرمانا جہاں ہم عورتوں کے مقام کو بلندی و رفعت عطا کرتا ہے وہاں ہمیں اپنی عظیم ذمہ داریوں کا بھی احساس دلاتا ہے کہ اعلائے کلمۃ اللہ اور اشاعت اسلام کی ذمہ داری صرف مردوں کے کندھوں پر ہی نہیں ڈالی جا سکتی بلکہ ہم نے بھی خدا کے بندوں کو قرآن پاک کی مقدس تعلیمات سے روشناس کرانا ہے انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ کی توحید کے قیام کے لئے بڑی سے بڑی قربانی پیش کر کے اس کے بے پایاں فضلوں کو جذب کرنا ہے۔

جنگ بدر میں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد نہ صرف اُن کے چہرہ کو بُری طرح مسخ کر دیا گیا بلکہ ہندہ نے ان کا کلیجہ بھی نکال کر چبا لیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیرؓ کو حضرت صفیہؓ (جو حضرت حمزہؓ کی بہن تھیں) کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا کہ وہ حضرت حمزہؓ کی لاش کو نہ دیکھیں بلکہ دُعا کریں جب حضرت صفیہؓ کو حضرت زبیرؓ نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پیغام سُنایا تو حضرت صفیہؓ نے نہایت صبر و رضا کا مظاہرہ کرتے ہوئے جواب دیا کہ :-

"میں یہ سب کچھ سُن چکی ہوں لیکن جو کچھ بھی میرے اس بھائی کے ساتھ ہوا ہے یہ کوئی بڑی قربانی نہیں ہے ہمیں اس سے زیادہ بڑھ کر قربانیاں خدا کے رسولؐ کے لئے پیش کرنی چاہئیں۔"

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم ہوا تو آپ نے حضرت صفیہؓ کی طرف سے کئے گئے صبر و رضا کے اس بے نظیر مظاہرہ پر خوشنودی کا اظہار فرمایا اور انہیں اپنے بھائی کی لاش دیکھنے کی اجازت مرحمت فرمادی۔ حضرت صفیہؓ نے جب اپنے بھائی کی مسخ شدہ لاش کو دیکھا تو انا للہ وانا الیہ راجعون کے سوا اور کچھ نہیں کہا بعدہٗ انہوں نے بھائی کے لئے دُعا کی اور خاموشی سے واپس لوٹ آئیں۔

حصول رضائے الٰہی کے لئے اگر مسلمان مردوں نے اس کی راہ میں بے مثال فدائیت کا نمونہ دکھایا تو وہ ان مسلمان عورتوں کی ہی بہترین تربیت کا نتیجہ تھا جن کے بطن سے ایسے ایسے مجاہد اسلام پیدا ہوئے جو اللہ تعالیٰ کے عشق میں سرشار ہو کر اپنی جانوں کو اس کی راہ میں فدا کر کے ابدی جنتوں کے وارث بن گئے۔

مسلمان عورتوں نے بہادری اخلاص اور فدائیت و قربانی کے ایسے بے مثال نمونے تاریخ اسلام میں چھوڑے ہیں جو رہتی دُنیا تک ہمارے لئے مشعل راہ کی حیثیت رکھیں گے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں جبکہ عراق میں قادسیہ کے مقام پر جنگ ہو رہی تھی تو اس موقعہ پر حضرت خنساءؓ اپنے چاروں جگر گوشوں کو میدان جنگ میں لائیں اور بڑے ہی جذباتی انداز میں اُن کو یہ فرمایا کہ

"میرے پیارے بیٹو! آپ نے اور تم نے اسلام کو ایک سچائی اور حقیقت سمجھ کر مانا ہے کسی حقیقت اور سچائی کو مان لینے کے بعد اس کے لئے قربانی پیش کرنے سے گریز کرنا اس سے بڑھ کر اور کوئی بُزدلی کی بات نہیں ہو سکتی اس لئے میں تمہاری بوڑھی ماں کی حیثیت سے تمہیں یہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد پہنچا دیتی ہوں کہ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا (آل عمران) یعنی اس وقت جبکہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانیوں کی ضرورت ہے تم صبر اور استقلال کے ساتھ آگے بڑھو اور اپنی جانوں کو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں پیش کر دو۔"

چنانچہ حضرت خنساءؓ جیسی دلیر مخلصہ اور مومنہ ماں کی نصیحت پر چاروں جگر گوشوں نے گھوڑوں کی باگیں پکڑیں اور اللہ تعالیٰ کی محبت کے ترانے گاتے ہوئے میدانِ جنگ میں کود پڑے اور اللہ تعالیٰ کے راستہ میں چاروں کے چاروں ہی شہید ہو گئے جب حضرت خنساءؓ کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اس نے محض اپنے فضل و کرم سے انہیں ایسے فدائی اور جاں نثار بچے عطا کئے جن کو اس کی راہ میں اپنی جانیں فدا کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

آئیے مسلمان عورت کے شوقِ جہاد اور جذبۂ قربانی کی ایک اور جھلک ملاحظہ کیجئے جب مسلمانوں نے دمشق کا محاصرہ کیا تو رُومی بادشاہ نے اہل دمشق کی مدد کے لئے بیس ہزار فوج بھجوا دی۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے حضرت ضرارؓ کی سرکردگی میں ایک مختصر سا قافلہ فوج کا اندازہ لینے کے لئے بھجوایا۔ اس رُومی فوج کی حضرت ضرارؓ سے مُٹھ بھیڑ ہو گئی جس پر حضرت ضرارؓ کو گرفتار کر لیا گیا اس بات کا علم حضرت خالد بن ولیدؓ کو اس وقت ہوا جب آپؓ اپنی فوج کی صف آرائی میں مصروف تھے اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ ایک گھوڑ سوار جس نے اپنے جسم پر زرہ پہنی ہوئی ہے رُومی فوج پر جھپٹا ہے اور دُشمن کو تہہ تیغ کرنا شروع کر دیتا ہے۔ کچھ دیر بعد جب وہ گھوڑ سوار حضرت خالد بن ولیدؓ

کے پاس سے گزرا تو آپ نے فرمایا کہ:۔
"اس وقت تم نے جو کارنامہ سرانجام دیا ہے اس کی وجہ سے ہمارے دل میں تمہاری قدر و منزلت گھر کر چکی ہے مگر اپنا چہرہ تو دکھاؤ تا ہم جان سکیں کہ تم کون ہو"۔

گھوڑ سوار نے جواب دیا کہ
"میں اپنا منہ ننگا نہیں کر سکتی کیونکہ میں ایک مسلمان عورت ہوں اور میں حضرت ضرار کی بہن ہوں"۔

اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے اس دور میں بھی احمدی مسلمان عورتوں کی بے مثال قربانیاں ہمارے سامنے ہیں۔ اُم المؤمنین حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم رضی اللہ عنہا جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زوجیت کے لئے چُنا اور جن کا نام اللہ تعالیٰ نے الہاماً خدیجۃ الکبریٰ رکھا کی اشاعت۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور توحید باری تعالیٰ کے قیام کے لئے آپ کی بے نظیر قربانیاں ہمارے لئے مشعلِ راہ ہیں وہ ابنائے فارس جن کے ذریعہ سے ایمان نے ثریا سے اتر کر دلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی عشق اور قرآن پاک کی عظمت کو پیدا کرنا تھا وہ آپ ہی کے بطن سے تولد ہوئے۔

یہ احمدی مسلمان عورتوں کے اخلاص ایثار اور ایمان کا ہی نتیجہ ہے کہ ان کی گودوں میں ایسے نونہالوں نے پرورش پائی جنہوں نے اپنی جانوں کو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں وقف کیا اور آج وہ دُنیا کے گوشہ گوشہ میں پہنچ کر اعلائے کلمۃ اللہ کا مقدس ترین فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قوتِ قدسیہ کے ذریعہ سے مُردہ روحوں میں دوبارہ زندگی کی رُوح پھونکنے میں مشغول ہیں۔

ہم اللہ تعالیٰ کا جس قدر بھی شکر کریں کم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بھی قرونِ اولیٰ کی مسلمان عورتوں کی طرح ہر قسم کی قربانیاں کرنے کی اپنے فضل سے توفیق عطا فرمائی ہے جس کے باعث ہم بھی قربانیوں کے میدان میں مردوں کے دوش بدوش قدم اُٹھا رہی ہیں۔ وَذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَن يَّشَاءُ۔

بفضلہ تعالیٰ ہر احمدی عورت کے ذہن میں یہ بات گھر کر چکی ہے کہ اس کی زندگی کا اصل مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے، اُسی کی یاد میں محو رہنے اور اپنے محبوب امام کی ہر آواز پر لبیک کہنے کے سوا اور کچھ نہیں جب ہم دُنیا والوں کو یہ بتاتی ہیں کہ ہم ہی اللہ تعالیٰ کی بندیاں جنہوں نے اپنے بچوں کے منہ سے نکلے چیس کر عیش و عشرت کی زندگیوں کو ٹھکرا کر اور ہر قسم کی لغویات سے منہ موڑ کر یورپ۔ کہ جو خدا تعالیٰ سے دور ہو کر گمراہی اور ضلالت کے اندھیروں میں بھٹک رہا ہے دوبارہ خدا کے نزدیک لانے کے لئے لندن۔ ہالینڈ۔ اور ڈنمارک میں اللہ تعالیٰ کے تین گھروں کی تعمیر کی ہے تو وہ یہ سُن کر حیران و ششدر رہ جاتے ہیں۔

خدا نے چاہا تو وہ دن دُور نہیں جب احمدی مستورات کی ان بے لوث قربانیوں کے نتیجہ میں اسلام پر پھر تازگی کے دن آئیں گے اور پھر وہی صبح صادق نمودار ہوگی جس کی بابت الٰہی نوشتوں میں پہلے سے خبر دی گئی ہے اور جس کے بارے میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ فرما چکے ہیں:۔

"یقیناً سمجھو کہ نصرت کا وقت آ گیا ہے اور یہ کاروبار انسان کی طرف سے نہیں اور نہ کسی انسانی منصوبہ نے اس کی بنا ڈالی ہے بلکہ یہ وہی صبح صادق ظہور پذیر ہوئی ہے جس کی پاک نوشتوں میں پہلے سے خبر دی گئی تھی"۔
(ازالۂ اوہام صفحہ ۷۳۸)

پندرھویں صدی ہجری اور ہماری ذمہ داریاں

پانچویں آل بنگال احمدیہ سالانہ کانفرنس کے پہلے دن مورخہ ۳۰/۱۰/۸۱ کو مسجد احمدیہ کلکتہ میں جماعتہائے احمدیہ صوبہ بنگال کی ذیلی تنظیموں کے مختلف علمی مقابلہ جات منعقد ہوئے اسی مرحلہ پر مقابلہ تقاریر اطفال میں عزیز ظاہر احمد باجی ابن مکرم نذیر احمد صاحب باجی کی یہ تقریر انعام اوّل کی مستحق قرار پائی۔ (ایڈیٹر بدر)

صدرِ محترم اور احبابِ کرام! میری تقریر کا موضوع ہے "پندرھویں صدی اور ہماری ذمہ داریاں"
جیسا کہ احباب کو معلوم ہے ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بار بار ہم کو یہ خوشخبری سنا چکے ہیں کہ پندرھویں صدی غلبۂ اسلام کی صدی ہے۔ خدا تعالیٰ کی قدیم سے یہ سنت ہے کہ جب بھی وہ اپنی برگزیدہ جماعت سے انعامات کا وعدہ کرتا ہے تو ان انعامات کی عظمت و شوکت کے مطابق ہی اتنی بڑی ذمہ داریاں بھی ان پر عائد ہوتی ہیں آپ گذشتہ ادیان کے حالات کا مطالعہ کریں تو جو بات ابھی میں نے بیان کی ہے اس کی حقیقت روزِ روشن کی طرح آپ پر واضح ہو جائے گی۔ آپ دین آخری شریعت ولا لکھ کے مالک آقا سے نامدار رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جاں نثار صحابہؓ پر سب سے زیادہ انعامات کی بارش ہوئی لیکن خدا تعالیٰ کی راہ میں مصائب اور آلام کے پہاڑ بھی سب سے زیادہ انہیں پر ٹوٹے لیکن ان کے پائے ثبات میں لغزش نہ آئی جتنی زیادہ قربانیاں وہ کرتے گئے اتنا ہی زیادہ سے زیادہ خدا تعالیٰ کے افضال کے وہ مورد ہوتے گئے۔

پس میرے دوستو! جب خدا تعالیٰ نے اپنے پیارے کی معرفت اس خوشخبری سے ہمیں نوازا ہے کہ اسلام کی فتح کے دن قریب ہیں تو یہ اس بات کا بھی اعلان ہے کہ ہمارے فرائض اور ہماری ذمہ داریاں اب Multiply ہو گئی ہیں ہم اب اگلی کلاس میں ترقی دے دئے گئے ہیں۔ اور اب نصاب کے مطابق ہم نے تعلیم کو جاری کرنا ہے اور پھر ساری دُنیا میں جاری کرنا ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہے وہ نصاب پہلوانوں کے لئے وہ نصاب قرآن پاک ہے۔ اس کے تمام ارشادات پر ہمیں نئے ولولہ نئے جوش اور نئے عزم کے ساتھ عمل پیرا ہونا ہے ارشادِ ربانی ہے۔ قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ کہ میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کے تمام ارشادات قرآن پاک کی تفسیر ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں اسلام تم سے ایک فدیہ مانگتا ہے وہ فدیہ کیا ہے اس کی راہ میں مر جانا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے جماعت کے خدام کے لئے جو ماٹو تجویز فرمایا ہے وہ بھی ان دونوں ارشادات کے عین مطابق ہے کہ میں اپنی جان۔ مال۔ عزت اور وقت کو قربان کرنے کے لئے ہر دم تیار رہوں گا۔ میرے بھائیو! یہ عہد ہم پہلے بھی دُہراتے تھے لیکن اب جو خوشخبری خدا تعالیٰ کے خلیفہ نے ہمیں سُنائی ہے اس کے تحت ضرورت ہے ایک نئے ولولہ کی اور عزم کی حضرت موسیٰ کی قوم نے جب اپنے نبی کو یہ جواب دیا کہ جا تو اور تیرا رب کافروں سے لڑ ہم تو یہاں بیٹھے ہیں تو خدا تعالیٰ نے جس نعمت کا ان سے وعدہ کیا تھا وہ چالیس سال پیچھے ڈال دی گئی لیکن ہم بفضلہ تعالیٰ اس زمانہ کے امام اور مہدی پر صدقِ دل سے ایمان لائے ہیں۔ ہمارے سامنے ان جاں نثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا پاک نمونہ ہے جنہوں نے رسول پاکؐ سے کہا تھا کہ ہم آپؐ کے آگے بھی لڑیں گے آپؐ کے پیچھے بھی لڑیں گے۔ آپؐ کے دائیں بھی لڑیں گے اور آپؐ کے بائیں بھی لڑیں گے۔ اور دُشمن آپؐ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک ہماری لاشوں کو نہ روندتا ہوا سامنے سمندر ہے اگر آپ اشارہ کریں تو اس میں گھوڑے دوڑائیں پس پندرھویں صدی کا آغاز ہمارے لئے اس حکم کا اعلان ہے کہ ہم ہمہ تن گوش ہو کر اپنے امام کے احکام کے منتظر رہیں جس طرح سوئچ کے on کرنے سے بلب روشن ہو جاتا ہے اسی طرح حضور کے ارشادات پر عمل پیرا ہونے کے لئے اور اپنی جان۔ مال۔ وقت اور عزت کو قربان کرنے کے لئے ہر دم تیار رہیں

احمدیہ مسلم کیلنڈر

برائے سال ۱۹۸۲ء مطابق ۱۳۶۱ ہش ۱۴۰۳-۱۴۰۲ ہجری قمری!

انشاء اللہ تعالیٰ احمدیہ مسلم کیلنڈر برائے سال ۱۹۸۲ء اس مرتبہ بھی بسم اللہ اور کلمہ طیبہ سے اپنی پیشانی کو مزین کرتے ہوئے تصویر منارۃ المسیح کو دائیں لوائے احمدیت کو بائیں درمیان میں اوپر نیچے خانہ کعبہ اور شبیہ مبارک سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنی پوری شان و شوکت کے ساتھ ظاہر کرے گا ــــ تصاویر کے درمیان سیدنا حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مع اردو ترجمہ جس میں مجددین کی آمد کا ذکر ہے اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات میں سے دو اقتباسات مع ترجمہ انگریزی ہوں گے جن میں حضور علیہ السلام نے مجددِ وقت ہونے کا دعویٰ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیعت لینے کے حکم کو بیان فرمایا ہے۔
تصویر منارۃ المسیح اور لوائے احمدیت کے نیچے حکومتی اور جماعتی تعطیلات کی تفصیل ہوگی۔✱

✱ نیچے کے حصہ میں اردو اور انگریزی مہینوں "عیسوی" "ہجری قمری" اور "ہجری شمسی" کے مہینوں کے نام۔ ہفتہ کے دنوں کے نام دائیں طرف عربی اور فارسی میں بائیں طرف انگریزی اور اردو میں ہوں گے۔

تاریخیں جلی۔ اتوار۔ جمعہ اور دیگر تعطیلات رنگوں کے فرق سے واضح ہوں گے۔
کیلنڈر گذشتہ سال کی طرح ایک شیٹ ۲۰×۳۰ سائز میں عمدہ کاغذ پر طبع ہوا ہے ہدیہ فی کیلنڈر -/۲ روپے اخراجاتِ ڈاک بذمہ خریدار ہوں گے احباب قبل از وقت آرڈر بک کروا لیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

آج مصلح موعودؓ یاد آئے ـــــــ بقیہ صفحہ (۲۶)

دل کو راحت وسکون ہو۔ اور دُوسری طرف وہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ذُرّیتِ طیّبہ بھی ہو۔ تو اس کے لئے ضروری ہے کہ تم ان احکام کی روشنی میں جو اسلام نے قرآن کریم نے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم نے اپنی زندگی کے ہر لمحہ میں ہمارے سامنے پیش کئے ہیں عمل کرو!

لجنہ اماءُ اللہ کا قیام اس غرض سے ہے تا احمدی مستورات اپنی زندگی منظم ہو کر اس طرح گزاریں کہ اُن کے قدم ہمیشہ جنّت کی زمین کو چومنے والے ہوں۔ اور جہنّم کی زمین ۔ جہنّم کی آگ اور اس کی تپش اور اس کی تکلیف کا جھونکا تک بھی اُن تک نہ پہنچنے پائے "

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ بصیرت افروز ارشاد جہاں احمدی مستورات کو اُن کی اہم ملی اور جماعتی ذمہ داریوں سے روشناس کراتا ہے۔ وہاں لجنہ اماء اللہ کے قیام کے مہتم بالشان اغراض و مقاصد کی بھی تعیین کرتا ہے اور جب بھی ہم اس عظیم تنظیم کے افادی پہلوؤں کا جائزہ لیتے ہیں تو معًا اس کے جلیل القدر بانی سیّدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شیریں اور دلنواز یاد دلوں میں تازہ ہو کر رُوح کو ایک نئی تازگی اور بالیدگی عطا کرتی ہے۔ کچھ ایسی ہی کیفیت اس وقت میرے دِل کی بھی ہے۔ اور کیوں نہ ہو ؎

آج مُصلح موعودؓ یاد آئے
اپنا ایمان کیوں نہ رنگ لائے

اللہ تعالیٰ کی ہزاروں ہزار رحمتیں ہوں اُس مقدس وجود پر جس نے لجنہ اماء اللہ جیسی فعّال دینی تنظیم قائم کر کے ہمیں اپنے مہتم بالشان منصب ومقام سے رُوشناس کرایا۔ خدا کرے کہ ہم اپنے اس مقام کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھ کر اس کے مطابق اپنی اہم ملی اور جماعتی ذمہ داریوں کو تا ابد ادا کرتی چلی جائیں۔ آمین اللّٰھم آمین ؛

"اِک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا" ـــ بقیہ اداریہ صفحہ (۲)

حاضرین کی تعداد ۸۰۰ ملاحظہ فرمائی تو آپؑ نے فرطِ انبساط سے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے اب ہمارا کام مکمل ہو گیا۔ حضورؑ کی وفات کے بعد اس تعداد میں اور بھی زیادہ سُرعت اور تیزی کے ساتھ اضافہ ہوتا چلا گیا۔ حتیٰ کہ گزشتہ سال دارالہجرت ربوہ میں محتاط اندازوں کے مطابق مہیا کئے گئے اعداد وشمار کے مطابق حاضرین جلسہ کی تعداد قریبًا دو لاکھ تھی۔ اور چشم بینا کے لئے فرزندانِ احمدیت کی اجتماعیت وللّٰہیت کا مظہر یہ عظیم الشان رُوحانی اجتماع سیّدنا حضرت اقدس مسیح پاک علیہ السّلام کے اِس شعر کی انتہائی رُوح پرور اور وجد آفریں عملی تشریح بیان کر رہا تھا کہ ؎

اِک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا
مَیں خاک تھا اُسی نے ثُریّا بنا دیا

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے آج ایک بار پھر شمعِ احمدیت کے ان پروانوں کو پہلے سے کہیں بڑھ کر اشتعالِ شوق اور جذبۂ خلوص و ایثار کا عملی مظاہرہ کرنے کے لئے اپنے دائمی رُوحانی مرکز میں جمع ہونے کی سعادت عطا فرمائی ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک الاحسان العظیم۔ اللہ تعالیٰ کے بے کراں فضلوں، رحمتوں اور برکتوں کو جذب کرنے والے اس مُبارک موقعہ پر ہم دیارِ حبیبؐ علیہ الصلوٰۃ والسّلام میں آنے والے تمام پیکرانِ خلوص و وفا کو دِل کی گہرائیوں سے خوش آمدید کہتے ہیں۔ اور بارگاہِ ربّ العزّت میں دست بدُعا ہیں کہ وہ جہاں اپنے وعدوں کے مطابق ہمارے اِس اجتماع کو پہلے سے کہیں بڑھ کر آسمانی افضال و انعامات کا حامل بنائے وہاں اس میں شمولیت اختیار کرنے والوں کو علیٰ حسب الاخلاص ان افضال و انعاماتِ سماوی سے کماحقہٗ استفادہ کرنے کی توفیق بھی عطا کرے۔ آمین اللّٰھم آمین برحمتک یا ارحم الراحمین ؛

خورشید احمد انور

قبولِ احمدیّت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم سیّد ظہور احمد صاحب سونگھڑہ اور ان کے خاندان کے سات افراد کو قبولِ احمدیت کی توفیق عطاء فرمائی ہے۔ احباب ان تمام احباب کے ثباتِ قدم اور ہر شر سے محفوظ رہنے کے لئے دُعا فرمائیں۔

سیّد انوار الدین احمد سونگھڑہ

وِلادت

اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۱۱/۱۲/۸۱ بروز جمعۃ المبارک مکرم مولوی عنایت اللہ صاحب فاضل کو پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ نومولود مکرم خواجہ محمد عبد اللہ صاحب منڈاشی بھدرواہ کا پوتا اور مکرم عبد القدیر صاحب گنائی بھدرواہ کا نواسہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نومولود کو نیک اور خادمِ دین بنائے۔ آمین۔ (ایڈیٹر)

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم :- (فرمایا) "اے لوگو! تم بدظنّی سے بہت بچو۔ یہ سب سے جھوٹی بات ہے۔ اور تم کسی کے عیب کی تلاش نہ کرو۔ نہ تجسّس کرو" (بخاری)

ملفوظات حضرت مسیح پاک علیہ السلام :-

"یاد رکھو کہ بدظنّی کا انجام جہنّم ہے۔ اس کو معمولی مرض نہ سمجھو۔ بدظنّی سے نا امیدی اور نا امیدی سے جرائم اور جرائم سے جہنّم ملتا ہے۔ اور یہ صدق کو جڑ سے کاٹنے والی چیز ہے۔ اس لئے تم اس سے بچو۔" (الحکم ۱۰ مئی ۱۹۰۵ء)

پیشکش { محمد ارمان اختر - نیاز سلطانہ پارٹنرز "موٹر کٹنگ"
۳۲ - سیکنڈ مین روڈ - سی آئی ٹی کالونی - مدراس - ۶۰۰۰۰۴

ہر آن اپنے اس مقدس عہد کو ذہن میں مستحضر رکھئے :-

"میں دین کو دنیا پر مقدّم رکھوں گا"

منجانب

کوہِ نور پرنٹنگ پریس

چھتہ بازار - حیدرآباد ۲۷ (آندھرا پردیش)

فتح اور کامیابی ہمارا مقدّر ہے

ارشاد حضرت ناصر الدین ایدہ اللہ الودود

ریڈیو۔ ٹی وی۔ بجلی کے پنکھوں اور سلائی مشینوں کی سیل اور سروس

ڈرائی اینڈ فرش فروٹ کمیشن ایجنٹ

غلام محمد اینڈ سنز - باری پورہ - کشمیر - ۱۹۲۲۳۲

فون نمبر:- ۴۹۰۷۸

کوہِ نور

ویلج انڈسٹریز ایسوسی ایشن

بھارت میں اعلیٰ قسم کی دیاسلائی بنانے والے دو مشہور ٹریڈ مارک

" No. 2 DELUX QUALITY " — اور — " AMBER "

پتہ:- نمبر ۶۵۷-۸-۱۸ عیدی بازار - حیدرآباد - ۲۳

فون — ۴۲۳۰۱

حیدرآباد میں

لیلینڈ موٹر گاڑیوں

کی اطمینان بخش قابلِ بھروسہ اور معیاری سروس کا واحد مرکز

حیدرآباد موٹر ورکس

نمبر اے/۸/۱/۲۵۸-۵-۶ آغا پورہ - حیدرآباد - ۵۰۰۰۰۱

VARIETY CHAPPAL PRODUCTS KANPUR.

MANUFACTURERS & ORDER SUPPLIERS,

PHONES:- 52325 / 52686 P.P.

ویرائٹی

پائیدار بہترین ڈیزائن پر لیدر سول اور ربڑ شیٹ کے سینڈل، زنانہ و مردانہ چپلوں کا واحد مرکز

مینوفیکچررس اینڈ آرڈر سپلائرز :-

چپل پروڈکٹس

۲۹/۲۴ مکھنیا بازار - کانپور (یو۔پی)

ٹارکا پتہ:- "AUTOCENTRE"

ٹیلیفون نمبرز { 23-5222 / 23-1652

آٹو ٹریڈرز

۱۶ - مینگو لین - کلکتہ ۷۰۰۰۰۱

HM ہندوستان موٹرز لمیٹڈ کے منظور شدہ تقسیم کار HM

برائے : ایمبسڈر • بیڈفورڈ • ٹرکیں

ہمارے یہاں ہر قسم کے ڈیزل اور پٹرول کاروں اور ٹرکوں کے اصلی پرزہ جات بھی ہول سیل نرخ پر دستیاب ہیں!

AUTO TRADERS,

16 — MANGOE LANE CALCUTTA - 700001.

رحیم کاٹیج انڈسٹری

ریگزین - فوم - چمڑے - جنس اور ویلویٹ سے تیار کردہ

بہترین - پائیدار اور معیاری

سوٹ کیس - بریف کیس - سکول بیگ

ایئر بیگ - ہینڈ بیگ (زنانہ و مردانہ)

ہینڈ پرس - منی پرس - پاسپورٹ کور

اور بیلٹ کے

مینوفیکچررس اینڈ آرڈر سپلائرز :-

RAHIM

COTTAGE INDUSTRIES,

17-A, RASOOL BUILDING

MOHAMEDAN CROSS LANE.

MADANPURA.

BOMBAY - 400008.

Registered with the registrar of news papers for India at No. R. N. 61/57

Regd. No. : P/G. D. P-3

Phone : 35

ANNUAL NUMBER

The Weekly   Qadian *143516*

Editor:-Khurshid Ahmad Anwar

Sub Editor—Jawaid Iqbal Akhtar

PRICE Rs. 2-00

VOL No.30 | 19/26th.SAFAR 1402 *17/24th.FATAH 1360* 17/24th.DECEMBER 1981 | ISSUE No. 51,52

احمدیہ سنٹر جاپان

حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد پر بمقام ناگویا جاپان قریباً تیس لاکھ روپے میں خرید کی جانے والی جماعتِ احمدیہ کے مستقل دارالتبلیغ کی دومنزلہ پُرشکوہ اور جاذبِ نظر عمارت ⁂

تفصیلی مضمون ملاحظہ ہو صفحہ ۲۰ پر